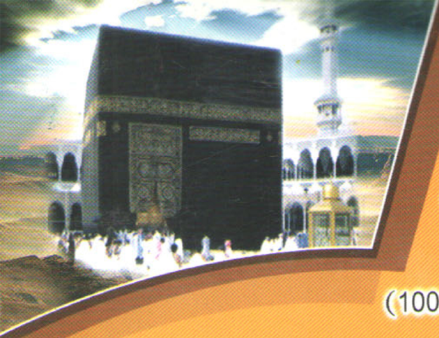

فرمان الٰہی ہے :-
(ترجمہ) ''اور (اسلام قبول کرنے میں) سبقت کرنے والے مہاجرین، انصار اور وہ لوگ جنہوں نے نیک اعمال میں ان کی پیروی کی اللہ ان سب سے راضی ہو گیا۔'' (التوبہ 9: آیت 100)

مختصر سیرت
خلفائے راشدین

ماخوذ از

تاریخ الخلفاء

تالیف : علامہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

الاعلام الاسلامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر سیرت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

ماخوذ از

تاریخ الخلفاء

تالیف : علامہ عبد الرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

اضافہ و ترمیم : مولانا امان اللہ فیصل و مولانا مشتاق احمد شاکر و مولانا محمد عمر حفظہم اللہ تعالیٰ

نظر ثانی : شیخ الحدیث مولانا محمود احمد حسن حفظہ اللہ تعالیٰ و شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد یوسف قصوری حفظہ اللہ تعالیٰ

معاونین : مولانا عمر فاروق و سید عبد الودود حفظہما اللہ تعالیٰ

زیر نگرانی : محمد عبید اللہ عبد اللہ حفظہ اللہ تعالیٰ

ناشر : الاعلام الاسلامی

کمرہ نمبر 10، دوسری منزل، گلشن ٹیرس (بلڈنگ)، نزد جامع کلاتھ مارکیٹ

ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فون: 32210209 / 32627369

طلب کیجئے............تقسیم کیجئے............ثوابِ دارین حاصل کیجئے

بطورِ صدقۂ جاریہ آپ یہاں ⬆ اپنا یا اپنے مرحومین کا نام لکھ کر یا صرف نیت کر کے تقسیم کیجئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم .... نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
خلیفہ کے معنٰی ومفہوم	9
خلافت راشدہ اور خلفائے راشدین	9
خلیفہ کیوں ضروری ہے؟	10
خلیفہ بننے کی شرائط	10
خلیفہ کے مقاصد	12
خلافت کے اصول	14
خلافت راشدہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ	17
خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دلائل	18
خلافت راشدہ کا آغاز	20
خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	**22**
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ سے نسبی تعلق	23
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ولادت، خاندان اور حلیہ	23
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بچپن کی زندگی	25
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اسلام سے پہلے کی زندگی	26
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	27
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خفیہ طور پر اشاعت اسلام	28
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سخاوت اور جذبہ ایمان	29
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہجرت حبشہ	31
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدینہ ہجرت	33
غار ثور میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت رسول ﷺ	34
مسجد نبوی کی تعمیر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کردار	38
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل	39

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمدہ صفات	39
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی نظر میں	51
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں	51
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت	52
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت میں پہلا حج	52
وفات نبوی پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صحابہ رضی اللہ عنہم کو حوصلہ دینا	53
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بننے کے بعد پہلا خطاب	54
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ترکہ رسول کے متعلق فیصلہ	55
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لشکر اسامہ کو روانہ کرنا	57
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مدعیان نبوت کے خلاف جہاد	62
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سپہ سالاروں کے نام خطوط	68
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قرآن مجید کی جمع وترتیب کا اہتمام	72
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی فتوحات	73
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عراق کی فتوحات	74
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شام کی فتوحات	82
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا مختصر تجزیہ	83
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں	87
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد	90
ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیماری اور عمر رضی اللہ عنہ کی جانشینی	91
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحتیں	92
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا	93
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وقت رحلت	94

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آخری لمحات اور وفات	94
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت	95
ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا رنج وغم	95
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غسل، نماز جنازہ اور تدفین	97
خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	**98**
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت	98
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خاندان	98
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بچپن	99
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں اسلام کی حقانیت	99
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور عمر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	100
عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا اسلام کی عزت کا باعث	103
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت	103
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اذان کے لئے مشورہ	105
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح	106
عمر رضی اللہ عنہ کا عورتوں کے پردہ کے متعلق مشورہ	107
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل	109
حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں	110
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عادات وخصائل	111
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اشارے	112
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت	112
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پہلا خطاب	114
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکومتی اقدام	115
عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عراقی فتوحات	121
عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتوحات شام	128
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی	134

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نظام خلافت	135
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد	139
شہادت کی تمنا	140
حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ	141
منصب خلافت کے لئے افراد کی نامزدگی	144
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی تمنا	145
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت	145
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت	146
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ وتدفین	146
خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	**147**
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ولادت	148
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خاندان	148
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پیشہ	148
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	149
عثمان رضی اللہ عنہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سے نکاح	149
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حبشہ ہجرت	150
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدینہ ہجرت	151
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا میٹھے پانی کا انتظام کرنا	152
عثمان رضی اللہ عنہ کا مسجد نبوی کی توسیع میں کردار	152
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت	153
عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارت اور بیعت رضوان	154
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا غزوہ تبوک میں کردار	155
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل	156
عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ نبوی	160
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بطور خلیفہ انتخاب	160

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پہلا خطاب	162
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اعمال	163
عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتوحات	165
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ازواج	170
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد	171
عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں گورنروں کی معزولی	171
خلافت عثمانیہ میں خلفشار کے اسباب	172
خلافت عثمانی پر لگائے گئے الزامات کا جائزہ	175
خلافت عثمانی کے مخالفین کی کامیابی کی وجوہات	178
عثمان رضی اللہ عنہ سے خلافت سے دستبرداری کا مطالبہ	180
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ	181
حسنین اور دیگر افراد کا دروازہ پر حفاظتی پہرہ	182
عثمان رضی اللہ عنہ کی باغیوں کو سمجھانے کی کوشش	182
صحابہ رضی اللہ عنہم کی عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع کی کوششیں	184
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت	185
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت	186
شہادت عثمان رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برہمی	187
عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا غم	187
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تکفین وتدفین	188
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالفین پر عذاب الٰہی	189
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے نتائج	189
خلیفہ چہارم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	**190**
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت	191
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	191
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بچپن	192
ہجرت نبوی کے وقت علی رضی اللہ عنہ کا کردار	193
علی رضی اللہ عنہ کا مسجد نبوی کی تعمیر میں کردار	194
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت	194
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل	197
حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں	198
حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی نظر میں	198
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خصوصیات	198
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر یقین	199
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی	200
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلا حج	203
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بطور گورنر نامزدگی	204
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حجۃ الوداع میں شرکت	204
علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق وضاحت	205
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت	206
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلا خطاب	206
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ملکی نظم ونسق	208
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ	209
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سفر عراق	211
دار الخلافہ کی کوفہ منتقلی	211
خارجی فرقہ کی بنیاد	212
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ازواج	213
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد	213
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت	214
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت	215
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تجہیز وتکفین	215

مقدمہ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ: اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

فرمان الٰہی ہے:-(ترجمہ)

''(اے مسلمانو) یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول (کی ذات) بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ (سے ملاقات) اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہو۔'' (الاحزاب 33: آیت 21)

اس آیت کریمہ میں اللہ نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے لئے رسول اکرم ﷺ کو بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت جو کہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے، اس کے لئے نمونہ عمل کس کو بنائیں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

(ترجمہ) ''(اے نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم) پس اگر یہ (یہود و نصاریٰ) بھی تمہاری طرح ایمان لے آئیں تو یہ بھی ہدایت پالیں گے۔'' (البقرہ 2: آیت 137)

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تم ان لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) کی اقتدا کرو جو فوت ہو چکے ہیں، وہ محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جو اس امت کے بہترین لوگ ہیں، جن کے دل نہایت پاکیزہ، جن کا علم انتہائی گہرا ہے، جو تکلفات سے بہت دور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اپنے دین کے قیام کے لئے چن لیا تھا، ان کے اخلاق جیسے اخلاق بناؤ، ان کا طرز زندگی اختیار کرو اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو اس لئے کہ یہی لوگ صراط مستقیم پر گامزن تھے۔ (سنن دارمی، حلیۃ الاولیاء)

پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس اقتدا کو رسول اکرم ﷺ نے خلفائے راشدین (چاروں خلفاء) کی سنت کی پیروی میں سمو دیا۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک دن رسول اکرم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھانے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر بڑا مؤثر وعظ فرمایا جس سے لوگوں کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور دل کانپ اٹھے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، آج آپ نے اس طرح وعظ فرمایا ہے جیسے یہ آپ کا آخری وعظ ہو، ایسے وقت میں آپ ہمیں کچھ وصیت فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، اپنے امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ تمہارا امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو (اور یاد رکھو) جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے، وہ امت میں بہت سے اختلافات دیکھیں گے۔ ایسے حالات میں میری سنت

پر عمل کرنے کو لازم بنا لینا اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو تھامے رکھنا اور اس پر مضبوطی سے جمے رہنا، دین میں نئی نئی باتوں کی ایجاد (بدعتوں) سے بچنا اس لئے کہ دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔" (ابوداؤد۔ترمذی)

آپ ﷺ نے خلفائے راشدین کی پیروی کی مزید تاکید کے ساتھ فرمایا: "مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنا عرصہ تم میں زندہ رہوں گا، لہٰذا تم میرے بعد ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی پیروی کرنا۔"

(ترمذی۔عن حذیفہ رضی اللہ عنہ)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آپ ﷺ کے زمانہ میں ہم کسی بھی صحابی (رضی اللہ عنہ) کو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے برابر نہیں سمجھتے تھے، ان کے بعد عمر اور پھر عثمان (رضی اللہ عنہم) کا مقام و مرتبہ تھا۔" (بخاری)

"میں (محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر کون ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ)۔ پھر میں نے پوچھا: ان کے بعد کون ہے؟ انہوں رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر (رضی اللہ عنہ)۔ میں ڈر گیا کہ اب کی مرتبہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کا نام لیں گے اس لئے میں نے کہا۔ پھر آپ؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔" (بخاری۔عن محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ)

زیر نظر کتاب انہی خلفائے راشدین کے مقام و مرتبہ کو اجاگر کرنے کے لئے، ان کے حالات زندگی، فضائل و مناقب، محامد و محاسن اور خدمات و قربانیوں کے بیان پر مشتمل ایک تحریری کاوش ہے جسے میرے تلمیذ رشید فاضل نوجوان، جوہر قابل مولانا امان اللہ فیصل حفظہ اللہ نے کتاب و سنت اور اسلامی تاریخ کی روشنی میں بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے مرتب کیا ہے جبکہ مولانا مشتاق احمد شاکر، مولانا محمد عمر اور مولانا عمر فاروق حفظہم اللہ نے ان کی معاونت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس علمی و قلمی کاوش اور سعی بلیغ کو شرف قبولیت عطا فرمائے، ہم سب کو خلفائے راشدین کی طرح زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور جملہ معاونین، مصححین، مراجعین و مخرجین کو اجر عظیم اور خیر جزیل سے نوازے اور ہم سب کے لئے اسے دنیا میں باعث راحت اور آخرت میں ذریعہ نجات بنائے۔

اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

فقط: شیخ القرآن والحدیث مولانا محمود احمد حسن

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ (آمین)

تمام تعریفات اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں قرآن کریم کی مختصر تفسیر، انبیاء علیہم السلام کی مختصر سیرت پیش کرنے کے بعد اپنی اور اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری شخصیات خلفائے راشدین کی سیرت طیبہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین ہی وہ ہستیاں ہیں کہ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو دنیا میں عام کر کے پرامن اور خوشحال معاشرہ پیش کر کے بہترین تاریخ رقم کی۔ ان کا طرز حکومت اتنا عمدہ تھا کہ غیر مسلم بھی اس کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان کے دور خلافت میں عدل و انصاف، انسانی ہمدردی اور مساوات کا دور دورا تھا۔ انہوں نے اپنے دور خلافت میں اسلامی مملکت کو نہ صرف اندرونی خلفشار سے بچایا بلکہ اسلامی مملکت کو وسعت دینے میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ انہیں کے بارے میں غیر مسلموں نے کہا تھا کہ اگر ایک عمر (رضی اللہ عنہ) اور حکمران بن جاتا تو دنیا میں دین اسلام کے علاوہ کوئی دین نظر نہ آتا۔ انہیں کے بارے میں علامہ اقبال نے کہا تھا:

طشت تو طشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

آج بھی ہم ان خلفائے راشدین کے طرز حکومت کو اپنا کر پرامن اور خوشحال زندگی گزار سکتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھا، ان میں سب سے بہتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو پایا تو انہیں پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کو سب سے بہتر پایا تو انہیں خلافت کا منصب سونپ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: میری سنت کو لازم پکڑو اور میرے بعد میرے خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی کرنا اور

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بطور خاص تاکید فرمائی کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی اقتدا کرنا۔

اسی کے پیش نظر ہم نے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تاریخ الخلفاء'' سے خلفائے راشدین کی سیرت کو مختصر اور جامع انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں جہاں وضاحت اور اضافہ و ترمیم کی ضرورت پیش آئی، اختصار سے کام لیتے ہوئے وضاحت اور اضافہ و ترمیم بھی کر دی گئی ہے تاکہ قاری کم سے کم وقت میں خلفائے راشدین کی سیرت کا مطالعہ کر کے اپنی زندگی خوشگوار بنا سکے اور اگر اسے حکومت کرنے کا موقع ملے تو ان کے نقش قدم پر چل کر کامیابی سے حکومت کرے۔

یہ کتاب بظاہر تو چھوٹی ہے مگر یہ قرآن و سنت اور تاریخی حقائق پر مشتمل ایک جامع گلدستہ ہے جس سے معاشرے میں خوشحالی اور امن پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کا ہر گھر، لائبریری اور مکتبہ میں ہونا اور مطالعہ کرنا بہت مفید ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں علمائے کرام کی ایک جماعت نے حصہ لیا ہے۔ جمع و ترتیب، اضافہ و ترمیم کی سعادت مولانا امان اللہ فیصل، مولانا مشتاق احمد شاکر و مولانا محمد عمر کو حاصل ہوئی ہے اور ان کی معاونت مولانا عمر فاروق و سید عبدالودود نے فرمائی اور نظرثانی شیخ القرآن والحدیث مولانا محمود احمد حسن اور شیخ القرآن والحدیث مولانا مفتی محمد یوسف قصوری نے فرمائی ہے۔ جبکہ نگرانی کا فریضہ خادم ادارہ نے سرانجام دیا ہے۔

دعا ہے اللہ ربّ العزّت اس کتاب کو تمام مسلمانوں کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور ادارہ سے قولی، مالی اور بدنی تعاون کرنے والوں کو اجر عظیم عطا فرمائے اور سب کے لئے اسے صدقہ جاریہ بنائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اٰمِيْنَ

فقط خادم قرآن و حدیث

محمد عبید اللہ عبداللہ

خلیفہ کے معنیٰ ومفہوم

خلیفہ کے لغوی معنیٰ ہیں جانشین۔خلیفہ کا لفظ امام کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے یعنی ایک ہی وقت میں ایک آدمی خلیفہ بھی ہوسکتا ہے اور امام بھی۔ اپنے بڑے کا جانشین بننے پر اسے خلیفہ اور اپنے زمانے کے پیروکاروں کے لحاظ سے اسے امام کہا جاتا ہے۔ اصطلاح عام میں رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کا جانشین بننے والے کو خلیفہ کہا جاتا ہے۔

خلافت راشدہ اور خلفائے راشدین

خلافت راشدہ سے مراد آپ ﷺ کی جانشینی اور آپ ﷺ کی امت کی پیشوائی ہے۔

خلفائے راشدین سے مراد وہ خلفاء ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے طریقہ کے مطابق اُمت کی راہ نمائی فرمائی اور وہ 4 ہیں:

(1) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (2) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (3) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (4) حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

انہی خلفاء رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔'' (ابوداؤد، ترمذی۔عن عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ)

حدیث رسول ﷺ:

''بنی اسرائیل میں سیاست کے فرائض انبیاء (علیہم السلام) انجام دیا کرتے تھے جب کوئی نبی (علیہ السلام) فوت ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی (علیہ السلام) اس کا خلیفہ ہوتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی (علیہ السلام) نہیں آئے گا البتہ میرے بعد خلفاء (رضی اللہ عنہم) ہوں گے۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، اس بارے میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان خلفاء کی بیعت کرو، ان کا حق ادا (اطاعت) کرتے رہو، ان کا جو فریضہ ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ان سے خود ہی باز پرس کریں گے۔'' (بخاری، مسلم۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک آدمی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ اللہ (اللہ کا خلیفہ) کہہ کر مخاطب کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں خلیفۃ اللہ نہیں، بلکہ

خلیفہ رسول اللہ (ﷺ) ہوں۔ (الصدیق ابوبکر، محمد حسین ہیکل)

﴿ وضاحت: اللہ تعالیٰ کے خلفاء انبیاء علیہم السلام ہوا کرتے ہیں۔ خلفائے راشدین اللہ تعالیٰ کے خلیفہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے خلفاء ہیں ﴾

خلیفہ کیوں ضروری ہے؟

اُمت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کا خلیفہ ہونا بہت ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو زمین والوں پر نافذ کرے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی حاکمیت وسیع ہے اسی طرح خلیفہ کی خلافت بھی روئے زمین پر وسیع ہے۔ زمین پر اسلام پھیلانا خلیفہ کا فرض ہے۔ خلیفہ کی اطاعت سب پر لازم ہے اِلَّا یہ کہ خلیفہ کوئی غیر شرعی حکم دے تو اطاعت لازم نہیں۔

خلیفہ بننے کی شرائط

خلیفہ بننے کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

① وہ عالم (دینی علم رکھتا) ہو۔ اس لئے کہ خلیفہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرے جب اسے خود ہی علم نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کیسے نافذ کر سکتا ہے۔

② وہ عادل ہو۔ یعنی عاقل، بالغ، گناہوں سے بچنے والا ہو، بداخلاق اور بدکردار نہ ہو۔

③ وہ بہادر ہو۔ اس لئے کہ دینی علوم کو نافذ کرنے میں اکثر رکاوٹیں بھی آتی ہیں جنگوں کی نوبت بھی آتی ہے اور یہ مقابلہ صرف بہادر ہی کر سکتا ہے۔

④ وہ حواس اور اعضاء کے اعتبار سے صحیح سالم ہو۔ اس لئے کہ یہ کمزوری اس کے حکومتی کاموں میں کمزوری کا باعث بنے گی۔

⑤ خلیفہ آزاد ہو۔ غلام یا قیدی کو خلیفہ نہیں بنایا جا سکتا۔ اس لئے کہ وہ خود بے بس اور بے اختیار ہوتا ہے۔

⑥ خلیفہ مرد بنے گا۔ عورت منصب خلافت کی اہل نہیں کیونکہ عورت فطرتاً علم، عقل اور

جسمانی طور پر کمزور ہوتی ہے۔

اگر ان میں سے خلیفہ کے اندر کوئی بھی کمی ہو تو وہ احکام الٰہی صحیح طور پر نافذ نہیں کر سکتا۔

ایک سے زائد خلیفہ کا حکم:

اُمت مسلمہ کا اجماع ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک سے زائد خلیفہ کا وجود درست نہیں، اس کا بہت بڑا نقصان ہے۔ اس سے تفرقہ، حسد، بغض پیدا ہوتا ہے جو اسلام کے لئے نقصان دہ ہے۔ اگر ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرا دعویٰ کرے تو اسلام نے اسے باغی قرار دیا ہے اور اس کے قتل کا حکم دیا ہے۔ حکومت اور سلطنت انسانوں کی اجتماعی زندگی کے لئے بہت ضروری ہے اگر اس میں انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین استعمال ہوں تو یہ سیاست عقلی کہلاتی ہے اور شرعی قوانین استعمال ہوں تو یہ سیاست شرعی کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہر نبی زمین پر اللہ تعالیٰ کا نائب اور خلیفہ ہوتا ہے جو براہ راست اللہ تعالیٰ سے احکام حاصل کرتا اور ان کی تفصیل و تشریح کر کے بندوں کو بتاتا ہے۔ انہی احکام کو احکام شریعت کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد جو بھی یہ فریضہ انجام دیتا ہے وہ نبی اکرم ﷺ کا خلیفہ کہلاتا ہے جیسا کہ خلفائے راشدین ہیں۔

حضرت آدم اور حضرت داؤد علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں اپنا خلیفہ قرار دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں کی امامت کا شرف عطا فرمایا۔

فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ)

❶ ”اور (یاد کیجئے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا: میں زمین میں اپنا خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں۔“ (البقرہ 2: آیت 30)

❷ ”(اللہ نے فرمایا): اے داؤد، ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ (نائب) بنایا ہے۔“

(صٓ 38: آیت 26)

❸ ''اور (یاد کرو) جب ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو وہ ان سب میں پورے اترے۔ اللہ نے فرمایا: میں تمہیں (ابراہیم علیہ السلام کو) لوگوں کا امام بنا رہا ہوں۔'' (البقرہ 2: آیت 124)

خلیفہ کے مقاصد

قرآن وسنت میں خلافت کے مندرجہ ذیل مقاصد ذکر ہوئے ہیں:

① احکام الٰہی کا نفاذ:

فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ)

''یہ (مومنین) وہ لوگ ہیں کہ ہم اگر انہیں زمین میں حکومت عطا کرتے ہیں تو یہ پابندی سے نماز قائم کرتے، زکوٰۃ ادا کرتے، نیک کاموں کا حکم دیتے اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔'' (الحج 22: آیت 41)

② غلبہ اسلام:

دین اسلام قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ دین اسلام کے آنے کے بعد تمام مذاہب (یہودیت، عیسائیت وغیرہ) منسوخ ہو چکے ہیں۔ اسی لئے تمام ادیان، مذاہب اور نظاموں کے مقابلے میں اسلامی نظام کا غلبہ ناگزیر ہے۔

فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ)

''(اللہ) وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت (قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ وہ (اللہ) اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین اسے کتنا ہی ناپسند کریں۔''

(الصّف 61: آیت 9)

③ اُمت کی اجتماعیت کا قیام:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد سب سے پہلے جو خطبہ ارشاد فرمایا

تھا اس میں خلافت کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: مجھے اللہ (تعالیٰ) نے تم پر خلیفہ بنایا ہے تاکہ میرے ذریعے تمہارا اتحاد برقرار رہے اور تمہارا کلمہ (مرکزیت) قائم رہے۔ (الامامۃ والسیاسۃ)

④ نظام جہاد کا قیام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے اپنے خطبہ میں فرمایا: امام (خلیفہ) اس لئے بنایا جاتا ہے تاکہ وہ نظام صلوٰۃ (نماز) قائم کرے، صدقات وصول کرے، حدود نافذ کرے، احکام الٰہی کا نفاذ کرے، دشمنوں (کفار) سے جہاد کرے۔

⑤ نظام اقتصاد کا قیام:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجتے ہوئے ریاست کے اہم امور اور حاکم کی تمام اہم ذمہ داریوں کو بیان کرتے ہوئے نظام اقتصاد کو اس طرح بیان کیا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے یہ تحریر عمرو بن حزم انصاری (رضی اللہ عنہ) کو دی جاتی ہے۔ مال غنیمت میں سے اللہ تعالیٰ کا خمس (پانچواں حصہ) ادا کیا جائے۔ ہر مسلمان سے زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ وصول کی جائے۔ جو زمین بارش یا چشمے سے سیراب ہوتی ہو اس پر عشر (یعنی دسواں حصہ) ہے اور جو ڈول (یا ٹیوب ویل یا نہری پانی) سے سیراب کی جائے اس پر نصف عشر (بیسواں حصہ) لیا جائے۔ مویشیوں میں 10 اونٹوں پر 2 بکریاں لی جائیں اور 20 اونٹوں پر 4 بکریاں، 40 گائیوں پر 1 گائے اور 30 گائیوں پر 1 بچھڑا، 40 بکریوں پر 1 بکری۔ یہ مقدار اللہ تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں پر زکوٰۃ کے لئے فرض کی گئی ہے جو اس سے زیادہ دے گا وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہوگا۔ (مکتوبات نبوی)

⑥ عدل وانصاف کا قیام:

عوام کو عدل و انصاف فراہم کرنا خلیفہ کا بنیادی مقصد ہے تاکہ عوام فتنہ و فساد سے محفوظ ہو کر امن و امان کے ساتھ پرسکون زندگی گزار سکیں۔

فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)

''اے داؤد (علیہ السلام)، ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے لہٰذا تم لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔'' (صٓ 38: آیت 26)

خلافت کے اصول

مقتدر اعلیٰ (حاکم حقیقی) اللہ تعالیٰ ہے:

نظام خلافت کی بنیاد عقیدہ توحید پر ہے۔ اسلامی حکومت میں اللہ تعالیٰ کی ذات مقتدر اعلیٰ ہوتی ہے۔

فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)

❶ ''آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے۔'' (الشوریٰ 42: آیت 49)

❷ ''بے شک حکم صرف اللہ کا ہی (چلنا) ہے۔'' (یوسف 12: آیت 40)

قانون شریعت:

قانون شریعت وہ اصول ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اپنے بندوں کو عطا فرمائے ہیں تاکہ وہ اس پر عمل کریں۔

فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)

❶ ''پھر (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو دین کی ایک (صاف) راہ پر چلا دیا پس آپ اسی پر چلتے رہئے۔'' (الجاثیۃ 45: آیت 18)

❷ ''اور (دیکھو) کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کر دیں تو پھر اسے اپنے معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل

رہے (یاد رکھو) جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں جا پڑا۔“

(الاحزاب 33: آیت 36)

3 ”اور جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ (عمل) نہ کریں، وہی لوگ کافر ہیں۔“ (المائدہ 5: آیت 44)

(مزید پڑھیئے ترجمہ وتفسیر المآئدہ 5: آیات 45 اور 47)

اصول شورائیت:

اسلامی نظام خلافت کی بنیاد شورائیت (باہمی مشاورت) پر ہے اور اسی کے مطابق پورے انتظامی ڈھانچے کی تشکیل ہوتی ہے۔

فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)

1 ”اور (دین کے) معاملات میں ان (اہل علم) سے مشورہ لیجئے پھر جب آپ (کسی کام کا) پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسا کریں، بے شک اللہ بھروسا کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“ (اٰل عمران 3: آیت 159)

2 ”اور ان کے آپس کے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں۔“

(الشوریٰ 42: آیت 38)

شوریٰ یا شورائیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایسے معاملے پر جس کے متعلق شریعت میں کوئی واضح حکم نہ آیا ہو اس سے متعلق ماہرین فن کی رائے لینا اور امیر کا قرآن و سنت کی روشنی میں ان آراء میں سے بہتر اور مفید رائے پر قوی دلیل کا اعتبار کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور اعتماد کرتے ہوئے فیصلہ اور عمل درآمد کرنا۔ خلیفہ کو مجلس شوریٰ سے مشورہ لینے، اسے قبول کرنے یا ردکرنے کے بارے میں مکمل اختیارات ہوتے ہیں اور مجلس شوریٰ اور انتظامیہ پر اس کے فیصلے کو قبول کرنا اور اس کی اطاعت کرنا لازم ہے۔

خلافت کے آداب :

① عہدہ کا مطالبہ کرنے والے کو عہدہ نہ دینا :

حدیث رسول ﷺ :

''وہ آدمی جو (کسی عہدہ کا) مطالبہ کرے یا حریص ہو میں اسے (اس عہدہ کا) والی نہیں بناتا۔'' (مسلم۔عن عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ)

② ذمہ داریاں پوری کرنا :

حدیث رسول ﷺ :

''یہ (خلافت یا حکومت دنیا میں) ایک امانت ہے اور قیامت کے دن ذلت و رسوائی اور شرمندگی کا باعث بن سکتی ہے مگر جس نے اسے حق کے ساتھ قبول کیا اور اپنے فرائض ادا کیئے (اس کے لئے ذلت و رسوائی اور ندامت نہیں ہے)۔'' (مسلم۔عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)

③ رعایا کو دھوکا نہ دینا :

حدیث رسول ﷺ :

''جس حکمران نے اپنی رعایا کے ساتھ دھوکا کیا اور ان کے (آرام و آسائش کے) لئے کوشش نہ کی اور نہ ہی ان کی خیر خواہی کی تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کو حرام قرار دیں گے۔'' (مسلم۔عن معقل رضی اللہ عنہ)

④ امیر کی اطاعت کرنا :

حدیث رسول ﷺ :

''تنگی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی اور اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیئے جانے کے باوجود بھی امیر کا حکم سننا اور اس کی اطاعت کرنا لازم ہے۔'' (مسلم۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

⑤ رعایا سے محبت کرنا :

حدیث رسول ﷺ :

''تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں، تم ان کے

لئے دعائے رحمت کرو اور وہ تمہارے لئے دعائے رحمت کریں اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں، تم ان پر لعنت بھیجو اور وہ تم پر لعنت بھیجیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کیا ایسے حکمرانوں کا ہم تلوار سے مقابلہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، جب تک وہ تمہیں نماز پر قائم رکھیں اور تم ان میں ایسی کوئی بات دیکھو جو تمہیں ناپسند ہو لیکن ان کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچو۔''

(مسلم۔عن عوف بن مالک رضی اللہ عنہ)

خلافت راشدہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ

خلافت راشدہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سے اشارے دیئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی احادیث میں خلافت راشدہ کے متعلق وضاحت فرمائی ہے۔

فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ)

''اللہ نے تم سے (مزید) بہت سے اموال غنیمت کا وعدہ کر رکھا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے پس اس نے یہ (صلح حدیبیہ) تو تمہیں جلدی ہی عطا فرما دی اور لوگوں کے ہاتھ تمہارے خلاف اٹھنے سے روک دیئے تاکہ یہ ایمان والوں کے لئے (ایک) نشانی بن جائے اور اللہ تمہیں سیدھی راہ پر چلا دے۔ اس کے علاوہ دوسرے (اور اموال غنیمت کا بھی وہ تم سے وعدہ کرتا ہے) جن پر تم ابھی تک قادر نہیں ہوئے، اللہ نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (الفتح 48: آیات 20 تا 21)

﴿ وضاحت: دوسرے اموال غنیمت خلافت راشدہ میں حاصل ہوئے ﴾

(مزید تفصیل کے لئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر النسآء 4: آیت 94 اور النور 24: آیت 55)

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

❶ ''جب کسریٰ فنا ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں آئے گا، جب قیصر فنا ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ آئے گا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری

جان ہے، تم ضرور ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔''

(بخاری۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

❁ وضاحت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کفار کی 2 بڑی حکومتیں تھیں، ان میں سے ایک کسریٰ (فارس) اور دوسری قیصر (روم) تھی۔ ان کے خاتمہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشنگوئی کی جو خلفائے راشدین میں سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں پوری ہوئی ❁

❷ ''خلافت کا معاملہ قریش میں رہے گا جو ان کی مخالفت کرے گا اللہ اسے اوندھا (مغلوب) کر دے گا (اور یہ اس وقت تک ہوگا) جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔'' (بخاری۔عن معاویہ رضی اللہ عنہ)

❁ وضاحت: خلافت قریش میں رہنے کی وجہ یہ ہے کہ قریش کو پورے عرب میں عزت و شرف حاصل تھا وہ آسانی سے دوسروں کو اپنے ماتحت کر سکتے تھے جبکہ دوسروں کو یہ شرف حاصل نہ تھا ❁

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دلائل

فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)

''تم میں سے جو (لوگ) مومن ہیں اور وہ نیک اعمال (بھی) کرتے ہیں، اللہ ان سے یہ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلافت دے گا جیسے ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا فرمائی تھی اور ان کے دین (اسلام) کو مضبوط کر دے گا جسے اس نے ان کے لئے پسند فرمایا تھا اور ہر صورت میں ان کے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا وہ لوگ صرف میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہرائیں۔ جو اس کے بعد بھی کفر کریں تو وہ یقیناً فاسق ہیں۔'' (النور **24**: آیت **55**)

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

❶ ''ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ طلب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ آنے کو کہا۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اگر

میں دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آ جانا۔" (بخاری، مسلم۔عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ)

❷ "آپ ﷺ نے دنیا سے رخصت ہونے سے چند دن پہلے فرمایا: مسجد میں کھلنے والے تمام دروازوں کو بند کر دیا جائے، سوائے حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے (اسے بند نہ کیا جائے)۔" (بخاری ۔عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

﴿ وضاحت: چونکہ خلیفہ امام بھی ہوتا ہے اسی لئے آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کو بند نہ کرنے کا حکم دیا تا کہ وہ بآسانی مسجد نبوی میں آ کر امامت کے فرائض انجام دے سکیں ﴾

❸ "میں نے خواب دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک میدان میں جمع ہیں، میں ایک کنویں پر کھڑا ہو کر اس سے پانی کھینچ رہا ہوں۔ میں نے اس سے اس قدر پانی کھینچا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے 1 یا 2 ڈول کھینچے لیکن ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری تھی، اللہ تعالیٰ ان کی کمی کو پورا فرمائے۔ پھر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ڈول لے لیا انہوں نے خوب ڈول کھینچے یہاں تک کہ سب کو سیراب کر دیا۔" (بخاری ۔عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

﴿ وضاحت: اس حدیث میں پانی کھینچنے میں کمزوری سے مراد مدت خلافت کی کمی ہے۔
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت بہت کم ہے ﴾

❹ "مرض الموت کی شدت میں آپ ﷺ نماز کے لئے تشریف نہ لا سکے تو آپ ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں: میں نے عرض کیا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تو بہت ہی نرم دل آدمی ہیں وہ آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ ﷺ نے پھر وہی حکم دیا۔ تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری مثال یوسف (علیہ السلام) کے ساتھ مکر کرنے والی عورتوں جیسی ہے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔" (بخاری، مسلم۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

﴾ وضاحت : دینی کاموں میں سب سے اہم کام نماز ہے۔جس کی امامت کے لئے آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا جو ان کی خلافت پر ایک مضبوط دلیل ہے ﴿

5 ”رسول اکرم ﷺ نے 9 ہجری میں (جب حج فرض ہوا تو) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا امیر بنا کر روانہ فرمایا۔“ (بخاری ۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

6 ”مرض الموت میں ایک دن آپ ﷺ نے ارادہ کیا کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور ان کے بیٹے کو بلا کر وصیت لکھوا دیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں (خلافت کی) تمنا کرنے والے تمنا کریں لیکن پھر آپ ﷺ نے یہ فرما کر لکھوانے کا ارادہ ترک کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اور مومنین ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے علاوہ کسی دوسرے کو پسند ہی نہیں کریں گے۔“ (بخاری ۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

خلافت راشدہ کا آغاز

احادیث رسول ﷺ :

1 ”رسول اکرم ﷺ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد آپ ﷺ کی تکفین و تدفین سے پہلے اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ مسلمانوں کے خلیفہ کا انتخاب کیا جائے اور اس کی زیر امارت تمام معاملات انجام پائیں۔ انصار صحابہ رضی اللہ عنہم خلیفہ کے انتخاب کے لئے سقیفہ بنو ساعدہ (انصار کی ایک نشست گاہ) میں جمع ہو گئے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ تھا کہ جس میں مسلمانوں کے آپس میں الجھنے کا امکان تھا۔ اگر مسلمان آپس میں الجھ جاتے تو اسلام کی سالمیت کو بہت بڑا خطرہ لاحق ہو جاتا۔ اس نازک صورتحال کا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا : ہمیں بھی وہاں جانا چاہئے۔ چنانچہ وہ دونوں حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ انصار رضی اللہ عنہم نے یہ تجویز پیش کی کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم (مہاجرین) میں سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دینا چاہا مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں روک دیا اور ایک بڑی فصیح و بلیغ

تقریر کی جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے انصار کو اس کے برے نتائج سے آگاہ کیا کہ اگر صرف انصار میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کیا جائے تو انصار کے 2 قبائل ہیں : اوس اور خزرج۔ اگر اوس میں سے خلیفہ بنایا جائے تو خزرج اختلاف کریں گے اور اگر خزرج میں سے خلیفہ بنایا جائے تو اوس اختلاف کریں گے۔ اس لئے قریش خاندان میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لو اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مدلل جواب سن کر انصار صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش ہو گئے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا : حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب میں سے بہتر اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ قریب تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیعت کرتے ہی وہاں پر موجود تمام لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ (اس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا خلیفہ اول منتخب کر لیا گیا۔ جس سے خلافت راشدہ کا آغاز ہوا)۔" (بخاری، مسند احمد۔ عن عمر رضی اللہ عنہ)

❷ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کے دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اہمیت اور فضیلت پر روشنی ڈالی کہ آپ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کے ساتھ ساتھ غار میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ ہی تمام مسلمانوں میں سب سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں لہٰذا تم ان کی بیعت کرو۔ چنانچہ تمام لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔"

(بخاری۔ عن انس رضی اللہ عنہ)

❸ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہر والی انگوٹھی بنوائی تھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی میں پہنا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ انگوٹھی اپنے ہاتھ میں پہنی۔" (بخاری۔ عن انس رضی اللہ عنہ)

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام، کنیت و لقب:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ، کنیت ابو بکر، لقب صدیق اور عتیق تھا۔

لقب صدیق کی وجہ:

❶ ''یہ لقب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا۔ صدیق کا معنیٰ ہے ''بہت زیادہ تصدیق کرنے والا'' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلاشک و شبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا شرف عطا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کے سامنے معراج کا پورا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے اسے جھٹلا دیا لیکن جب یہی واقعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً اس کی تصدیق کر دی۔ جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ صدیق کے لقب سے مشہور ہوئے۔'' (مستدرک حاکم۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

❷ '' ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اُحد پہاڑ پر چڑھے۔ اچانک پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُحد ٹھہر جا، تیرے اوپر ایک نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم)، ایک صدیق (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) اور 2 شہید (حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما) ہیں۔'' (بخاری، مسلم۔عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

❸ ''ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے امیر المومنین، ہمیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ بتائیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہیں اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی صدیق کا لقب عنایت فرمایا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز میں خلیفہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دینی لحاظ سے (بطور خلیفہ) پسند فرما لیا اور ہم نے انہیں دنیاوی لحاظ سے (بطور خلیفہ) پسند کر لیا۔'' (مستدرک حاکم۔عن نزال بن سبرہ رحمۃ اللہ علیہ)

لقب عتیق کی وجہ:

یہ لقب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا۔ عتیق کے معنیٰ ہیں

''آزاد'' جب آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا، اس وقت جو آدمی بھی مسلمان ہوتا مشرکین مکہ اس پر بہت زیادہ ظلم وستم کرتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے رحم دل انسان تھے آپ رضی اللہ عنہ ان غریب مسلمانوں پر ترس کھاتے ہوئے انہیں اپنی جیب خاص سے رقم ادا کر کے آزاد کروا دیا کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اس نیکی کو دیکھتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)، آپ کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیا ہے۔ اس دن سے آپ رضی اللہ عنہ کا لقب **عتیق** پڑ گیا۔ (ترمذی۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والد محترم کی طرف سے:

عبداللہ (ابوبکر) بن عثمان (ابوقحافہ) رضی اللہ عنہما بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرّہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر۔

آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والدہ ماجدہ کی طرف سے:

سلمیٰ (اُم الخیر) رضی اللہ عنہا بنت **صخر** بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رسول اکرم ﷺ سے نسبی تعلق

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب ماں کی طرف سے چھٹی پشت اور باپ کی طرف سے ساتویں پشت (یعنی مرہ بن کعب) میں آپ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ولادت، خاندان اور حلیہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عام الفیل (ابرہہ کافر کے ہاتھیوں سمیت بیت اللہ پر چڑھائی والے سال) کے اڑھائی سال بعد **573** عیسوی مکہ میں پیدا ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خاندان:

آپ رضی اللہ عنہ قریش کے قبائل میں قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھتے تھے جو افرادی اعتبار سے تو چھوٹا لیکن عزت و مرتبہ کے اعتبار سے بڑے اعلیٰ مقام پر فائز تھا۔ خون بہا

کے تاوان کی مالیت متعین کرنا اسی خاندان کی ذمہ داری تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حلیہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک آدمی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حلیہ کے متعلق پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رنگ سرخ و سفید، جسم دبلا پتلا، گال ذرا دبے ہوئے تھے، آپ رضی اللہ عنہ کے پیٹ پر سے تہہ بند نیچے کھسک جاتا تھا، پیشانی عرق آلود رہتی تھی، چہرے پر زیادہ گوشت نہ تھا، نظریں نیچی رکھتے تھے، پیشانی بلند تھی، آپ رضی اللہ عنہ کی انگلیوں کے جوڑ بڑے نمایاں تھے، داڑھی گھنی تھی اور مہندی لگاتے تھے۔

(طبقات ابن سعد)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد محترم کا قبول اسلام اور وفات:

آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم کا نام عثمان بن عامر اور کنیت ابو قحافہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد مکہ کے معزز اور خوشحال تاجر تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا، اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم کی عمر 70 سال تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم کو اسلام کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد محترم نے لمبی عمر پائی اور اپنے بیٹے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے چند دنوں بعد 14 ہجری میں 97 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (الاصابہ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا قبول اسلام:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھتی تھیں اور اپنے شوہر کے چچا صخر کی صاحبزادی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ نبوت کے چوتھے سال ایک دن کفار مکہ نے خانہ کعبہ کے صحن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں کپڑا ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کی۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو علم ہوا، آپ رضی اللہ عنہ فوراً آئے اور کہا: تمہارے لئے بربادی ہے، کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے اور وہ بطور دلیل تمہارے پاس معجزات بھی لے کر آیا ہے۔ لوگوں

نے آپ ﷺ کو چھوڑ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مارنا شروع کر دیا اور اتنا مارا کہ آپ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کو پتہ چلا تو وہ فوراً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اُٹھا کر لے گئے۔ کافی دیر کے بعد جب آپ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: رسول اکرم ﷺ کا کیا حال ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ بار بار یہی سوال کر رہے تھے۔ رات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ (اُم الخیر رضی اللہ عنہا) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہ کو سہارا دے کر دار ارقم میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لے گئیں۔ اس موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ، یہ میری والدہ ہیں، ان کے حق میں دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے دعا فرما دی جو فوراً بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ اسی وقت اسلام لے آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے بھی لمبی عمر پائی اور اپنے بیٹے کی وفات کے کچھ دنوں بعد 14 ہجری میں اپنے شوہر کی وفات سے پہلے انتقال فرما گئیں۔'' اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (طبرانی)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بچپن کی زندگی

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب آنکھ کھولی تو معاشرہ کفر و شرک، ظلم و ستم اور طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا تھا۔ کفر و شرک کا یہ عالم تھا کہ مشرکین مکہ نے اپنے ہاتھوں سے بت بنا کر بیت اللہ میں نصب کر کے ان کی پوجا شروع کر رکھی تھی اور ظلم و ستم اس قدر تھا کہ وہ اپنی بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے آپ رضی اللہ عنہ کو نہایت پاکیزہ فطرت اور اعلیٰ درجہ کی ذہانت عطا فرمائی تھی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ بچپن ہی سے شرارتوں، بری محفلوں، برے کاموں اور بت پرستی سے نفرت کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی عمر 4 سال ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ بت خانہ لے گئے اور وہاں نصب ایک بت کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے: یہ تمہارا رب (پالنے والا) ہے اسے سجدہ کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بت سے

مخاطب ہو کر کہا: مجھے بھوک لگی ہے کھانا کھلا، مجھے کپڑوں کی ضرورت ہے کپڑے پہنا، میں تجھے پتھر مارتا ہوں اگر تو رب ہے تو اپنے آپ کو بچا۔ بت کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر اُٹھا کر زور سے بت کی طرف پھینکا جس کی وجہ سے بت گر گیا۔ ابو قحافہ (آپ رضی اللہ عنہ کے والد) یہ دیکھ کر بہت غصے ہوئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے اُم الخیر (آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ) کے پاس لے آئے اور سارا معاملہ بتایا۔ والدہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا اور اپنے خاوند (ابو قحافہ) سے کہا: اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، جب یہ پیدا ہوا تھا تو مجھے اس کے بارے میں غیبی طور پر کئی اچھی باتیں بتائی گئیں تھیں۔ (ارشاد الساری شرح بخاری۔ للامام قسطلانی)

آپ رضی اللہ عنہ کو پڑھنے لکھنے کا بہت شوق تھا لیکن عرب میں اس کا رواج نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذوق و شوق کو دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ اس طرح آپ بچپن میں ہی پڑھنا لکھنا بھی سیکھ گئے اور دوسرے اچھے مشاغل میں بھی مہارت حاصل کر لی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اسلام سے پہلے کی زندگی

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ قریش کے معزز ترین رؤسا میں سے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ بڑی دیانت داری کے ساتھ کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ کاروبار کے سلسلے میں شام، یمن وغیرہ جایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کاروبار اور دیگر امور کے سلسلے میں لوگوں سے میل جول رکھتے اور عرب کے اکثر قبائل کے رسم و رواج سے واقف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نہ کبھی جھوٹ بولتے، نہ شراب پیتے، نہ کسی پر ظلم کرتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی پوجا کرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد محترم نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہیں پی۔ (ابو نعیم)

آپ رضی اللہ عنہ انتہائی ذہین وفطین، بردبار، معاملہ فہم، دانشمند، ہمدرد، خوش اخلاق اور بڑے سخی انسان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ غریبوں، مسکینوں کی مدد کرتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے،

ضرورت مندوں کو کپڑے پہناتے، صلہ رحمی کرتے، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے، مصیبت میں لوگوں کے کام آتے اور ہر نیکی کے کام میں پیش پیش رہتے تھے۔ انہی اچھی عادات کی وجہ سے عرب اور دیگر قبائل آپ رضی اللہ عنہ کو پسند کرتے اور آپ کی بہت زیادہ عزت و احترام کرتے تھے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستی:

آپ رضی اللہ عنہ جب تجارت کے لئے جاتے تو اکثر و بیشتر اس قافلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہوتے تھے۔ پہلی مرتبہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تجارت کے لئے شام کی طرف روانہ ہوئے تو اس قافلے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ ایک عیسائی راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو باتیں کیں، ان سے آپ رضی اللہ عنہ بہت متاثر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت گھر کر گئی اور اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستی ہو گئی۔ جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عمر 38 سال تھی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخفی طور پر اپنے قریبی ساتھیوں اور رازداروں سے اس حقیقت کا اظہار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، زیر کفالت چچا زاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (جسے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا) نے اسلام قبول کیا اور دیگر لوگوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام کا شرف حاصل کیا۔ اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ اول المسلمین (سب سے پہلے مسلمان) کہلائے۔

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

❶ ”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کی دعوت عام شروع کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

پہلے آدمی تھے جنہوں نے آپ ﷺ کی (نبوت کی) بغیر کسی حیل وحجت کے تصدیق کی۔"
(بخاری۔عن ابی درداء رضی اللہ عنہ)

❷ "میں نے جب سے ہوش سنبھالا یہی دیکھا کہ میرے والدین دین حق (اسلام) کے ماننے والے تھے۔" (بخاری۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

❸ "میں نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے جب آپ ﷺ کے ساتھ صرف **5** غلام، **2** عورتیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔" (بخاری۔عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ)

❹ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔" (ابن عساکر، الطبقات)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خفیہ طور پر اشاعت اسلام

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک تاجر ہونے کی حیثیت سے بہت بڑے مال دار تھے اور قبول اسلام کے بعد انہوں نے اپنی جان، اولاد اور مال و متاع اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر **3** سال تک دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری خفیہ طور پر سرانجام دیتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر قریش کے بہت سے سرکردہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبداللہ، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوعبیدہ، حضرت ابوسلمہ اور حضرت خالد بن سعید بن العاص رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔

اعلانیہ دعوت وتبلیغ:

بعثت کے چوتھے سال جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو اعلانیہ دعوت کا حکم ملا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو اعلانیہ طور پر حق کی دعوت دینا شروع کر دی۔ رسول اکرم ﷺ روزانہ صبح وشام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے اور دیر تک ان سے مشاورت کرتے۔ جب آپ ﷺ قبائل عرب اور عام مجمعوں میں دعوت وتبلیغ کے لئے جاتے تو

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ہوتے اور بڑے اچھے انداز میں لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کراتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے اسلام کا (برملا) اظہار کیا اور لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا۔''

(ابن عساکر)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سخاوت اور جذبہ ایمان

مکہ میں زیادہ تر غلاموں اور لونڈیوں نے اسلام قبول کیا جو اپنے مشرک آقاؤں کے ظلم وستم میں گرفتار ہونے کی وجہ سے طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا تھے اور قبول اسلام کے بعد تو ان کے مالکان نے ظلم کی انتہا کر دی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان مظلوموں کو ان کے مالکوں سے خرید کر آزاد کرواتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال بن رباح، حضرت بلال کی والدہ حضرت حمامہ، حضرت عامر بن فہیرہ، بنی زہرہ کی ایک لونڈی، حضرت نہدیہ اور ان کی بیٹی، حضرت ابو فکیھہ، حضرت لبینہ اور حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہم کو ان کے مالکوں سے خرید کر آزاد کیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو پسند فرماتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف میں یہ آیات (ترجمہ) ''جس نے (اپنا مال اللہ کی راہ میں) دیا اور پرہیز گاری اختیار کی اور اچھی بات کی تصدیق کرتا رہا۔'' (الیل 92: آیات 5 تا 6) نازل فرمائیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد نے آپ رضی اللہ عنہ کو غریب لونڈیوں اور غلاموں کی آزادی کے لئے رقم خرچ کرتے ہوئے دیکھا تو کہا: اے بیٹے ایسے غریب و کمزور لوگوں کو آزاد کرانے کا کیا فائدہ؟ کوئی چاق و چوبند غلام آزاد کرو جو تمہارا احسان مند رہے اور مشکل وقت میں کام آئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو جان میں کسی دنیاوی فائدے کے لئے غلام آزاد نہیں کرواتا بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لئے یہ عمل کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہوں۔

رسول کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صدقہ کریں۔ اس دوران میرے (عمر رضی اللہ عنہ کے) پاس کچھ مال آ گیا۔ میں نے (دل میں) خیال کیا کہ آج میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے (صدقہ کرنے میں) سبقت لے جاؤں گا تو آج کے دن ان سے آگے رہ سکوں گا۔ میں نے رسول کریم ﷺ سے بیان کیا: میں اپنا مال لے آیا ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا: تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اسی قدر (یعنی آدھا مال گھر چھوڑ آیا اور آدھا مال آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا ہوں)۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی اپنا مال لے آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے ابوبکر، تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے اپنے گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ (کی رضا) کو چھوڑا ہے۔ میں (عمر رضی اللہ عنہ) نے خیال کیا کہ میں کبھی بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔ (ترمذی، ابو داؤد۔ عن عمر رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رسول اکرم ﷺ پر جان نثاری:

احادیث رسول ﷺ:

❶ ”ایک دن رسول اکرم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی حالت میں عقبہ بن ابی معیط نے اپنی چادر سے آپ ﷺ کے گلے مبارک میں پھندا ڈال کر بھینچنا شروع کر دیا لیکن آپ ﷺ نے نماز جاری رکھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو فوراً آئے اور گردن سے کپڑا ہٹاتے ہوئے فرمایا: کیا تم اس آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو تمہارے پاس اللہ رب العالمین کی نشانیاں لے کر آیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔“ (بخاری۔ عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

❷ ”حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑا اثر رسوخ رکھنے کے باوجود بھی کفار کے ظلم سے نہ بچ سکے تھے۔ جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے چچا نوفل بن خویلد بن العدویہ نے دونوں (طلحہ و ابو بکر رضی اللہ عنہما) کو ایک ساتھ باندھ کر ظلم وستم کرنا شروع کر دیا۔ جب رسول اکرم ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے دعا مانگی: اے اللہ، ابن العدویہ کے شر سے ہمیں محفوظ رکھ۔“ (طبقات ابن سعد)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہجرت حبشہ

جب مسلمانوں کو بہت زیادہ ستایا جانے لگا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکلے یہاں تک کہ جب برک الغماد (مقام) تک پہنچے تو ابن الدغنہ سے (جو قبیلہ قارہ کا سردار تھا) ملاقات ہوگئی۔ اس نے پوچھا: اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کہاں جا رہے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: مجھے میری قوم نے نکال دیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ میں آزادی سے اپنے رب کی عبادت کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا: اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تم جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے نہ نکالا جاسکتا ہے۔ تم فقیر کی مدد کرتے ہو، رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے ہو، بے کسوں کی کفالت کرتے ہو، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہو اور حق کی راہ میں پیش آنے والے مصائب میں مدد کرتے ہو۔ میں تمہارا حامی ہوں۔ چلو لوٹ چلو اور اپنے وطن میں رہتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ ابن الدغنہ کے ساتھ واپس آگئے۔ ابن الدغنہ نے تمام اشراف قریش سے کہا: کیا تم ایسے آدمی کو نکال رہے ہو جو فقیر کی مدد کرتا، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتا، بے کسوں کی کفالت کرتا، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتا اور حق کی (راہ میں پیش آنے والے مصائب) میں مدد کرتا ہے۔ قریش نے ابن الدغنہ کی امان کو قبول کر لیا اور ابن الدغنہ سے کہا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہہ دو کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں، گھر میں نماز پڑھیں اور جو جی چاہے پڑھیں اور ہمیں تکلیف نہ دیں لیکن زور سے نہ پڑھیں کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے بہک جائیں گے۔ ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ بات کہہ دی۔ کچھ عرصہ تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی طرح اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے رہے۔ آخرکار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے سامنے ایک مسجد بنا لی اور (اب) وہ اس مسجد میں نماز اور قرآن پڑھتے اور مشرکین کی عورتیں اور بچے ان کے پاس جمع ہو جاتے اور ان سے خوش ہوتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (رقت قلبی کی وجہ سے) بہت رونے والے تھے۔ جب وہ

قرآن پڑھتے تو بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ قریشی سردار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس انداز سے گھبرا گئے اور انہوں نے ابن الدغنہ کو کہا کہ ہم نے تمہاری وجہ سے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے رب کی عبادت کریں مگر وہ حد سے بڑھ گئے اور انہوں نے اپنے گھر کے سامنے ایک مسجد بنا ڈالی اور اس میں بلند آواز سے نماز و قرآن پڑھتے ہیں اور ہمیں ڈر ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے بہک نہ جائیں لہٰذا انہیں روکو، اگر وہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کرنے پر اکتفا کریں تو ٹھیک اور اگر وہ نہ مانیں تو ان سے کہہ دو کہ وہ تمہاری امان کو واپس کر دیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابن الدغنہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا اور کہا: جس بات پر میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے معاہدہ کیا تھا آپ کو معلوم ہے اب یا تو اس پر قائم رہئے یا میری امان مجھے واپس کر دیجئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہاری امان تمہیں واپس کرتا ہوں اور اللہ عزوجل کی امان پر راضی ہوں۔ (بخاری۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا گھاٹی میں سامان پہنچانا:

نبوت کے ساتویں سال اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر مشرکین مکہ نے متحد ہو کر قبیلہ بنو ہاشم (ابو لہب اور اس کے اہل خانہ کے علاوہ) اور قبیلہ بنو مطلب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرنے پر (ایک گھاٹی) شعب ابی طالب میں محصور کر دیا اور ان تک خوراک پہنچنے کے تمام راستے بند کر دیئے۔ کھانے پینے کی چیزیں کم پڑنے پر انہیں درختوں کے پتے اور چمڑے چوس کر گزارہ کرنا پڑا۔ بسا اوقات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دیگر چند صحابہ رضی اللہ عنہم چھپ چھپا کر غلہ پہنچایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ محاصرہ نبوت کے دسویں سال ختم ہوا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھئے ہماری کتاب ''مختصر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'')

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دوران تبلیغ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی دعوت کو عام کرنے کے لئے ہر سال عرب میں منعقد

ہونے والے سالانہ بازاروں عُکاظ، مجنّہ اور ذوالمجاز میں تبلیغ کے لئے جایا کرتے تھے اور حج کے دنوں میں منٰی میں جا کر مختلف قبائل کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے اکثر و بیشتر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعوت اسلام دینے میں شامل ہوتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہجرت مدینہ کا عزم:

نبوت کے گیارہویں سال بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر مدینہ ہجرت کر گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلدی نہ کرو، شاید مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم مل جائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا مجھے آپ کے ساتھ ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔ اس خوش خبری کے بعد آپ رضی اللہ عنہ 4 ماہ تک حکم الٰہی اور رفاقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ ہجرت کا حکم مل گیا۔ (بخاری۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدینہ ہجرت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہجرت کے عظیم سفر کے بارے میں بیان فرماتی ہیں: رسول صلی اللہ علیہ وسلم 4 ماہ تک مسلسل صبح و شام مقررہ وقت پر ہمارے گھر تشریف لاتے رہے لیکن ایک مرتبہ خلاف معمول دوپہر کے وقت ہمارے گھر تشریف لائے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہجرت مدینہ کی خوشخبری سنائی اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ آج رات کی تاریکی میں نکلیں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ 4 ماہ سے اسی انتظار میں تھے وہ فوراً تیار ہو گئے۔ میں اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے جلدی جلدی زادسفر تیار کیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو توشہ دان باندھنے کے لئے کوئی چیز نہیں ملی تو انہوں نے اپنا کمر بند پھاڑ کر باندھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ذات النطاقین (دوکمر بند باندھنے والی) کا لقب پایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی سے 2 اونٹنیاں تیار کر لی تھیں۔ ایک پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوار کرایا اور دوسری پر خود سوار ہوئے۔

اس طرح رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یثرب (مدینہ) کی طرف ہجرت کر گئے۔ (بخاری)

غار ثور میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت رسول ﷺ

ہجرت کے موقع پر آپ ﷺ نے ثور پہاڑ پر ایک غار میں قیام کرنا چاہا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے غار میں پہلے داخل ہوکر اس کی صفائی کی، غار میں جو سوراخ نظر آئے انہیں اپنی چادر پھاڑ کر اس کے ٹکڑوں کے ذریعے بند کیا۔ صرف ایک سوراخ بچا جسے بند کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ اس سوراخ پر انہوں نے اپنی ایڑھی رکھی اور پھر آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ اندر تشریف لے آئیں۔ آپ ﷺ غار میں داخل ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ران پر سر رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ جس سوراخ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی ایڑھی مبارک رکھی ہوئی تھی، اس میں سے کسی زہریلے جانور نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو ڈس لیا۔ تکلیف کے باوجود حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ درد کی شدت کے باعث آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ایک قطرہ آپ ﷺ کے چہرہ انور پر بھی گرا جس سے آپ ﷺ بیدار ہو گئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے کسی موذی جانور نے ڈس لیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس مقام (درد کی جگہ) پر اپنا لعاب دہن لگایا جس سے فوراً زہر کا اثر ختم ہو گیا۔ (مشکوۃ۔ عن عمر رضی اللہ عنہ)

غار ثور میں نازک ترین لمحہ:

کفار قریش خفیہ طور پر آپ ﷺ کے قتل کی سازش تیار کر چکے تھے اور جس رات شہید کرنے کا پروگرام تھا اسی رات آپ ﷺ حکم الٰہی سے ہجرت کر گئے۔ کفار قریش نے اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ اعلان کیا کہ جو آدمی محمد ﷺ کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو 100 اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ چنانچہ کئی بہادروں نے انعام کے لالچ

میں آپ ﷺ کی تلاش شروع کر دی۔ ان میں سے کچھ لوگ آپ ﷺ کو تلاش کرتے کرتے غار ثور تک پہنچ گئے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کفار کو غار کے منہ پر دیکھا تو پریشانی کے عالم میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، اگر ان میں سے کسی کی نظر اپنے قدموں پر پڑی تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (بخاری، مسلم۔ عن انس رضی اللہ عنہ)

آپ ﷺ کی اس تسلی سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پرسکون ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس منظر کو قرآن مجید کے اندر ذکر فرماتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم ﷺ کے صحابی ہونے کا عظیم شرف عطا فرمایا۔

فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ)

''اللہ نے ان (رسول اکرم ﷺ) کی (اس وقت) مدد کی جب کفار نے انہیں (مکہ سے) نکال دیا تھا۔ وہ 2 میں سے دوسرا تھا جبکہ وہ دونوں غار (ثور) میں تھے۔ جب وہ (نبی ﷺ) اپنے صحابی (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے تھے: غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے ان پر اپنی سکینت (اطمینان قلب) نازل فرماتے ہوئے ان لشکروں سے ان کی مدد کی جنہیں تم نہیں دیکھ سکے۔'' (التوبہ 9: آیت 40)

ہجرت کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کے لئے غمگین ہونا:

غار ثور میں 3 دن قیام کرنے کے بعد طے شدہ منصوبہ کے تحت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ اور راستہ بتانے کے لئے عبداللہ بن اریقط آ گئے اور مدینہ کا سفر شروع کر دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (ہجرت مدینہ کے سفر میں) ہم ساری رات چلتے رہے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا اور ٹھیک دوپہر کا وقت ہوگیا اور راستے میں کوئی گزرنے والا نہ رہا یہاں تک کہ ہمیں سامنے ایک لمبا پتھر دکھائی دیا جس کا سایہ زمین پر تھا اور ابھی تک وہاں دھوپ نہیں آئی تھی، ہم اس کے پاس ٹھہرے اور میں نے اس پتھر کے پاس جا کر

اپنے ہاتھ سے جگہ صاف کی تاکہ آپ ﷺ اس کے سائے میں آرام فرمائیں۔ میں نے اس جگہ پر ایک چادر بچھا دی پھر میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ آرام فرمائیں اور میں آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے بیدار رہتا ہوں۔ آپ ﷺ سو گئے اور میں پہرہ دیتا رہا۔ میں نے بکریوں کا ایک چرواہا دیکھا جو اپنی بکریوں کو لئے ہوئے اس پتھر کی طرف آرہا ہے۔ میں نے اس چرواہے سے ملاقات کی اور پوچھا: اے لڑکے، تو کس کا غلام ہے؟ اس نے جواب دیا: میں مدینہ والوں میں سے ایک آدمی کا غلام ہوں۔ میں نے پوچھا: تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: کیا تو مجھے دودھ دے گا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ پھر اس چرواہے نے ایک بکری پکڑی۔ میں نے اس چرواہے سے کہا: اس بکری کے تھن کو کچرے وغیرہ سے صاف کرلو۔ اس چرواہے نے لکڑی کے ایک پیالے میں تھوڑا سا دودھ دوہا۔ میرے پاس ایک ڈول تھا جس میں نبی ﷺ کے پینے اور وضو کے لئے پانی تھا۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے ناپسند سمجھا کہ میں آپ ﷺ کو بیدار کروں لیکن آپ خود ہی بیدار ہو گئے پھر میں نے دودھ کو پانی میں گھمایا تاکہ دودھ ٹھنڈا ہو جائے پھر میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، یہ دودھ نوش فرمائیں۔ آپ ﷺ نے وہ دودھ پیا یہاں تک کہ میں خوش ہوگیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہاں سے کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں، آ گیا ہے۔ پھر ہم سورج ڈھلنے کے بعد چلے اور سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، کافر ہم تک پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فکر نہ کرو کیونکہ ہمارے ساتھ اللہ ہے۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے سراقہ کے لئے بددعا فرمائی تو سراقہ کا گھوڑا اپنے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ کہنے لگا: مجھے معلوم ہے کہ تم نے میرے لئے بددعا کی ہے اب تم میرے لئے دعا کرو۔ اللہ کی قسم، اب جو بھی آپ حضرات کی تلاش میں آئے گا میں اسے واپس کر دوں گا۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تو اسے نجات مل گئی اور وہ واپس لوٹ گیا اور اسے جو کافر بھی

ملتا سراقہ اسے کہہ دیتا کہ میں اس طرف دیکھ آیا ہوں۔ اس طرح وہ اسے واپس لوٹا دیتا۔ سراقہ نے جو ہم سے کہا وہ اس نے پورا کیا۔ (بخاری، مسلم۔ عن براء رضی اللہ عنہ)

ہجرت کے دوران حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ذہانت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک بڑے تاجر تھے اس لئے بہت سے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو جانتے تھے۔ سفر ہجرت کے دوران آپ رضی اللہ عنہ کو بہت سے ایسے لوگ بھی ملے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانتے تھے، وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھتے: یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ جواب دیتے: یہ ہمارے ہادی (سیدھا راستہ بتانے والے) ہیں۔ عام لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات سے یہ سمجھتے کہ یہ انہیں راستہ بتانے والا ہے جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کا مقصود دین حق کا راستہ بتانے والا تھا۔

(ہجرت کی مزید تفصیل کے لئے پڑھئے ہماری کتاب ''مختصر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'')

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال کی ہجرت:

مدینہ پہنچنے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن اُریقط کے ہاتھ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کے نام خط بھیجا کہ اپنی والدہ حضرت اُم رومان اوردونوں بہنوں حضرت اسماء اورحضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کو مدینہ لے آئیں چنانچہ وہ انہیں ساتھ لے کرمدینہ آ گئے۔

مدینہ کی آب وہوا:

(شروع میں) مدینہ کی آب و ہوا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو راس نہ آئی، آپ رضی اللہ عنہ شدید بخار میں مبتلا ہوکر زندگی سے مایوس ہو گئے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حال پوچھا تو اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر آدمی اس حالت میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ صبح کرتا ہے کہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی قریب ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ حال دیکھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت بیان کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَفِیْ مُدِّنَا وَصَحِّحْھَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاھَا اِلَی الْجُحْفَۃِ

(ترجمہ) ''اے اللہ، آپ مکہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دیجئے، مدینہ کو بیماریوں سے پاک فرما دیجئے، اس کے صاع اور مد (غلہ ناپنے کے پیمانے) میں برکت ڈالئے اور اس کے (وبائی) بخار کو جحفہ (ملک شام کا ایک شہر) میں منتقل کردیجئے۔'' (بخاری۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور مدینہ کو وباؤں سے پاک کر دیا۔ آپ ﷺ کی دعا کا اثر تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی بہت جلد بیماری سے صحت یاب ہو گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اکرم ﷺ سے ہجرت سے پہلے ہی ہو چکا تھا مدینہ میں قیام پذیر ہونے کے کچھ عرصے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اگر آپ ﷺ چاہیں تو (اپنی بیوی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کرا لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت میرے پاس بطور حق مہر عائشہ رضی اللہ عنہا کو دینے کے لئے کچھ نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً آپ ﷺ کی خدمت میں **500** درہم پیش کئے تو رسول اکرم ﷺ نے (بطور قرض حسنہ) قبول فرما کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ادا کر کے انہیں رخصت کروا لیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کردار

رسول اکرم ﷺ نے مدینہ آنے کے بعد ایک مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اور اس کے لئے جس جگہ کا انتخاب کیا وہ **2** یتیم بچوں سہل اور سہیل رضی اللہ عنہما کی ملکیت تھی ان دونوں بچوں اور ان کی والدہ نے یہ زمین فی سبیل اللہ مسجد کے لئے پیش کی لیکن آپ ﷺ نے یتیموں کا مال لینا پسند نہ فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں اس زمین کی قیمت ادا کر دیں۔

(فتح الباری)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

❶ ''دوستی اور مال خرچ کرنے کے لحاظ سے تم میں سے سب سے زیادہ احسانات مجھ پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ہیں۔'' (بخاری، مسلم۔عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

❷ ''اگر میں اپنے پروردگار کے علاوہ کسی اور کو اپنا خلیل (جگری دوست) بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔ البتہ ابوبکر میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے رفیق (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنا خلیل بنایا ہے۔'' (مسلم۔عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

❸ ''میں نے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: لوگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا)۔ میں نے پھر پوچھا: مَردوں میں کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ)۔'' (بخاری۔عن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ)

❹ ''میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر انسان کون ہے؟ انہوں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ)۔''

(بخاری۔عن محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ)

❺ ''ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار، ہم میں سب سے افضل اور ہم سے زیادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے۔'' (ترمذی۔عن عمر رضی اللہ عنہ)

❻ ''ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید اور ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہم) سب جنتی ہیں۔'' (ترمذی۔عن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ)

﴿وضاحت: ان کو عشرہ مبشرہ (خوشخبری دیئے جانے والے دس افراد) کہا جاتا ہے کیونکہ ان کو دنیا ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دیدی تھی﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمدہ صفات

❶ ادب و احترام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی یہی وجہ ہے

کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کا بے حد ادب و احترام کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے ہمیشہ نہایت دھیمی آواز میں گفتگو کرتے اور بار بار کہتے تھے: اے اللہ کے رسول ﷺ، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ سفر میں حضور ﷺ کے ہمرکاب ہوتے تو آپ ﷺ کے آرام و راحت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ جب آپ ﷺ نیند فرمارہے ہوتے تو آپ ﷺ کو جگاتے نہ تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ خود بیدار ہو جاتے۔ (بخاری)

سفر ہجرت میں ایک مقام پر آپ ﷺ کو سوتا چھوڑ کر دودھ کی تلاش میں نکلے جب واپس آئے تو خود بیان فرماتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو جگانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

(بخاری)

آپ رضی اللہ عنہ کے ادب و احترام کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں نماز نہ پڑھا سکتے تھے اور کہنے لگے: ابو قحافہ کے بیٹے کی یہ مجال نہیں کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی موجودگی میں امام بن کر کھڑا ہو۔ (بخاری۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

❷ رازداری:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے رازدان تھے اور آپ ﷺ کے راز کو کبھی افشا نہیں کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے نہایت مخلص دوست تھے لیکن آپ ﷺ کا راز ان کو بھی بتانا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کہا اگر تم پسند کرو تو حفصہ رضی اللہ عنہا سے تمہارا نکاح پڑھا دوں۔ انہوں نے جواب دیا: میں غور کروں گا۔ چند دن بعد ملے تو کہا: میرا ارادہ نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہی بات کہی۔ وہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ ان کی خاموشی سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت دکھ ہوا کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کے نہایت گہرے تعلقات تھے۔ خود کہتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انکار پر مجھے اتنا رنج نہیں ہوا جتنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خاموشی پر ہوا۔ چند دن بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح

رسول اکرم ﷺ سے ہو گیا۔ نکاح کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا: تمہیں میری خاموشی سے رنج تو ہوا ہو گا۔ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری بات کا جواب دینے سے جس چیز نے مجھے روکا وہ یہ تھی کہ اس سے پہلے رسول اکرم ﷺ ان (حفصہ رضی اللہ عنہا) سے نکاح کرنے کا ارادہ ظاہر فرما چکے تھے میں نے آپ ﷺ کے راز کو فاش کرنا مناسب نہیں سمجھا اگر آپ ﷺ اپنا ارادہ ترک کر دیتے تو میں ان (حفصہ رضی اللہ عنہا) سے نکاح کر لیتا۔ (بخاری)

❸ خوش طبعی:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑے خوش طبع انسان تھے۔ ایک مرتبہ نماز عصر پڑھ کر مسجد نبوی سے نکلے راستے میں آپ ﷺ کے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا (حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس وقت کم سن تھے) حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی قریب ہی موجود تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو فرط محبت سے کاندھے پر اٹھا لیا اور فرمایا: میرا باپ تجھ پر قربان ہو تم تو رسول اکرم ﷺ کے ہم شکل ہو علی رضی اللہ عنہ کے مشابہہ نہیں ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر ہنس پڑے۔ (بخاری)

❹ خود داری:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خوددار طبیعت والے تھے۔ اپنا ہر کام خود کرنے کی کوشش کرتے۔ اگر ہاتھ سے نکیل گر پڑتی تو خود اونٹ سے نیچے اتر کر نکیل اٹھاتے تھے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا: آپ خود کیوں اتنی زحمت اٹھاتے ہیں اس معمولی کام کے لئے ہمیں کیوں نہیں کہتے۔ فرمایا: میرے حبیب ﷺ کی مجھے وصیت ہے کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں۔

❺ نظافت:

آپ رضی اللہ عنہ صفائی اور طہارت کو بہت پسند کرتے تھے۔ ہجرت کے سفر میں ایک درخت کے سائے میں کچھ دیر کے لئے قیام کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے اپنے ہاتھ سے زمین ہموار کی

پھر اس پر چادر بچھا کر حضور ﷺ سے عرض کی : اے اللہ کے رسول ﷺ، آپ آرام فرمائیں میں آس پاس کی زمین صاف کر دیتا ہوں۔

❻ بے تعصبی :

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں عصبیت کا شائبہ تک نہ تھا۔غزوہ حنین میں ایک کافر کو حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے قتل کیا لیکن اس کے سامان پر مکہ کے ایک قریشی نے قبضہ کر لیا۔حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس سامان کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی حمایت کی اور فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ کا شیر مال سے محروم رہے اور قریش کی ایک چڑیا مفت میں مزے اڑائے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ سچ کہا اور مقتول کافر کا مال حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو دلا دیا۔

❼ اولاد سے محبت :

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی اولاد سے بہت محبت کرتے تھے۔آپ رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ الگ مکان میں رہتے تھے لیکن ان کے گھر کا خرچ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔ بڑی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی وہ شروع میں بہت تنگدست تھے۔گھر میں کوئی خادم یا خادمہ رکھنے کی طاقت نہ تھی اس لئے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو بہت کام کرنا پڑتا تھا، وہ آٹا گوندھتی، کھانا پکاتیں، پانی بھرتیں اور کافی فاصلے سے کھجور کی گٹھلیاں سر پر لاد کر لاتی تھیں یہاں تک کہ گھوڑے کو چارہ بھی کھلاتی تھیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان حالات کا علم ہوا تو انہوں نے ایک خادم بھیج دیا جو گھوڑے کو چارہ کھلاتا اور اس کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ خادم بھیج کر گویا ابا جان نے مجھے (مشقت سے) رہائی دلائی۔ (بخاری)

❽ بچوں سے پیار :

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بچوں پر بہت شفیق تھے۔ بچے بھی ان سے اس قدر مانوس ہو گئے

تھے کہ جب وہ محلے میں نکلتے تو بابا بابا کہتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ سے لپٹ جاتے۔ آپ رضی اللہ عنہ ان سے پیار کرتے، گود میں اٹھاتے، کندھوں پر بٹھاتے، منہ اور سر چومتے، جب مجاہدین روانہ ہونے لگتے تو ان کو سخت تاکید کرتے کہ خبردار کسی بچے کو نہ مارنا۔

⑨ خاندان نبوت سے محبت:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مومن عزیز و اقارب سے بہت محبت، عزت و تکریم کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگنے کی ترغیب دی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منظور فرما لیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ کے عوض کچھ رقم حاصل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رقم کا ایک حصہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کچھ کپڑے اور سامان خرید لائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سامان خرید کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح کے موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا سارا اہتمام اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کیا گیا۔ ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عراق سے مال غنیمت بھیجا۔ اس میں ایک قیمتی طیلسان (پگڑی کا کپڑا) بھی تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ازراہ محبت یہ طیلسان حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو تحفہ کے طور پر دے دیا۔ (فتوح البلدان)

خیبر اور فدک کی جائیداد کے سلسلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، سلوک کرنے میں مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار اپنے رشتہ داروں سے زیادہ محبوب ہیں۔ (بخاری۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

⑩ خشیت الٰہی:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر وقت محاسبہ اور آخرت کے خوف سے لرزاں رہتے تھے۔ کبھی کسی سرسبز درخت کی طرف دیکھتے تو فرماتے: کاش میں درخت ہوتا تا کہ محاسبہ آخرت سے نجات پا جاتا۔ کسی باغ کی طرف سے گزرتے، پرندوں کو اڑتے اور چہچہاتے دیکھتے تو

فرماتے: پرندو تمہیں مبارک ہو کہ جہاں چاہتے ہو چگتے ہو جس درخت کے سائے میں چاہتے ہو بیٹھ جاتے ہو، حشر کے دن تمہارا کوئی حساب کتاب نہ ہو گا، کاش ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تمہاری طرح ہوتا۔(کنز العمّال)

ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی غرور اور تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا لٹکا کر چلے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر (رحمت) نہ کریں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سنا تو خوف الٰہی سے لرز اٹھے۔عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میرے کپڑے کا ایک کنارہ لٹکتا رہتا ہے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تکبر اور غرور سے اپنا کپڑا انہیں لٹکاتے (بلکہ تمہارے موٹاپے کی وجہ سے خود بخود کپڑا لٹک جاتا ہے)۔ (بخاری۔عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

⓫ احتیاط اور تقویٰ:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سفر کے دوران ایک آدمی کے ہاں ٹھہرے۔انہوں نے بکری کے گوشت سے مہمان نوازی کی۔کھانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ اس گوشت پر غیر شرعی جملے پڑھے گئے تھے،آپ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔

(مسند احمد)

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کھانا کھانے کے بعد پوچھا: یہ کہاں سے لائے تھے؟ غلام نے عرض کیا: میں نے جاہلیت میں جھوٹی کہانت کی تھی اس کا عوض آج مجھے ملا۔ یہ سنتے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔ (بخاری۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

⓬ عبادات:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اکثر دن کو روزے رکھتے اور رات کو قیام کرتے۔خشوع وخضوع کا یہ عالم تھا کہ نماز میں لکڑی کی طرح بے حس وحرکت نظر آتے۔قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرتے۔تلاوت کے وقت اتنا روتے کہ ہچکی بندھ جاتی اور لوگ جمع ہو جاتے۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی ایک دانہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے گا، اس کو جنت کے دروازوں سے آواز دی جائے گی، اے اللہ کے بندے یہ نیکی ہے۔ جو آدمی نمازی ہو گا، اسے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا۔ جو مجاہد ہو گا، اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔ جو روزہ دار ہو گا اسے باب الریان سے بلایا جائے گا اور جو سخی ہو گا اسے باب الصدقہ سے آواز دی جائے گی۔ آپ ﷺ کا فرمان سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا کوئی ایسا آدمی بھی ہو گا جسے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم انہی لوگوں میں ہو گے (جنہیں تمام دروازوں سے بلایا جائے گا)۔ (بخاری۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

⑬ رقت قلب:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت نرم دل انسان تھے، خوف خدا سے بہت رویا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے تھے، جب قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو آنسوؤں کو روک نہیں سکتے تھے۔ (بخاری)

اکثر فرمایا کرتے تھے: اے لوگو، اللہ کے خوف سے روؤ اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو۔

وفات سے پہلے جب رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ امامت کرائیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو اس قدر روئیں گے کہ قرأت کی آواز نہ سنائی دے گی۔ (بخاری۔ عن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

⑭ غریبوں اور محتاجوں کی خدمت:

غریبوں اور محتاجوں کی خدمت گزاری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خاص مشغلہ تھا۔ وہ مصیبت زدوں کی اعانت کرتے تھے، غریبوں مسکینوں کی دستگیری کرتے تھے، مہمانوں کی ضیافت کرتے تھے، مقروضوں کا بوجھ اٹھاتے، قرابت داروں کا خیال رکھتے اور باقاعدگی سے ان کی مالی مدد کرتے تھے۔

مدینہ منورہ میں ایک نابینا بڑھیا رہتی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کے وقت اس کی خدمت کے لئے جایا کرتے تھے۔ اسے پانی وغیرہ لا کر دیتے اور دیگر ضروریات کا سامان بہم پہنچاتے۔ اکثر ایسا ہوتا جب وہ وہاں پہنچتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ کوئی آدمی ان سے پہلے بڑھیا کی خدمت کر گیا ہے۔ کئی بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلدی جلدی پہنچے تاکہ کوئی دوسرا آدمی ان سے پہلے یہ خدمت نہ کر جائے مگر وہ ایسا نہ کر پائے۔ ایک رات انہوں نے چھپ کر اس آدمی کا پتہ لگایا تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نکلے جو اس بڑھیا کی خدمت کر جاتے تھے، حالانکہ وہ اس وقت مسلمانوں کے خلیفہ تھے۔ (سیرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ للطنطاوی)

⓯ رحمدلی:

آپ رضی اللہ عنہ نہایت رحم دل اور بردبار تھے غزوہ بدر کے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران جنگ کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں ان کو زندہ رہنے دیجئے ممکن ہے کہ یہ توبہ کرلیں اور اللہ تعالیٰ ان کو قبول اسلام کی توفیق بخشے پس میرے خیال میں مناسب یہی ہے کہ فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیجئے فدیہ کی وصولی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دشمن کے مقابلہ میں تقویت پہنچے گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

ایک مرتبہ حضرت عمرو بن عاص اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما نے شام سے ایک رومی سردار کا کٹا ہوا سر بارگاہ خلافت میں بھیجا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو سخت ناپسند فرمایا۔ ایک صاحب نے عرض کیا: اے خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ بھی تو ہمارے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں۔ فرمایا: کیا تم روم و فارس کی سنت پر چلو گے؟ پھر اسی وقت تمام سرداران فوج کے نام فرمان جاری کیا کہ خبردار دشمنوں کے سر میرے پاس نہ بھیجا کرو صرف خط لکھ کر اطلاع دے دیا کرو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں میرے امتیوں کے ساتھ سب سے زیادہ مہربانی کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ترمذی۔ عن انس رضی اللہ عنہ)

⑯ غیرت دینی:

نبی اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب ان کو مانعین زکوٰۃ کے بارے میں یہ مشورہ دیا کہ اے خلیفۃ الرسول ﷺ، ان لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیجئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عمر، تم جاہلیت میں تو بڑے بہادر تھے مسلمان ہوکر بزدل ہو گئے۔ اللہ کی قسم، اگر یہ لوگ ایک رسی کا ٹکڑا بھی (فرض زکوٰۃ میں سے) دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ (بخاری۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

⑰ شجاعت:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دیکھنے میں کمزور لیکن ایمان کے اعتبار سے انتہائی طاقتور تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ وہ راہ حق میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر جان کی بازی لگا دیتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے دوران لوگوں سے پوچھا: بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا: آپ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن میں تو اپنے برابر کے مدمقابل سے لڑتا ہوں یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: آپ ہی بتایئے۔ فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، بڑے بہادر تھے۔ غزوہ بدر میں ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک سائبان بنایا پھر مشورہ کیا کہ ہم میں سے ایک آدمی کو ہر وقت آپ ﷺ کی حفاظت پر کمر بستہ رہنا چاہئے۔ اللہ کی قسم، ہم میں سے کوئی آدمی بھی اس کام کے لئے تیار نہ ہوا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تلوار ہاتھ میں لئے آگے بڑھے اور پہرہ دینے لگے۔ اگر کوئی مشرک آپ ﷺ کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتا تو وہ فوراً اس پر جھپٹ پڑتے۔ ایک مرتبہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھیرے میں لے لیا اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تھے کہ تن تنہا آگے بڑھ کر مشرکین کو پیچھے دھکیلتے ہوئے کہہ رہے تھے، تم پر افسوس ہے تم اس آدمی کو مارنا چاہ رہے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر وہ آپ ﷺ کو مشرکین کے گھیرے سے نکال لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ ان پر

رقت طاری ہوگئی اور وہ اس قدر روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ (تاریخ الخلفاء)

دنیا کی سب سے بڑی طاقتوں (ایران اور روم) سے جنگ چھڑ جاتی تھی لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عزم و ہمت میں ذرہ برابر فرق نہیں آتا تھا اور وہ مسلمانوں کے ان 2 بڑے دشمنوں کو زیر کرنے کی فکر میں لگ جاتے تھے۔ زندگی کا آخری دن تھا لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وصیت کر رہے تھے کہ ایرانیوں کے مقابلے کے لئے مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بلاتاخیر مدد بھیجو۔ مختصر یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شجاعت اور عزم و ہمت میں بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی مثال آپ تھے۔

18 نیکی میں پیش پیش:

ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، میں روزے سے ہوں۔ پھر فرمایا: آج تم میں سے کون ہے جو جنازہ کے ساتھ چلا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں چلا ہوں۔ پھر ارشاد ہوا: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، میں نے کھلایا ہے۔ پھر پوچھا: آج تم میں سے کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، میں نے عیادت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے ایک دن میں اتنی نیکیاں جمع کی ہوں وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔ (مسلم۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

19 مہمان نوازی:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں جو بھی مہمان آتا آپ اس کی خوب خاطر مدارت کرتے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جب پہلے پہل اپنے وطن سے مکہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ بارگاہ رسالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آج کی رات مجھے ابوذر رضی اللہ عنہ کو اپنا مہمان بنانے کی اجازت عنایت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست کو منظور فرما لیا اور رات کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ

کو ساتھ لے کر اپنے گھر تشریف لے گئے اور ان کی خوب مہمان نوازی کی۔

⑳ تواضع و انکساری:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے تواضع کرنے والے تھے۔کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے۔بعض اوقات اپنی بھیڑ بکریاں خود چراتے اور ضرورت پڑنے پر اہل محلّہ کی بکریوں کا دودھ دوہتے تھے۔منصب خلافت پر فائز ہوئے تو محلّہ کی ایک لڑکی کے منہ سے نکل گیا : اب ہماری بکریوں کا دودھ کون دوہے گا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا: اللہ کی قسم، میں دوہوں گا مجھ کو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ خلافت میرے ذاتی معمولات (خدمت خلق) میں فرق نہ ڈالے گی۔

دارالخلافہ سے کوئی فوجی مہم روانہ ہوتی تو وہ بڑھاپے کے باوجود دور دور تک پیدل ساتھ چلتے۔اگر کوئی سپہ سالار ازراہ تعظیم گھوڑے سے اترنا چاہتا تو روک دیتے اور فرماتے : اگر میں تھوڑی دور تک اپنے پاؤں اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود کرلوں تو اس میں کیا مضائقہ ہے۔

㉑ ایثار:

ایثار کا درجہ سخاوت سے بڑھ کر ہے سخاوت یہ ہے کہ اپنی ضرورت سے زائد مال یا وقت دوسروں کے لئے صرف کیا جائے مگر ایثار یہ ہے کہ مال یا وقت صرف اپنی ضرورت کے لئے ہو لیکن دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی جائے اور اس میں خواہ اپنا نقصان ہو جائے ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجسمہ ایثار تھے وہ دوسروں کی حاجتیں پوری کرنے سے کبھی دریغ نہ کرتے ۔

㉒ انفاق (خرچ) فی سبیل اللہ:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال راہ حق میں وقف کر دیا تھا انہوں نے انفاق (خرچ) فی سبیل اللہ کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ کوئی دوسرا ان سے آگے نہ بڑھ سکا۔قبول اسلام کے وقت ان کے پاس 40 ہزار درہم نقد موجود تھے۔انہوں نے یہ تمام مال اللہ کی

راہ میں صرف کر دیا اور بہت سے مسلمان غلاموں اور لونڈیوں کو ان کے مشرک آقاؤں کے ظلم وستم سے چھڑایا، کئی بار خطیر رقم دینی کاموں پر خرچ کی اور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی جس کا اعتراف آپ ﷺ نے ان الفاظ میں فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے زیادہ کسی مال نے مجھے نفع نہیں پہنچایا۔ اس سلسلے میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی نقل ہوا ہے: جان و مال کے لحاظ سے مجھ پر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کا احسان نہیں۔ (کنز العمال)

غزوہ تبوک کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں پیش کر دیا۔ یہ وہ شرف تھا جس میں کوئی ان کی برابری نہ کر سکا۔ مختصر یہ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا مال بے دریغ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے تھے۔

23 قوت ایمانی:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے کمال درجے کی قوت ایمانی عطا کی تھی۔ خود سید المرسلین ﷺ اپنے ایمان میں صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو شریک فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ارشاد فرمایا: ایک آدمی گائے چرا رہا تھا اس پر سوار ہوا اور اس کو مارا وہ بولی: میں بوجھ اٹھانے کے لئے پیدا نہیں کی گئی بلکہ کھیتی باڑی کے لئے پیدا کی گئی ہوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعجب ہوا اور انہوں نے کہا: اللہ کی شان، کیا گائے بھی بات کرتی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس پر میں، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ایمان لاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی اپنی بکریوں کے درمیان تھا ایک بھیڑیا آ گیا اور ایک بکری لے جانے لگا وہ بھیڑیے کے پیچھے دوڑا اور بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ بھڑیے نے کہا: آج تم اس کو چھڑا کر لے جا رہے ہو لیکن اس دن کیا ہو گا جب میرے سوا ان بکریوں کا کوئی نگہبان (چرواہا) نہ ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پھر متعجب ہو کر بولے: کیا بھیڑیا بھی بات کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر میں، ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) ایمان لاتے ہیں۔ اس مجلس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما موجود نہیں تھے۔ حضور ﷺ نے غائبانہ ان کی قوت ایمانی کی تعریف فرمائی۔ (بخاری۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

㉔ مردم شناسی:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے مردم شناس تھے، وہ آدمی کی قابلیت اور صلاحیتوں کو جانچنے کا ملکہ بھی رکھتے تھے۔ انہوں نے ملکی نظم ونسق کو صحیح خطوط پر چلانے کے لئے جن اصحاب کا انتخاب کیا وہ اپنے متعلقہ شعبے کی ذمہ داریاں اٹھانے کے ہر لحاظ سے اہل تھے۔ مختلف انتظامی اور فوجی عہدوں کے لئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حسن انتخاب ان کی مردم شناسی کا واضح ثبوت تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

❶ ”میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبت آپ کو کس سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے۔ میں نے دوبارہ پوچھا: مَردوں میں کس سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے باپ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے۔ میں نے عرض کیا: پھر کس سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے۔ پھر آپ نے بہت سے آدمیوں کا نام شمار کیا۔ (بخاری، مسلم۔ عن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ)

❷ ”حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ادھیڑ عمر (میں فوت ہونے) والے اہل جنت کے سردار ہوں گے۔“ (ترمذی۔ عن علی رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں

❶ ” میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ)۔ پھر میں نے کہا: ان کے بعد کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہ)۔ میں ڈر گیا کہ اب کی مرتبہ وہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کا نام لیں گے اس لئے میں نے کہا۔ پھر آپ؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔“ (بخاری۔ عن محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ)

❷ ” حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے ، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا درجہ تھا۔'' (بخاری)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت

مدینہ پہنچ کر مسلمان ہر اعتبار سے امن وسکون کی زندگی گزار رہے تھے اور ساتھ ہی دین اسلام کی نشر واشاعت میں دن رات مصروف رہتے تھے۔ کفار مکہ مسلمانوں کو پرسکون زندگی گزارتے ہوئے دیکھ کر برداشت نہ کر سکے اور طرح طرح کی سازشیں کرنے لگے۔ آخر کار آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزّ وجل کی طرف سے کفار کے ساتھ جنگ کا حکم آتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر میدان میں اتر آئے اور ان تمام غزوات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ ہر غزوہ میں مالی و جانی قربانیوں سے گریز نہیں کیا بلکہ بعض غزوات کے موقع پر اپنے گھر کا تمام سازو سامان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ بہت سے معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشوروں پر عمل کیا۔

(غزوات وسرایا میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کردار جاننے کے لئے پڑھیے ہماری کتاب ''مختصر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'')

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت میں پہلا حج

9 ہجری میں حج فرض ہونے کے پہلے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم مصروفیت کی وجہ سے حج میں شریک نہیں ہو سکے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر چند نصیحتیں فرماتے ہوئے حج کے لئے روانہ کیا۔ وہ نصیحتیں یہ تھیں کہ منیٰ کے میدان میں یہ اعلان کردیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی برہنہ آدمی خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے اوراپنی طرف سے قربانی کے جانور بھی دے دیئے۔ (بخاری۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حجۃ الوداع اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فراست ایمانی :

حجۃ الوداع کے موقع پر جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی :

(ترجمہ) ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری

کر دی ہے اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔'' (المآئدہ 5: آیت 3)
صحابہ رضی اللہ عنہم یہ آیت سن کر خوشی کا اظہار فرما رہے تھے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ جب دین مکمل ہو گیا تو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان زیادہ عرصہ نہیں رہ پائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 10 ہجری میں حج کیا اور خطبہ حجۃ الوداع فرمایا اور 11 ہجری میں اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کیفیت:

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کے وقت بقیع قبرستان تشریف لے گئے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔ واپسی پر سر میں درد شروع ہوا اور بخار ہو گیا۔ بخار ہی کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ چاہے تو وہ دنیا کی نعمتیں قبول کر لے یا اللہ کے پاس والی نعمتیں پسند کر لے۔ اس بندے نے اللہ کے پاس والی نعمتوں کو قبول کر لیا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعجب ہوا کہ یہ رونے کی کون سی بات ہے؟ لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے تھے کہ وہ بندہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی ہیں۔ (بخاری۔ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

وفات نبوی پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا صحابہ رضی اللہ عنہم کو حوصلہ دینا

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مقام سنح میں تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے کھڑے ہوئے کہ اللہ کی قسم، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی۔ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور کھولا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ لیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور موت دونوں پاکیزہ ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو 2 موتوں کا مزہ کبھی نہیں چکھائے گا (پھر یہ کہتے ہوئے) باہر آ گئے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے قسم کھانے والے، صبر کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور کہا: آگاہ رہو، جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے تھے، ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ

آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں وہ مطمئن رہیں کہ ان کا رب زندہ ہے جس کو کبھی موت نہیں آئے گی اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(ترجمہ) ''اور محمد (ﷺ) ایک رسول ہی ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں تو کیا اگر وہ انتقال فرما جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو تم (اسلام سے) الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ (یاد رکھو) جو دین سے الٹے پاؤں پھر جائے گا وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہیں کرے گا اور اللہ بہت جلد شکر ادا کرنے والوں کو بہترین بدلہ عطا فرمائیں گے۔''

(الِ عمران 3: آیت 144)

یہ آیت سن کر لوگ اس قدر روئے کہ روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی میں نے یہ آیت مبارکہ سنی تو میرے قدموں میں میرا بوجھ برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی اور مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی اللہ کے رسول ﷺ اب دنیا میں نہیں رہے۔ سب لوگ (یہ سن کر) بے اختیار رونے لگے۔ (بخاری، مسلم۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بننے کے بعد پہلا خطاب

آپ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کے ایک دن بعد بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے 13 ربیع الاول 11 ہجری میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خلیفہ منتخب ہو جانے پر آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی عظیم ذمہ داریوں کا بہت احساس تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے ایک بڑا جامع خطاب فرمایا: اے لوگو، مجھے تمہارا خلیفہ بنا دیا گیا ہے حالانکہ میں تم سے بہتر (افضل) نہیں ہوں۔ اگر میں اچھے (قرآن و سنت کے مطابق) کام کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر میں برے (قرآن و سنت کے خلاف) کام کروں تو تم مجھے سیدھی راہ کی طرف لانا۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ (یاد رکھو) تمہارا کمزور میرے نزدیک طاقتور ہے یہاں تک کہ میں اس کے لئے (طاقتور سے) حق لے لوں اور تمہارا طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس (طاقتور) سے

(کمزور کے لئے) حق لے لوں۔ ان شآء اللہ تعالیٰ۔ جو قوم جہاد فی سبیل اللہ سے منہ موڑتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں، جس قوم میں بے حیائی عام ہو جائے اللہ تعالیٰ اسے مصائب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ میں جب تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں تو تم میری فرمانبرداری کرنا اور جب میں نافرمانی کروں تو (اس معاملے میں) تم پر میری فرمانبرداری لازم نہیں۔ (میں اسی پر اپنی بات مکمل کرتا ہوں اور اللہ عظمت والے سے اپنے اور تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں) اٹھو نماز ادا کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ (البداية والنهاية)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کے متعلق فیصلہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بننے کے بعد بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ ان میں سے ایک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز و اقارب کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا مطالبہ بھی تھا۔

❶ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت سے حصہ دیا جائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں اور تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میرا مال بطور وراثت تقسیم نہیں ہو گا، میں جو کچھ بھی چھوڑوں گا وہ صدقہ ہو گا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن خاموش ہو گئیں)۔

(بخاری۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

❷ ''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی) اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث خیبر اور فدک کو ان میں تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہمارا (انبیاء علیہم السلام کا) کوئی وارث نہیں (جو میراث کا حقدار ہو)۔ ہم جو کچھ بھی چھوڑ کر جائیں وہ صدقہ ہے۔ ہاں، اس میں سے آل محمد اپنے اخراجات کے لئے لے سکتے ہیں پھر آپ رضی اللہ عنہ

نے فرمایا: اللہ کی قسم، مجھے رسول اکرم ﷺ کے قرابت (رشتہ) داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اپنے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔'' (بخاری۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

﴿ وضاحت: فدک وہ سبز و شاداب علاقہ ہے جہاں میٹھے پانی کے چشمے اور کھجوروں کے گھنے باغات تھے۔ یہ علاقہ یہودیوں کے قبضے میں تھا آپ ﷺ نے حضرت مُحیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر انہیں دعوت اسلام دینے کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے انہیں دعوت اسلام پیش کی لیکن انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور مسلمانوں سے اس شرط پر صلح کر لی کہ فدک کی آدھی زمین اور ہر سال پیداوار کا آدھا حصہ مسلمانوں کو دیں گے۔ اس آمدنی سے آپ ﷺ اہل بیت اور مسافروں کے اخراجات پورے فرمایا کرتے تھے۔ خیبر کی زمین اور باغات کو بھی آپ ﷺ 3 حصوں میں تقسیم کرتے۔ 2 حصے عام مسلمانوں میں تقسیم فرماتے اور ایک حصہ سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے اخراجات نکالا کرتے تھے ﴾

❸ '' ایک روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم، میں رسول اکرم ﷺ کے صدقہ میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا جو آپ ﷺ کرتے تھے میں بھی وہی کروں گا۔''

(بخاری ۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

❹ ''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائیں اور کہا کہ آپ ﷺ کی میراث تقسیم کر کے میرا حصہ مجھے دے دیجئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو (مال) بھی چھوڑ کر جائیں وہ صدقہ ہے (ورثہ نہیں ہے) ہاں آل محمد اس مال میں سے اپنے اخراجات کے لئے (بقدر ضرورت) لے سکتی ہیں۔ یہ جواب سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہو گئیں (شاید انہیں یہ گمان ہوا کہ اب انہیں اس ترکہ میں سے کچھ نہیں ملے گا) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا جو رسول اکرم ﷺ کیا کرتے تھے، میں وہی کروں گا (یعنی اس ترکہ کو اسی جگہ خرچ کروں گا جس جگہ آپ ﷺ خرچ کیا کرتے تھے) میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں آپ ﷺ کی کسی بھی

سنت کو چھوڑ (نظر انداز کر) دوں گا تو گمراہ ہو جاؤں گا۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے چلی گئیں اور پھر (اس سلسلہ میں) کوئی بات نہیں کی (کیونکہ انہیں اطمینان ہو گیا کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے حسب دستور ملتا رہے گا اور ان کی کسی قسم کی حق تلفی نہیں ہو گی)۔'' (بخاری، مسلم۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لشکر اسامہ کو روانہ کرنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترتیب دیئے ہوئے اعمال کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی۔ ان میں سے ایک کام لشکر اسامہ کی روانگی بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں 2 بڑی سلطنتوں کی سرحدیں جزیرہ عرب سے ملتی تھیں۔ ان میں ایک رومی سلطنت تھی۔ عرب کے شمالی حصے کے بہت بڑے علاقہ پر اس کا قبضہ تھا۔ وہاں کے امراء رومی سلطنت کی طرف سے مقرر کئے جاتے تھے جو رومی سلطنت کے احکام کی تعمیل کرتے اور ان کے مفادات کا تحفظ کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ان علاقوں میں دعوت اسلام کے لئے اپنے نمائندے اور قاصد بھیجے۔ روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف حضرت دحیہ قلبی رضی اللہ عنہ کو اپنا دعوتی خط دے کر بھیجا لیکن ہرقل نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت جاننے کے باوجود حق کو قبول کرنے کے بجائے اسلامی مملکت کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو اپنا خط دے کر حاکم بصریٰ کے پاس روانہ کیا۔ راستہ میں قیصر روم کے گورنر شرجیل بن عمرو غسانی نے انہیں گرفتار کر کے بے دردی سے شہید کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر بہت صدمہ پہنچا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف فوجی کارروائی کرنے کے لئے 3 ہزار مجاہدین کا لشکر تیار کیا۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کے قائد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ ان کے بعد قیادت کا علم حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تھام لیا، ان کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اسلامی فوج کے قائد مقرر ہوئے۔ جب وہ بھی جام شہادت نوش فرما گئے تو اسلامی لشکر کی کمان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سنبھالی اور مسلمان فوج کو

دشمن کے گھیرے سے نکال کر مدینہ منورہ لے آئے۔ 9 ہجری ماہ رجب میں آپ ﷺ بذات خود ایک لشکر لے کر اہل روم سے جہاد کے لئے نکلے اور مقام تبوک پر جا کر قیام کیا۔ نہ رومی مسلمانوں کے مقابلے کے لئے نکلے اور نہ ہی عیسائی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے آس پاس کے قبائل کے امراء و حکام سے جزیہ ادا کرنے پر مصالحت کی اور واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ ماہ صفر 11 ہجری کے آخری دنوں میں آپ ﷺ نے اہل روم سے قتال کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر تیار کیا جس میں بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ اس لشکر کا قائد آپ ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ آپ ﷺ نے ماہ صفر کے آخر میں انہیں جہاد میں جانے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ کے حکم پر لشکر نے تیاریاں شروع کر دیں اور ماہ صفر کے آخر میں ہی آپ ﷺ کی طبیعت ناساز ہونا شروع ہو گئی تو آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: تم اس مقام کی طرف جاؤ جہاں تمہارے باپ نے شہادت پائی تھی وہاں خوب جنگ کرو میں تمہیں اس لشکر کا امیر مقرر کرتا ہوں۔ (فتح الباری)

امارت اسامہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض اور اس کا جواب:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے جب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو جہادی لشکر کا امیر مقرر کیا تو کچھ لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: اب تم اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض کرتے ہو اس سے پہلے تم اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کرتے تھے، اللہ کی قسم، زید بھی امارت کے مستحق تھے اور میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھے اب ان کے بعد ان کا بیٹا بھی مجھے سب سے زیادہ محبوب اور امارت کا مستحق ہے۔ (بخاری)

لشکر اسامہ کا مقام جرف پر قیام:

لشکر اسامہ کی تیاری آپ ﷺ کی وفات سے 2 دن پہلے ہفتہ کے دن مکمل ہو گئی اور آپ ﷺ کی بیماری میں بھی شدت آ گئی تھی لیکن اسامہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لشکر کو لے کر مدینہ سے روانہ ہو گئے اور مقام جرف (مدینہ سے شام کی

جانب 3 میل کے فاصلے پر ایک جگہ) پر ہی قیام پذیر ہو گئے تا کہ آپ ﷺ کی طبیعت کی بہتری جلدی معلوم ہو جائے پھر آگے کا سفر کریں گے لیکن 2 دن بعد آپ ﷺ کی وفات کی خبر سنتے ہی واپس مدینہ لوٹ آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد حالات بالکل بدل گئے۔ عرب کے بہت سے لوگ مرتد ہو گئے اور منافقین کا نفاق کھل کر سامنے آ گیا۔ اللہ کی قسم، اس وقت مجھ پر پریشانی کا اتنا بڑا سیلاب آیا کہ اگر وہ پہاڑ پر بھی آتا تو اسے بھی بہا کر لے جاتا۔ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت ان بھیڑوں جیسی ہو گئی جو بارش کی رات درندوں کے جنگل میں تنہا کھڑی ہوں۔ (البدایۃ و النہایۃ)

لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے خلیفہ منتخب ہونے کے تیسرے دن یہ اعلان فرما دیا کہ لشکر اسامہ کا ہر سپاہی نکل کر جرف مقام پر پہنچ جائے جہاں اس لشکر نے پہلے پڑاؤ ڈالا تھا۔

لشکر اسامہ کو روکنے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی درخواست:

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لشکر اسامہ کو روانہ کرنے کا اعلان کیا تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ اس لشکر میں جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی شریک ہیں ان نازک حالات میں مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کو مدینہ سے باہر بھیجنا مناسب نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی اس درخواست کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جان ہے، اگر مجھے یہ یقین ہو کہ جنگل کے درندے مجھے اٹھا کر لے جائیں گے تب بھی میں لشکر اسامہ کو ضرور اسی طرح روانہ کروں گا جس طرح آپ ﷺ نے اس کو روانہ کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ اگر ان بستیوں (مدینہ اور اس کے آس پاس) میں میرے سوا کوئی بھی نہ رہے اور میں اکیلا رہ جاؤں تو بھی یہ روانہ ہو گا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ درخواست کی کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ اس لشکر کو بھیجنا ہی چاہتے ہیں تو اس کا امیر کسی بڑی عمر والے آدمی کو بنائیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ تو کم عمر

ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس درخواست کو بھی مسترد کرتے ہوئے فرمایا: میں اس کام سے باز نہیں رہوں گا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنے کا حکم دیا تھا۔ (تاریخ طبری)

لشکر اسامہ کی عزت افزائی:

لشکر اسامہ کی عزت افزائی کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بذات خود تشریف لائے اور انہیں الوداع کہنے کے لئے کچھ دور ان کے ساتھ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدل چل رہے تھے جبکہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سواری پر سوار تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ سوار ہو جائیں یا میں بھی سواری سے اتر کر پیدل چلتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہ آپ سواری سے نیچے اتریں گے نہ میں سوار ہوؤں گا، میرا اس میں کیا نقصان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں چند قدم پیدل چل کر اپنے قدم غبار آلود کرلوں۔ غازی کے نامہ اعمال میں **700** نیکیاں لکھی جاتی ہیں، **700** درجے بلند کئے جاتے ہیں، اور **700** گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی: اگر تم میری مدد کے لئے عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑنا پسند کرو تو انہیں چھوڑ جاؤ۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیچھے رہنے کی اجازت دے دی۔ (تاریخ طبری)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی لشکر اسامہ کو نصیحتیں:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لشکر اسامہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو، ٹھہرو، میں تمہیں کچھ ہدایات دینا چاہتا ہوں، انہیں اچھی طرح یاد کرلو: (1) خیانت نہ کرنا (2) بدعہدی نہ کرنا (3) کسی کو دھوکا نہ دینا (4) مقتولین کا مثلہ نہ کرنا (ان کے ناک، کان، ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضاء نہ کاٹنا) (5) پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا (6) کسی کی بکری، گائے اور اونٹ کو بلا ضرورت ذبح نہ کرنا (7) تم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرو گے جو اپنے گرجا گھروں میں عبادت میں مصروف ہوں گے انہیں کچھ نہ کہنا (8) تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو تمہارے لئے رنگ برنگے کھانے لائیں گے تم ہر کھانے کو بسم اللہ پڑھ کر

کھانا ⑨ تمہارا ایسے لوگوں سے مقابلہ ہو گا جنہوں نے اپنے سر درمیان سے مونڈ رکھے ہوں گے اور بقیہ بالوں کو پٹیوں کے مانند چھوڑ دیا ہو گا ایسے لوگوں کو قتل کر دینا ⑩ اپنی حفاظت اللہ کے نام سے کرنا اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں نصیحت فرمائی: جو آپ ﷺ نے احکام دیئے تھے ان کی تعمیل کرنا، آپ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق جنگ کا آغاز قضاعۃ کے شہروں سے کرنا پھر آبل (اردن کے جنوب میں واقع ایک شہر) کا قصد کرنا، کسی بھی معاملے میں آپ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا۔

لشکر اسامہ کی کامیابی کے ساتھ واپسی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کی کمان کرتے ہوئے شام کی سرحد میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق قتال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس لشکر کو کامیابیوں سے ہمکنار فرمایا اور خوب مال غنیمت سے نوازا۔ 40 دن کے اندر اندر یہ لشکر فاتح بن کر واپس مدینہ آ گیا۔

لشکر اسامہ کی روانگی کے فوائد:

❶ ''روم کے بادشاہ ہرقل کو آپ ﷺ کی وفات اور اس کی سرزمین پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے حملے کی اطلاع ایک ہی وقت میں ملی۔ رومیوں کو بڑا تعجب ہوا اور ان کے دلوں میں خوف بیٹھ گیا۔ وہ کہنے لگا: یہ کیسے لوگ ہیں، ان کا سربراہ (نبی ﷺ) فوت ہو چکا ہے اس کے باوجود یہ ہماری سرزمین پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔'' (تاریخ اسلام۔ للذہبی)

❷ ''قبائل عرب نے جب یہ دیکھا کہ مسلمان اہل روم کے مقابلے میں کامیابی حاصل کر چکے ہیں تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے اگر یہ طاقتور نہ ہوتے تو فوج نہ بھیجتے اتنی بڑی فوج ان کے طاقتور ہونے کی دلیل ہے اس طرح وہ مسلمانوں کے خلاف کارروائیوں سے باز آ گئے۔'' (تاریخ کامل)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف جہاد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ومنزلت اور مسلمانوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو دیکھ کر کچھ اہل ہوس کے دل میں نبی بننے کی خواہش پیدا ہوئی۔ کچھ لوگوں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی ایسے دعوے کیئے مگر انہیں پذیرائی نہ مل سکی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کے فوراً بعد کئی لوگوں نے دعویٰ نبوت کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں **4** بڑے بڑے مکاروں نے دعویٰ نبوت کیا جن میں سے **3** مرد ① اسود عنسی ② مسیلمہ کذاب ③ طلیحہ بن خویلد اور **1** عورت سجاع بنت حارثہ تمیمہ تھی۔ انہوں نے اسلامی حکومت کو نقصان پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابتدا میں تو ان کے خلاف کارروائی نہ کی اس لئے کہ اسلامی لشکر اہل روم سے قتال کے لئے نکلا ہوا تھا اور مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد بھی بہت کم تھی۔ جب لشکر اسامہ واپس آ گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشاورت کے بعد ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زیر امارت لشکر روانہ کیا۔

① اسود عنسی :

یہ ''اسود'' کے نام سے اس لئے مشہور ہوا کہ اس کا رنگ بہت سیاہ تھا۔ اسود عنسی یمن میں کہف حضار کے مقام پر پیدا ہوا اور وہیں پلا بڑھا۔ یہ بڑا کاہن، شعبدہ باز، چرب زبان اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا خاص ملکہ رکھتا تھا۔ اسود عنسی نے **10** ہجری کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہی نبوت کا دعویٰ کیا اور قبیلہ مذحج اور اس کے گرد ونواح کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر کھلم کھلا بغاوت کر دی۔ آخر کار اس نے یمن کے دارالسلطنت صنعاء پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے مسلمانوں کو نکال باہر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتایا کہ بذریعہ وحی مجھے بتایا

گیا ہے کہ اس جھوٹے نبوت کے داعی کی موت فیروز نامی آدمی کے ہاتھوں ہو گی اس کے بعد اس علاقے میں امن و امان قائم ہو جائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو جو یمن کے علاقہ میں تھے ، پیغام بھیجا کہ پکے مسلمانوں کو ساتھ لے کر اسود عنسی کے خلاف جہاد کرو اور ساتھ ہی قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کو کچھ فوج دے کر ان کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ اس فوج میں ایک مسلمان حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ تھے۔ فیروز اور قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہما خفیہ راستے سے اسود عنسی کے گھر میں گھس گئے۔ حضرت فیروز رضی اللہ عنہ نے موقع پا کر اسے قتل کر دیا اور پھر صبح کے وقت اسی مکان کی چھت پر چڑھ کر اذان دی۔ اس طرح اس بہت بڑے فتنے کا خاتمہ ہو گیا۔ اسود عنسی کے قتل کی باقاعدہ اطلاع آپ ﷺ کی وفات کے 10 دن بعد مدینہ پہنچی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی یہ پہلی خوشخبری تھی جسے سن کر خلیفہ رسول بہت خوش ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اس کے پیروکاروں نے سازشیں شروع کر دیں جس کے خاتمہ کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ کو ایک فوج دے کر بھیجا جنہوں نے اس فتنہ کا خاتمہ کر دیا۔

2 مسیلمہ کذاب :

مسیلمہ کذاب نے بھی آپ ﷺ کی زندگی میں ہی نبوت کا دعویٰ کیا اس کا تعلق یمامہ کے قبیلہ بنو حنیفہ سے تھا۔ 9 ہجری میں وہ بنو حنیفہ کے ایک وفد کو لے کر مدینہ منورہ آیا اور آپ ﷺ سے گفتگو کی۔ مسیلمہ نے کہا: اگر آپ مجھے اپنا خلیفہ نامزد کر دیں تو میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اسے اٹھاتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: (خلافت تو درکنار) اگر کھجور کی ٹہنی بھی اسلام کے عوض مجھ سے مانگو تو میں یہ بھی تمہیں نہیں دوں گا۔ اللہ نے تیرے مقدر میں جو لکھا ہے وہ ہو کر رہے گا، تیرا انجام مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے۔ اس بدبخت نے واپس اپنے قبیلہ پہنچ کر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا اور کہنے لگا کہ مجھ پر بھی وحی نازل ہوتی ہے۔ اپنے گمراہ پیروکاروں کی تعداد دیکھ کر اس نے آپ ﷺ کو ایک خط تحریر کیا جس کی عبارت یہ تھی:

''مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام، السلام علیک۔ میں نبوت میں آپ کے ساتھ شریک کر دیا گیا ہوں، آدھا ملک میرا اور آدھا آپ کا ہے۔''

آپ ﷺ نے اس کے خط کا یہ جواب بھیجا:

''محمد رسول اللہ (ﷺ) کا خط مسیلمہ کذاب کے نام۔ جو ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلام ہو۔ سلام کے بعد تجھے معلوم ہے ملک اللہ کا ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنائے اور آخرت میں بہتری صرف پرہیز گاروں کے لئے ہے۔''

یعنی آپ ﷺ نے سیدھی راہ پر آنے کی ہدایت فرمائی۔ یہ خط بھیجنے کے چند دن بعد آپ ﷺ اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اس نے کھلم کھلا نبوت کا اعلان کر دیا اور وہ اس قدر ظالم تھا کہ جو بھی اس کی نبوت کا انکار کرتا اس پر سخت ظلم ڈھاتا۔ ایک دن حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ عمان سے مدینہ واپس آ رہے تھے کہ مسیلمہ نے انہیں گرفتار کر لیا اور ان سے پوچھا: محمد (ﷺ) کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ مسیلمہ نے کہا: نہیں یہ کہو کہ مسیلمہ اللہ کا سچا رسول ہے۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے اس کی بات مسترد کر دی۔ مسیلمہ نے ان کا ایک ہاتھ شہید کر ڈالا اور ان سے کہا: اب میری بات مانو گے یا نہیں؟ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہرگز نہیں۔ مسیلمہ نے ان کا دوسرا ہاتھ بھی شہید کر دیا اور کہا کہ اب بھی میری رسالت تسلیم کر لو لیکن حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اب مسیلمہ نے ان کا ایک ایک جوڑ کاٹنا شروع کیا۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے اپنے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کروانا تو گوارا کر لیا لیکن آپ ﷺ کی رسالت پر آنچ آنا گوارا نہیں کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس ملعون کے خاتمہ کے لئے شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک فوج روانہ کی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے زیر کمان ایک فوج ان کی اعانت کے لئے بھیجی۔ دونوں نے مل کر مسیلمہ کذاب اور ان کے حامیوں

کے خلاف جہاد کیا۔ اس جہاد میں قرآن مجید کے حفاظ کی ایک بڑی تعداد نے جام شہادت نوش فرمایا۔ آخر کار مسیلمہ کے سپاہی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسیلمہ کذاب صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ اس طرح ایک بہت بڑے فتنہ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں خاتمہ ہو گیا۔

③ سجاع بنت حارثہ:

سجاع بنت حارثہ ایک عورت تھی جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اپنی طاقت بڑھانے کے لئے مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی تھی۔ جب حضرت خالد بن ولید اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما کے لشکروں نے مسیلمہ کو قتل کر دیا تو سجاع وہاں سے بصرہ کی طرف بھاگ گئی اور کچھ دنوں بعد مر گئی۔

④ طلیحہ بن خویلد اسدی:

طلیحہ بن خویلد قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتا تھا، دنیاوی شہرت کی ہوس کی وجہ سے حجۃ الوداع سے واپس آنے کے بعد اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا۔ اس کی سب سے پہلی شعبدہ بازی جو لوگوں کی گمراہی کا سبب بنی وہ یہ تھی کہ ایک دفعہ اس کی قوم ایسے بیابان سے گزر رہی تھی جہاں دور دور تک پانی کا پتا نہیں تھا۔ طلیحہ نے ایک جگہ بتائی جہاں سے پانی مل گیا۔ طلیحہ نے اسی کو اپنا معجزہ قرار دیا۔ قبیلہ بنو اسد اور قبیلہ طے میں دوستی کا عہد و پیمان تھا۔ اس نے اپنے گرد افراد کی ایک خاصی تعداد دیکھی جو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے کوشاں تھی۔ لہٰذا یہ ایک بڑی فوج تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضرار اسدی رضی اللہ عنہ کو اس فتنہ کے خاتمہ کے لئے بھیجا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اس کا بھرپور مقابلہ کیا اور اسے عبرتناک شکست دی۔ اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ مدینہ تشریف لے آئے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو طلیحہ نے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر ایک مضبوط طاقت بنا لی اور مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں ختم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو

اس کی کارروائیوں کا جیسے ہی علم ہوا، آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک فوج دے کر اس فتنہ کے خاتمہ کے لئے بھیجا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے طلیحہ کی فوجوں پر زور دار حملہ کیا۔ جب طلیحہ کو علم ہو گیا کہ وہ شکست سے نہیں بچ سکتا تو وہ اپنی بیوی کے ہمراہ شام کی طرف بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہاں اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس نے اپنے برے عزائم کو چھوڑ کر توبہ کی اور دوبارہ پکا مسلمان بن گیا۔ (تاریخ یعقوبی)

منکرین زکوٰۃ کا تعاقب:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کچھ لوگوں نے اسلام پر قائم رہتے ہوئے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور ان میں 5 گروہ بن گئے جن میں سے ہر ایک کے انکار زکوٰۃ کی وجوہ الگ الگ تھیں۔ پہلا گروہ بخیلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بالکل زکوٰۃ کا منکر ہو گیا تھا، دوسرا گروہ اسے ٹیکس سمجھ کر اس کی ادائیگی کا انکار کر رہا تھا۔ تیسرا گروہ یہ سمجھتا تھا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فرض تھی اب نہیں رہی۔ چوتھا گروہ کہتا تھا کہ ہم زکوٰۃ تو نکالیں گے لیکن اسے بیت المال میں جمع نہیں کرائیں گے بلکہ اپنے قبیلہ کے مستحقین میں خرچ کریں گے۔ پانچواں گروہ طلیحہ اسدی کا پیروکار بن گیا تھا اور وہ اپنے آپ کو اسی کے احکام کا پابند سمجھتا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے یہ بہت بڑا چیلنج تھا جسے انہوں نے بڑے احسن انداز میں حل کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا بعض نے ان کے معاملہ میں نرمی کرنے کا مشورہ دیا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی مشورہ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر غصے میں آ گئے اور فرمایا: اللہ کی قسم، جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے گا میں اس سے لڑوں گا اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے، اللہ کی قسم، اگر وہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بکری کا ایک بچہ بھی بطور زکوٰۃ دیتے تھے اور مجھے نہیں دیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ (بخاری۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ان لوگوں (زکوٰۃ نہ دینے والوں) سے کیسے جنگ کر سکتے ہیں جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے لوگوں کے ساتھ جہاد کا

حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرلیں، جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرلیا اس نے مجھ سے اپنے مال اور اپنی جان کو بچالیا سوائے حق اسلام کے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم، میں اس آدمی سے ضرور جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (جسے ادا کرنا اللہ نے فرض کیا ہے) اللہ کی قسم، اگر ان لوگوں نے اونٹ کا گھٹنا باندھنے والی ایک رسی بھی مجھے دینے سے انکار کیا جسے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور زکوٰۃ ادا کرتے تھے تو میں ان سے اس کے نہ دینے پر بھی جنگ کروں گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم، اللہ عزّوجل نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ جہاد کے لئے کھول دیا چنانچہ میں بھی سمجھ گیا کہ ان کا مؤقف ہی حق (صحیح) ہے۔ (مسلم۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تمام منکرین زکوٰۃ سے جہاد کے لئے الگ الگ فوجیں روانہ کیں جنہوں نے چند دنوں میں ہی منکرین زکوٰۃ کو زکوٰۃ ادا کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہاں تک کہ بعض نے خود مدینہ آ کر بیت المال میں زکوٰۃ جمع کرائی۔ اس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بصیرت، استقلال و استقامت اور جذبہ ایمانی سے یہ بہت بڑا فتنہ آسانی سے ختم ہوگیا اور اسلام نے دوبارہ زندگی پائی۔

مدینہ کی حفاظت کا بندوبست:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب یہ محسوس کیا کہ ہر طرف سے فتنے اٹھ رہے ہیں اور دشمنان اسلام مدینہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم مثلاً حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی سرکردگی میں مدینہ کے راستوں پر حفاظتی دستے متعین کر دیئے۔ عام اہل مدینہ اور آس پاس کے مسلمانوں کو بھی تنبیہہ فرمائی کہ تم مسجد نبوی میں جمع ہو جاؤ اور ہر وقت تیار رہنا کسی وقت بھی تمہاری ضرورت پڑ سکتی ہے۔

مدینہ منورہ میں حملہ اور مرتدین کی پسپائی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے بارے میں جو گمان کیا وہ سچ ثابت ہوا مرتدین کو اپنا مطالبہ منوانے کی غرض سے مدینہ میں چند دن گزار کر اندازہ ہو گیا تھا کہ مدینہ منورہ اسلامی لشکر سے خالی ہے اس لئے کہ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ بھی ابھی واپس نہیں آیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دی۔ مدینہ منورہ کے راستوں پر متعین فوجی دستوں نے ان کی پیش قدمی کی خبر پا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ تم وہیں رکو، وہ وہیں رک گئے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ مسجد میں موجود صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے کر اونٹوں پر سوار ہو کر دشمنوں کی طرف بڑھے، دشمن انہیں دیکھتے ہی فرار ہو گئے اور مدینہ سے چند میل دور جا کر قیام کر لیا۔ مرتدین نے خیال کیا کہ مسلمان اس وقت کمزور ہیں لہٰذا انہوں نے اپنے دیگر حامیوں کو بھی مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے تیار کر لیا۔ ادھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رات بھر مسلمانوں کو جنگ کے لئے تیار کرتے رہے۔ تیاری مکمل ہونے پر رات ہی کو دشمن کی طرف چل پڑے۔ رات کے آخری حصہ میں مرتدین سے لڑائی ہوئی اور وہ سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ مسلمانوں نے ان کے اکثر اونٹ قبضہ میں لے لئے۔ اس طرح مرتدین کے خلاف مسلمانوں کو یہ پہلی فتح حاصل ہوئی۔ (تاریخ طبری)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مرتدین، باغیوں اور سپہ سالاروں کے نام خطوط

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ اور نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے خلاف کارروائی کرنے کے بعد اسلام سے مرتد ہونے والوں اور بغاوت کرنے والوں کی طرف توجہ فرمائی جو پورے ملک کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے تھے اور انہوں نے ملک میں فتنہ وفساد برپا کر دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مرتدین اور باغیوں کا خاتمہ کرنے کے لئے مجاہدین کے 11 لشکر ترتیب دیئے اور ہر لشکر کا ایک سپہ سالار مقرر کیا اور ہر سپہ سالار کو علم (جھنڈا)

عنایت فرمانے کے ساتھ ساتھ اسے ہدایات بھی دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مرتدین اور باغیوں کے خلاف کارروائی سے پہلے ان کو اسلام کی طرف واپس لانے کے لئے انہیں خطوط بھی لکھے جو مندرجہ ذیل ہیں:

مرتدین اور باغیوں کے نام:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ خط ابوبکر (رضی اللہ عنہ) خلیفۃ الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے ان تمام عام اور خاص لوگوں کے نام ہے جن کے پاس یہ پہنچے خواہ وہ اسلام پر قائم ہوں یا اس سے مرتد ہو گئے ہوں۔ سلامتی ہو ان پر جنہوں نے ہدایت کی پیروی کی اور ہدایت پانے کے بعد گمراہی کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ میں معبود حقیقی (اللہ تعالیٰ) کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا انکار کرے ہم اسے دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور ہم ان کے خلاف جہاد کریں گے۔

اما بعد: اللہ تعالیٰ نے (اپنے نبی) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مخلوق کی طرف (جنت کی) بشارت دینے والے، (جہنم کے عذاب سے) ڈرانے والے، حق کی طرف بلانے والے اور روشن چراغ بنا کر بھیجا تاکہ جو لوگ زندہ ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف دلائیں اور جو انکار کرنے والے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کی حجت مکمل کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے جسے توفیق عطا فرمائی اس نے حق کو بخوشی قبول کیا اور جس نے انکار کیا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سزا دی یہاں تک کہ وہ خوشی یا ناخوشی سے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم کو زمین پر مکمل نافذ کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے پاس بلا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کی اطلاع خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اپنی کتاب قرآن مجید میں دے دی۔

فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)

❶ ''بے شک (اے نبی ﷺ)، آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور دوسرے بھی فوت ہونے والے ہیں۔'' (الزمر 39: آیت 30)

❷ ''ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہمیشہ زندگی (حیات دوام) نہیں دی تو کیا جب آپ فوت ہو جائیں گے تو یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے؟'' (الانبیآء 21: آیت 34)

(حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لکھا) مجھے علم ہوا ہے کہ بہت سے لوگ اسلام لائے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے بعد اس سے مرتد ہو گئے، انہیں یہ جسارت اس لئے ہوئی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے متعلق غلط اندازہ قائم کیا اور شیطان کے بہکاوے میں آ گئے۔

فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)

❶ ''اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو ابلیس نے اپنے پروردگار کے حکم کی نافرمانی کی تو (اے انسانو) کیا تم پھر بھی اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو؟ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ (آگاہ رہو، ایسے) ظالموں کے لئے بہت ہی برا بدلہ ہے۔'' (الکھف 18: آیت 50)

❷ ''بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے لہٰذا تم اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔ وہ اپنے فرمانبردار گروہ کو دوزخی ہونے کی دعوت دیتا ہے۔'' (فاطر 35: آیت 6)

(حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لکھا) میں نے فلاں آدمی کو اسلامی لشکر کا امیر بنا کر تمہاری طرف بھیجا ہے اور اسے یہ کہا ہے کہ جب تک وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام تم تک نہ پہنچا دے تم سے جنگ نہ کرے۔ پس تم میں سے جو اس کی دعوت قبول کرے، اس کا کہنا مانے، اپنی سرکشی سے باز آ جائے اور نیک عمل کرے تو اس کے قبول حق کو تسلیم کیا جائے اور اس کی ہر ممکن مدد کی جائے اور جو انکار کرے اس کے متعلق میں نے کہا ہے کہ اس سے جنگ کی جائے، اسے قتل کیا جائے اور اس کے اہل و عیال کو قیدی بنا لیا جائے۔ اسلام کے سوا کوئی بات بھی قبول نہ کی جائے۔ اس لئے جو آدمی میرے نمائندوں کی بات مان کر اسلام کا پیروکار بن جائے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اور جو انکار کرے، اس کو معلوم ہونا چاہئے

کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز عاجز نہیں کرسکتا۔ میں نے اپنے قاصد کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ میرا یہ فرمان مجمع عام میں پڑھ کر سنائے پھر اذان کہلوائے۔ پس مسلمان اذان سن کر نماز ادا کریں۔ جو بھی نماز ادا کریں، مسلمان ان کی جان و مال کو نقصان نہ پہنچائیں لیکن جو لوگ نماز ادا نہ کریں ان سے اس کی وجہ پوچھی جائے اگر وہ اس کی معقول وجہ بیان نہ کریں تو مسلمان ان سے جہاد کریں اور اگر وہ کوئی معقول وجہ بیان کریں تو مسلمان ان سے وہ قبول کرلیں اور ان کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کریں جس کے وہ مستحق ہوں۔

(طبری۔ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ)

سپہ سالاروں کے نام:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) خلیفۃ الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے فلاں سپہ سالار کے نام۔ یہ منصب آپ کو اس شرط پر دیا گیا ہے کہ آپ اپنے تمام ظاہری و باطنی کاموں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیۓ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنے کی بھرپور کوشش کیجئے۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات سے منہ پھیر کر شیاطین سے امیدیں لگا رکھی ہیں ان سے بھرپور جہاد کیجئے۔ اتمام حجت کے لئے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دیجئے اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو ان سے اپنے ہاتھ روک لیجئے اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جہاد کیجئے یہاں تک کہ وہ اسلام کی طرف لوٹ آئیں۔ اسلام کی طرف لوٹ آنے کی صورت میں انہیں ان کے حقوق اور ان کے فرائض سے آگاہ کیجئے اسلامی حقوق کے نفاذ میں کسی قسم کی کمی و بیشی نہ کیجئے۔ جو بھی اللہ عزّ وجل کا حکم مانے اور اس کا اقرار کرے تو اس کی مدد کیجئے اور جو انکار کرے اس سے جہاد کیجئے لیکن وہ آدمی جو اسلام کی دعوت کو قبول کرلے اور اس کے بعد اپنے دل میں کچھ پوشیدہ رکھے تو اس پر میری طرف سے کوئی مواخذہ نہیں اس کا محاسبہ اللہ تعالیٰ خود کریں گے۔ البتہ جو آدمی اعلانیہ طور پر اسلام کی دعوت کو رد کردے اس سے جہاد کیا جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ غلبہ عطا فرمائیں اور مال غنیمت عطا فرمائیں تو اس مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ بیت المال میں بھیج کر باقی مجاہدین

میں تقسیم کر دیا جائے۔ امیر پر یہ بھی لازم ہے کہ اپنے ساتھیوں کو جلد بازی اور جھگڑے سے باز رکھے اپنے لشکر میں کسی اجنبی آدمی کو نہ آنے دے ممکن ہے کہ وہ جاسوس ہو۔ سفر کے دوران اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرمی اور میانہ روی اختیار کرے، ان کی خبر گیری کرتا رہے، ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور اپنے ساتھیوں کو دوسروں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آنے کی ہدایت کرتا رہے۔ (ابن خلدون)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے جہاد کے لئے یہ تمام لشکر ذوالقصہ (مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے) جا کر ترتیب دیئے اور انہیں رخصت کرنے کے بعد واپس مدینہ تشریف لے آئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قرآن مجید کی جمع و ترتیب کا اہتمام

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی ابتدا میں مرتدین پر قابو پانے کے لئے کئی جنگیں لڑی گئیں جن میں بہت سے حفاظ قرآن صحابہ رضی اللہ عنہم جام شہادت نوش فرما گئے۔ خصوصاً جنگ یمامہ جو مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی تھی۔ اس میں اکثر حفاظ قرآن صحابہ رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا۔

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اگر اسی طرح جنگوں کا سلسلہ جاری رہا اور حفاظ قرآن شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم کا بڑا حصہ ضائع ہونے کا خطرہ ہے، اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ قرآن مجید کی جمع و ترتیب کا حکم جاری فرمائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے تو یہ کہتے رہے کہ میں وہ کام کیسے کروں جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بار بار اصرار پر آپ رضی اللہ عنہ اس رائے سے متفق ہو گئے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کاتب وحی ہونے کا شرف بھی حاصل کر چکے تھے) فرمایا: بلاشبہ آپ ایک عقلمند اور نوجوان آدمی ہیں۔ ہمیں آپ رضی اللہ عنہ پر اعتماد ہے اس لئے کہ آپ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی وحی لکھا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کے متفرق اجزاء کو ایک جگہ

جمع کر دیجئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم، اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے کسی پہاڑ کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دے دیتے تو وہ میرے لئے قرآن مجید کو جمع کرنے سے زیادہ مشکل نہ ہوتا، میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے قرآن مجید کو کھجور کی ٹہنیوں، پتھر کی سلیٹوں، چمڑے کے ٹکڑوں وغیرہ سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر اور مسلمانوں کے سینوں سے حاصل کر کے لکھنا اور جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ مجھے سورت توبہ کا آخری حصہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ملا۔'' (بخاری۔عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ)

اس طرح قرآن کریم کے متفرق اجزا کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کتابی صورت میں ترتیب دیا گیا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ترتیب کیا ہوا قرآنی نسخہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ فرمایا اور وصیت کی کہ کسی کو نہ دیں البتہ جس کو نقل کرنا یا اپنا نسخہ صحیح کرنا ہو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے یہ قرآنی نسخہ عاریتاً لے کر اس سے چند نسخے نقل کرائے اور ملک کے اطراف میں روانہ کر دیئے لیکن اصل نسخہ بدستور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔ جب مروان مدینہ کا حاکم ہو کر آیا تو اس نے اس نسخہ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے طلب کیا لیکن انہوں نے دینے سے انکار کر دیا اور تاحیات اپنے پاس محفوظ رکھا۔ ان کے انتقال کے بعد مروان نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ نسخہ لے لیا۔ (فتح الباری)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی فتوحات

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت نہایت مختصر لیکن مشکلات سے بھرپور تھا۔ یہ ایسی مشکلات تھیں کہ جن کے باعث اسلام کا وجود خطرے میں پڑ چکا تھا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں کے ذریعے نہ صرف ان مشکلات پر قابو پایا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اسلام اور مسلمانوں کو انتشار سے بھی بچا لیا اور اس کے ساتھ ساتھ اندرونی

معاملات کی اصلاح کے بعد بیرونی فتوحات کا آغاز کر کے اسلامی سلطنت کو وسیع کرنے کی راہیں ہموار کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عراق اور شام کے بہت سے علاقے اسلامی سلطنت کے ماتحت آ گئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عراق کی فتوحات

عراق پر ایران کا تسلط قائم تھا۔ ایرانیوں نے اسلام سے مرتد ہونے والوں کی اسلامی حکومت کے خلاف مدد کی تھی جو خلافت اسلامیہ کے خلاف دشمنی کے مترادف تھی۔ ایرانی حکومت کے اس رویے کو دیکھتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایران پر لشکر کشی کی ضرورت محسوس کی اور اس کی تکمیل کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مثنیٰ بن حارثہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کو عراق کی مہم پر روانہ کیا۔

1 جنگ سلاسل :

عراق کی فتوحات میں پہلا مقابلہ ایرانی حاکم ہرمز سے ہوا جسے جنگ سلاسل کہتے ہیں۔ سلاسل کا معنیٰ ہے زنجیر۔ چونکہ ایرانی اس جنگ میں اپنے آپ کو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے تاکہ کچھ بھی ہو جائے میدان جنگ سے بھاگنے نہ پائیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ 10 ہزار اور حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ 8 ہزار افراد پر مشتمل اسلامی فوج تھی، اس معرکہ میں شریک ہونے والے فوجیوں کی کل تعداد 18 ہزار تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر کو 3 حصوں میں تقسیم کیا اور تینوں کو مختلف راستوں سے روانہ کیا۔ ایرانی حاکم ہرمز کو جب علم ہوا تو اس نے اسلامی لشکر کی آمد کی اطلاع ایران کے بادشاہ کو بھجوائی اور خود ایک فوجی دستہ لے کر اسلامی لشکر کا مقابلہ کرنے کیلئے حضر موت مقام پر پہنچ گیا۔ وہاں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا ہرمز نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لئے ایک چال چلی لیکن وہ خود حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا اس کے مرتے ہی ایرانی فوج کے حوصلے پست ہو گئے اور مسلمانوں کے حملہ آور ہوتے ہی وہ میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ

کے فضل و کرم اور مدد سے مسلمانوں کو عراق کی فتوحات میں پہلی کامیابی نصیب ہوئی اور اس سے مسلمانوں کے حوصلے مزید بڑھ گئے۔

② معرکہ مذار:

جنگ سلاسل میں حاضر ہونے سے پہلے ہی ہرمز شاہ ایران کو بذریعہ خط اسلامی لشکر کی آمد کی اطلاع بھیج چکا تھا۔ شاہ ایران کو جب ہرمز کا خط ملا تو اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر کے ایک ماہر سپہ سالار قارن بن قریانس کی ماتحتی میں ہرمز کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر کی آمد سے پہلے ہی ہرمز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہو چکا اور اس کی فوج میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ چکی تھی۔ مذار کے قریب شاہ ایران کا بھیجا ہوا لشکر اور ہرمز کا شکست خوردہ لشکر آپس میں ملے۔ قارن نے اس شکست خوردہ لشکر کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے بھرپور تیاری کی۔ مذار کے مقام پر اسلامی لشکر اور ایرانی لشکر میں جنگ ہوئی۔ ایرانی لشکر اپنی پوری قوت و جوش سے لڑ رہا تھا لیکن مسلمانوں نے بڑی بہادری سے اس کا مقابلہ کیا، ان کے بڑے بڑے سرداروں کے ساتھ ساتھ ایرانی فوج کا سپہ سالار قارن بھی مارا گیا۔ قارن کی موت کی خبر ملتے ہی ایرانی فوج کے حوصلے دوبارہ پست ہو گئے اور وہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو خوب مال غنیمت ملا۔ ہر سوار کے حصے میں 30,30 ہزار درہم آئے۔ یہ عراق کی فتوحات کا دوسرا معرکہ تھا جس میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شاندار فتح نصیب ہوئی۔

③ جنگ ولجہ:

جنگ سلاسل اور مذار میں یکے بعد دیگرے ایرانیوں کو عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ جب شاہ ایران اردشیر کو ایرانیوں کی شکست کی اطلاع ملی تو اس کا جوش انتقام بھڑک اٹھا۔ اس نے عراق کی سرحدوں میں بسنے والے عیسائیوں کی مدد سے ایک بڑا لشکر تیار کیا اور اپنے ایک آزمودہ سپہ سالار اندر زغر کی سرکردگی میں مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر کی مدد کے لئے ایک اور نامور سپہ سالار بہمن جادویہ کی ماتحتی میں

ایک اور لشکر روانہ کیا۔ اس لشکر میں ولجہ کے درمیان بسنے والے عرب قبائل بھی شامل ہو گئے جنہیں اردشیر نے اسلامی فوج سے مقابلہ کے لئے تیار کیا تھا۔ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اردشیر کی فوجی تیاریوں کا علم ہوا تو انہوں نے تمام فوجی افسروں کو دشمن کی کارروائیوں سے باخبر رہنے کا حکم دیا اور خود ایک لشکر لے کر ایرانی فوجوں سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ولجہ مقام پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ یہ صورتحال دیکھ کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ایک نئی تدبیر سوجھی جس نے لڑائی کا رخ بدل دیا۔ انہوں نے اپنی فوج کے دستوں کو الگ کر کے دشمن کے پیچھے چھپا دیا اور لڑائی کی صورتحال کے مطابق انہیں اچانک حملہ کا حکم دیا اور باقی لشکر ایرانیوں سے جنگ میں مصروف ہو گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی یہ تدبیر بڑی کامیاب رہی۔ جب ایرانی فوج لڑتے لڑتے تھک گئی اور کوئی فیصلہ نہ ہوا تو مایوس ہو کر اپنے خیموں کی جانب لوٹنے لگی اچانک پیچھے چھپی ہوئی اسلامی فوج نے ایرانی فوج پر زوردار حملہ کر دیا۔ اس حملہ نے لڑائی کا رخ ہی بدل دیا۔ بے شمار ایرانی قتل ہو گئے اور باقی ہراساں ہو کر بھاگنے لگے۔ وہ صحرا کی طرف بھاگے جہاں دور دراز تک پانی نہیں تھا۔ پیاس کی شدت سے ایرانی فوج کا اکثر حصہ مر گیا جن میں ایرانی فوج کا مایہ ناز سپہ سالار اندر زغر بھی شامل تھا۔ البتہ کچھ حصہ بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ ایرانی فوج کی شکست کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے وہاں کے باشندوں پر جزیہ عائد کر کے انہیں معافی دے دی۔

4 جنگ اُلّیس :

جنگ ولجہ میں مسلمانوں کے مقابلہ میں ایرانی فوج میں عراق کے عربی النسل عیسائی بھی شامل تھے جن میں سے ان کے اکثر عیسائی بھی مارے گئے۔ جنگ ولجہ کی شکست نے عرب عیسائیوں کو بڑا بے چین کر دیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لئے جنگی تیاریاں شروع کر دیں اور ساتھ ہی شاہ ایران سے بھی مدد مانگی۔ شاہ ایران نے اپنے مایہ ناز سپہ سالار بہمن جادویہ کی ماتحتی میں ایک بڑا لشکر روانہ کیا۔ جادویہ نے ایرانی لشکر کی

کمان علاقے کے حاکم جابان کے سپرد کر کے انہیں اُلّیس روانہ کیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ میں دوبارہ شاہ ایران کے پاس مشورہ کے لئے جا رہا ہوں تم میری واپسی سے پہلے جنگ شروع نہ کرنا۔ جب جادویہ شاہ ایران سے ملنے گیا تو وہ بیمار تھااس وجہ سے نہ وہ اس سے مشورہ کر سکا، نہ اُلّیس پہنچ سکا اور نہ ہی کوئی ہدایت بھیج سکا۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو عیسائی اور ایرانی لشکر کی اُلّیس مقام پر آمد کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ بھی اسلامی لشکر لے کر اُلّیس روانہ ہو گئے۔ ادھر ایرانی لشکر اپنے سپہ سالار جادویہ کا انتظار کر رہا تھا لڑائی کی تیاریاں مکمل نہ تھیں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ایرانی لشکر پر اچانک حملہ کر دیا۔ دشمن اس اچانک حملے کی تاب نہ لا سکااور میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس جنگ میں ستر ہزار عیسائی اور ایرانی مارے گئے۔

⑤ امغیشیا کی تسخیر:

جنگ اُلّیس سے فارغ ہونے کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے امغیشیا کا رخ کیا۔ وہاں کے باشندے اسلامی لشکر کو دیکھتے ہی گھبرا گئے اور اپنا علاقہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بلا مزاحمت وہاں قبضہ کر لیا اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ جب اس مال غنیمت کا پانچواں حصہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور بے اختیار آپ رضی اللہ عنہ کی زبان پر یہ جملے آئے: اے قریش کی جماعت، تمہارے شیر نے ایک شیر پر حملہ کیا اور اس کے غار میں داخل ہو کر اس پر غلبہ پایا ہے اب عورتیں خالد رضی اللہ عنہ جیسا بہادر پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔

⑥ حیرہ کی فتح:

امغیشیا کے قریب ہی حیرہ تاریخی شہر تھا جو عراق کے دل کی حیثیت رکھتا تھا، یہ مدائن کے قریب ترین اہم مقام تھا جو ایرانی بادشاہت کا دارالحکومت تھا۔ امغیشیا کی تسخیر کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دریائی راستے سے حیرہ کا رخ کیا۔ وہاں کے ایرانی حاکم کو جیسے ہی علم ہوا کہ مسلمان حیرہ پر لشکر کشی کرنے والے ہیں تو اس نے اپنے بیٹے کو مضبوط فوج دے کر

مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا اور خود بھی ایک لشکر کے ساتھ باہر نکل کر خیمہ زن ہو گیا تا کہ ضرورت پڑنے پر بیٹے کی مدد کر سکے۔ اس نے اپنے بیٹے کو مسلمانوں کی پیش قدمی روکنے کے لئے دریائے فرات کا پانی روکنے کا حکم دیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فوجیں دریا پار نہ کر سکیں گی۔ حاکم حیرہ کے بیٹے نے دریا پر بند باندھ کر پانی روکنے کی کوشش کی لیکن حضرت خالد رضی اللہ عنہ کشتیوں کو چھوڑ کر ایک دستہ کے ہمراہ آگے بڑھے جہاں حاکم حیرہ کا بیٹا اپنے ساتھیوں سمیت مسلمانوں کی پیش قدمی روکنے کے انتظامات کر رہا تھا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر کے اسے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا اور بند توڑ کر حیرہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس عرصہ میں شاہ ایران اردشیر انتقال کر گیا۔ جب حاکم حیرہ کو اردشیر کی وفات، اپنے بیٹے کے قتل اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ فوراً اپنی جان بچا کر حیرہ سے بھاگ نکلا۔ دوسری طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ خورنق اور نجف پر قبضہ کرنے کے بعد حیرہ میں داخل ہوئے۔ حاکم حیرہ کے بھاگنے کے باوجود اہل حیرہ نے ہمت نہ ہاری اور قلعہ میں محصور ہو کر لڑائی کی تیاریاں کرنے لگے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا محاصرہ نے طول پکڑا تو خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام یا جزیہ کی پیشکش کی اور انکار کی صورت میں تباہی کی دھمکی دی لیکن بجائے صلح کے انہوں نے سنگ باری شروع کر دی۔ مسلمانوں نے بھی جواباً تیروں کی بارش شروع کر دی جس سے پریشان ہو کر انہوں نے صلح کی پیشکش کی اور سرداران حیرہ اپنے قلعہ سے نکل کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آخر کار ایک لاکھ نوے ہزار درہم سالانہ جزیہ کی ادائیگی پر صلح ہوئی اس کے ساتھ ہی یہ طے ہوا کہ اگر جزیہ باقاعدہ ادا ہوتا رہا تو اہل حیرہ مسلمانوں کی حفاظت میں رہیں گے اگر مسلمان اپنی اس ذمہ داری میں ناکام رہے تو جزیہ نہیں لیا جائے گا اور اگر جزیہ دینے میں بدعہدی کی گئی تو ان کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد نہیں ہو گی۔

7 انبار کی فتح:

حیرہ کو فتح کرنے کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت قعقاع بن عمر

تمیمی رضی اللہ عنہ کو حیرہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود اسلامی لشکر کو لے کر ایرانیوں کے ایک مضبوط گڑھ انبار کی طرف چل دیئے۔ اہل انبار کو جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ قلعہ میں محصور ہو گئے اور اندر سے انہوں نے مسلمانوں پر تیر برسانا شروع کر دیئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قلعہ کے چاروں طرف چکر لگا کر ایرانیوں کے دفاعی انتظامات کا جائزہ لیا۔آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ شہر کے گرد گہری خندق اور مضبوط فصیل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلامی فوج کو دشمن پر تیر اندازی کا حکم دیالیکن ایرانی اس سے متاثر نہ ہوئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو خندق پار کرنے کی راہیں تلاش کرنے لگے ایک جگہ سے خندق نسبتاً کم چوڑی تھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمان فوج کو اپنے لشکر کے بیمار اونٹ ذبح کر کے خندق میں گرانے کا حکم دیا، اس سے خندق پر ایک پل سا بن گیا۔آپ رضی اللہ عنہ کی یہ تجویز بڑی کارگر ثابت ہوئی اس طرح مسلمان خندق پار کر کے انبار کی فصیل تک جا پہنچے۔فریقین کے درمیان سخت جنگ ہوئی ایرانی فوج کا سپہ سالار شیر زاد مسلمانوں کے حملہ کو روکنے کی کوشش کرتا رہالیکن ناکام رہا آخرکار اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو صلح کی پیشکش کی جسے آپ رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا اور ساتھ ہی یہ شرط عائد کی کہ شیرزاد اگر بغیر کسی ہتھیار کے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شہر سے نکل جائے تو اسے امان دے دی جائے گی۔ شیر زاد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اس شرط کو قبول کرتے ہوئے شہر سے نکل گیا اور اسلامی فوج فاتحانہ انداز میں انبار میں داخل ہوئی۔ انبار کی فتح سے اس کے آس پاس کے باشندوں نے بغیر کسی مزاحمت کے اطاعت قبول کر لی۔

8 عین التمر کی فتح:

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انبار کو فتح کرنے کے بعد حضرت زبرقان بن بدر رضی اللہ عنہ کو انبار میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود عین التمر کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں بھی ایک نامور ایرانی جرنیل مہران پسر بہرام چوبین ایک بہت بڑا لشکر مسلمانوں سے جنگ کے لئے تیار

کر رہا تھا جس میں بہت سے عربی النسل عیسائی بھی شامل تھے۔ مقام کرخ پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عربوں کے سردار عقہ بن ابی عقہ کو گرفتار کر لیا۔ اپنے سردار کی گرفتاری پر فوج حواس باختہ ہوگئی اور بھاگ کھڑی ہوئی۔ مسلمانوں نے تعاقب کر کے بہت سے فوجیوں کو قیدی بنا لیا اور کچھ فوجیوں نے قلعہ عین التمر میں پناہ لے لی۔ مہران عیسائی عربوں کا حشر دیکھ کر قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور دشمن پر اتنا شدید دباؤ ڈالا کہ وہ قلعہ کا دروازہ کھولنے پر مجبور ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ فاتحانہ انداز میں قلعہ میں داخل ہو گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عین التمر کا علاقہ بھی مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔

(9) دومۃ الجندل کی فتح:

عراق و شام کی سرحد دومۃ الجندل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ہی عرب قبائل مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔ غزوہ تبوک بھی انہی سازشوں کی روک تھام کے لئے ہوا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یہاں کے حاکم اکیدر بن عبدالمالک کو گرفتار کر کے مسلمانوں کا تابع بنایا تھا مگر سازشوں کا سلسلہ پھر بھی جاری تھا اکیدر نے سردار جودی کے ساتھ مل کر بغاوت کر دی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سازشوں کی روک تھام اور باغیوں کو سبق سکھانے کے لئے عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کو مامور فرمایا۔ انہوں نے جب دشمنوں کو مضبوط پایا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی جو اس وقت ان کے قریب ہی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فوراً ان کی مدد کو پہنچے۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ دومۃ الجندل کے قریب پہنچے تو اکیدر نے یہ کہہ کر دوسرے باغی سردار جودی کا ساتھ چھوڑ دیا کہ میں خالد سے نہیں لڑ سکتا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اکیدر کے فرار ہونے کا پتہ چلا تو انہوں نے ایک فوجی دستہ بھیج کر اسے گرفتار کرا لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اکیدر کو وعدہ خلافی اور بغاوت کے جرم میں قتل کروا دیا۔ اس کے بعد حضرت خالد اور حضرت عیاض رضی اللہ عنہما نے مل کر دومۃ الجندل کا محاصرہ کر لیا۔ جودی نے باغیوں سے مل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا آخرکار اسے شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دروازہ توڑ کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ بنو کلب قبیلہ کو ایک مسلمان عاصم نے امان دے دی اور باقی باغی قبائل قتل کر دیئے گئے۔

⑩ فرامن کی فتح:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہر معرکہ میں شاندار فتح حاصل کرنے کے بعد فرامن کا رخ کیا۔ فرامن نہایت اہم مقام تھا۔ یہاں شام، عراق اور الجزیرہ کی سرحدیں ملتی تھیں اس لئے اپنی حفاظت کے لئے رومی بھی ایرانیوں کے ساتھ مل گئے اور ان تینوں کی متحدہ فوجیں فرامن میں جمع ہو گئیں اس لئے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کے مقابلہ کے لئے خاص اہتمام کرنا پڑا۔ فرامن پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ نے ازسرنو فوجیں ترتیب دیں۔ لب ساحل پر فریقین کا مقابلہ ہوا اگرچہ اس جنگ میں مسلمانوں کے مقابلہ میں تین طاقتیں جمع تھیں لیکن ان کے جوش جہاد اور سرفروشی نے ان تینوں کو عبرتناک شکست دی۔ شکست خوردہ فوجوں کے عقب میں دریا تھا اور سامنے مسلمان فوج، اس لئے انہیں بھاگنے کا راستہ بھی نہ ملا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسلامی فوجوں کو حکم دیا کہ دشمن فوج کو گھیر کر قتل کر دو۔ یہ سنتے ہی مسلمان فوج کے جانبازوں نے دشمنوں کو گھیر گھیر کر قتل کرنا شروع کیا، بہت سے لوگ قتل ہو گئے جو تھوڑے پیچھے کی طرف بھاگے وہ دریائے فرات میں غرق ہو گئے۔ فتح کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فوج سے چند دن آرام کرنے کو کہا لہٰذا فرامن میں چند دن اسلامی فوج نے قیام کیا۔ اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فوج کو حرہ کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا اور خود چند فوجیوں کے ہمراہ حج کرنے چلے گئے۔ وہاں سے واپس آئے تو خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے انہیں شام جانے کا حکم ملا۔ آپ رضی اللہ عنہ مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو وہاں کے علاقوں کا انتظام دے کر شام روانہ ہو گئے۔ اس طرح عراق کی فتوحات کا سلسلہ رک گیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مکمل ہوا۔ اس لئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زندگی نے اتنی مہلت نہ دی کہ سلسلہ آگے بڑھتا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شام کی فتوحات

شام پر اہل روم کی حکومت تھی اور ان کے حالات بھی ایرانیوں سے مختلف نہ تھے۔ شامی بھی اہل عرب کے قدیمی دشمن تھے۔ شامیوں کی دشمنی مذہبی تھی۔ اسلام کے ظہور سے پہلے ابرہہ کافر نے شامیوں ہی کے اشارے پر عربوں کی مرکزیت توڑنے کے لئے گرجا گھر تعمیر کرایا تھا۔ 6 ہجری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ جو دعوت اسلام کا خط لے کر قیصر روم کے پاس گئے، واپسی پر جذام علاقے میں رومی حکومت کے زیر اثر عربوں نے ان پر حملہ کیا اور مال لوٹ لیا۔ اسی طرح حضرت حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کا خط دے کر حاکم بصریٰ حارث بن شمر غسانی کی طرف بھیجا۔ انہیں بھی شام کے سرحدی علاقے میں ایک عرب رئیس شرجبیل بن عمرو نے شہید کر ڈالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفیروں کے قتل کا انتقام لینے کے لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں ایک لشکر روانہ کیا تھا اور غزوہ تبوک بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں لشکر اسامہ کی کامیابی نے قیصر روم کو چوکنا کر دیا اور وہ ملت اسلامیہ پر حملہ کرنے کی تاک میں رہنے لگا۔ اس نے شام میں بڑے پیمانے پر جنگی تیاریاں شروع کر دیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جیسے ہی اطلاع ملی آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرنے کے بعد شام پر فوج کشی کا فیصلہ کیا اور اس کے ہر حصہ پر الگ الگ فوجیں روانہ کیں۔ دمشق کی مہم پر یزید بن ابی سفیان، حمص پر ابوعبیدہ بن جراح، اردن پر شرجبیل بن حسنہ اور فلسطین پر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو روانہ کیا۔ شام کی مہم پر روانہ کی جانے والی فوجوں کی مجموعی تعداد 27 ہزار تھی۔ مسلمانوں کی فوج کشی کے وقت شام کا حکمران ہرقل حمص میں تھا اس کو مسلمانوں کی پیش قدمی کی خبر ہوئی تو اس نے تمام مسلمان سپہ سالاروں کے مقابلہ کے لئے الگ الگ فوجیں روانہ کیں تاکہ مسلمان ایک مرکز پر جمع نہ ہوسکیں چنانچہ مسلمانوں کو قدم قدم پر رومیوں کے دستوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مسلمان سپہ سالاروں نے اس صورتحال سے خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا اور مزید فوجیں

طلب کیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو عراق سے شام جانے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حکم ملتے ہی حضرت خالد رضی اللہ عنہ عراق کی ذمہ داریاں حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر کے شام روانہ ہو گئے۔ راستے میں کئی مقامات پر انہیں چھوٹے چھوٹے دستوں سے محاذ آرائی کرنا پڑی۔ شام پہنچنے کے بعد سب سے پہلے بصریٰ پر حملہ کیا اور وہاں کے والی کو شکست دی اور اہل بصریٰ نے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ جزیہ ادا کریں گے اور مسلمان اس کے معاوضہ میں ان کی حفاظت کریں گے۔ اس وقت حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فلسطین کے محاذ پر تھے اور ان کے مقابلہ کے لئے اجنادین میں رومیوں کا بہت بڑا لشکر جمع تھا۔ بصریٰ پر فتح پانے کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانہ ہو گئے اور رومیوں کو شکست دے کر اجنادین پر قبضہ کر لیا۔ اجنادین کے بعد شام کے صدر مقام دمشق پہنچے اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر دمشق کا محاصرہ کر لیا کل 3 ماہ تک محاصرہ جاری رہا اور ابھی دمشق کا محاصرہ جاری تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اور یہ معرکہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پورا ہوا۔ اس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور کی 2 بڑی طاقتوں ایران اور روم کے ساتھ بیک وقت محاذ آرائی کر کے ملت اسلامیہ کے لئے فتوحات کا راستہ ہموار کر دیا اور سوا 2 سال کے مختصر عرصے میں حیران کن کارنامے انجام دیئے۔ دنیا کی کسی دوسری قوم کی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا مختصر تجزیہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے سال کا اکثر حصہ مرتدین کی سازشوں کا مقابلہ کرنے میں گزرا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہ نے مملکت کے انتظامی امور کی طرف بھی توجہ مبذول کئے رکھی۔ انتظامی امور کی جھلک ملاحظہ فرمائیے:

1 عہدہ قضا:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا قاضی (چیف جسٹس) مقرر کیا۔ وہ 2 سال تک اس منصب پر فائز رہے لیکن کوئی بھی مقدمہ ان کی عدالت میں پیش

نہیں ہوا یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور اتنا پرامن تھا کہ جرائم کی طرف لوگوں کا دھیان تک نہ تھا۔ مدینے سے باہر مرتدین اور باغیوں سے جنگیں ہو رہی تھیں لیکن مدینے میں کسی قسم کی کوئی شکایت سامنے نہیں آئی کہ جس کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑے۔

② بیت المال کا قیام:

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بیت المال کا منتظم مقرر کیا زکوٰۃ اور صدقات کے مال کا نظم ونسق اور اس کی تقسیم کا سلسلہ بھی ان کے سپرد تھا۔

③ شعبہ خط و کتاب کا قیام:

حضرت عثمان بن عفان اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کے ذمہ تحریر و کتابت کا شعبہ تھا۔ مختلف لوگوں کے نام جن میں انتظامیہ اور فوج کے سب لوگ شامل تھے فرامین جاری کرنا، ضروری امور کے بارے میں ان سے خط و کتابت کرنا، انہیں مراسلے بھیجنا اور ان کے مراسلوں کا جواب دینا ان دونوں کے فرائض میں شامل تھا۔

④ عمال کی نگرانی:

مختلف علاقوں میں دربار خلافت کی طرف سے جو عمال اور گورنر مقرر کئے گئے تھے ان سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا باقاعدہ رابطہ رہتا تھا ہدایات دینے کے لئے ان کی طرف بااعتماد افراد بھیجے جاتے تھے اور ان سے علاقوں کے حالات دریافت کئے جاتے تھے۔

⑤ مشاورت:

کوئی آدمی بغیر مشورے اور اطلاع کے کوئی اقدام نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا پہلا سال نہایت مصروفیت کا تھا یہی وجہ ہے کہ حج کے موقعے پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جگہ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔

⑥ نظام سلطنت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نظام حکومت انہی طریقوں پر چلایا جن طریقوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں چلا گئے تھے۔ پوری مملکت کو 10 صوبوں میں تقسیم کیا۔ ہر صوبے میں

ایک والی یا گورنر مقرر کیا۔

❶ صوبے کے نظم و نسق کو چلانا اور نماز میں مسلمانوں کی امامت کرنا۔

❷ مسلمانوں کے آپس میں جھگڑوں کا فیصلہ کرنا۔

❸ مرکزی حکومت کے ساتھ رابطہ قائم رکھنا، صوبے کے حالات سے مرکز کو باخبر رکھنا اور مرکز کی ہدایات پر عملدرآمد کرنا۔

❹ غیر مسلموں کی جان و مال کی مکمل حفاظت کرنا اور جزیہ کی رقم وصول کرنا۔

⑦ آمدنی اور خرچ کا ریکارڈ:

مسلسل فتوحات کے باعث اسلامی حکومت کی حدود وسیع ہو گئی تھیں جس کی وجہ سے حکومت کی آمدنی میں اضافہ ہو گیا تھا۔ میدان جنگ میں فتوحات کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ جو مال غنیمت آتا حکومت اس میں سے عمال کی تنخواہیں ادا کرنے اور حکومتی اخراجات نکالنے کے بعد عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کرتی تھی۔ اسی طرح مسلمانوں کے علاقوں میں جو غیر مسلم آباد تھے وہ جزیہ دیتے تھے اس کے علاوہ زکوٰۃ کی آمدنی میں بھی روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شعبہ بیت المال کی عمارت بنائی گئی۔

⑧ فوجی انتظام:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں باقاعدہ فوج نہ تھی بوقت ضرورت فوج جمع کر لی جاتی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں باقاعدہ فوج کا قیام عمل میں لایا گیا اور مختلف دستے الگ الگ سپہ سالاروں کی قیادت میں اپنے فرائض انجام دیتے تھے۔

⑨ غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ:

مسلمانوں کی مملکت میں غیر مسلم بھی آباد تھے۔ مسلمانوں کی یہ پالیسی تھی کہ غیر مسلموں کو پر امن شہریوں کی طرح رہنے کا پورا حق حاصل ہے اس لئے ان کے تمام حقوق کے علاوہ ان کی جان و مال کی حفاظت حکومت اپنا اولین فرض سمجھتی تھی یہی وجہ تھی

کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا تھا اسی پالیسی کے تحت یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ معاہدے کیئے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں غیر مسلم (ذمی) بڑی آزادی سے زندگی بسر کرتے تھے۔

⑩ دینی خدمات:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی پوری زندگی اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو وہی راستہ اختیار کیا جس کی ہدایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ دن رات دین کی خدمت اور تبلیغ میں مصروف رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ تاجر تھے لیکن خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو ذاتی کاروبار کے لئے وقت نہ ملتا اس لئے اپنے گزر اوقات کے لئے بیت المال سے معمولی سی رقم لیتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کئی ایسی شورشیں پھیلیں جن کی وجہ سے مسلمانوں اور اسلام کو سخت نقصان پہنچ سکتا تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے طاقت کا استعمال کر کے ان کا خاتمہ کیا، مختلف لڑائیوں میں بڑی تعداد میں حافظ قرآن شہید ہو گئے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کتابی شکل میں جمع کرنے کا حکم دیا جس سے مسلمان افتراق اور انتشار سے بچ گئے۔ اس طرح مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مختصر دور خلافت میں اسلام کی بھرپور خدمت کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سبقت (سب سے آگے بڑھنا):

❶ آپ رضی اللہ عنہ آزاد مَردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔

❷ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی تصدیق کی۔

❸ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے سرعام اسلام کی تبلیغ کا آغاز کیا۔

❹ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام کے لئے مار کھائی۔

❺ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مسلمان غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔

❻ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے گھر کا سارا سامان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

7 آپ رضی اللہ عنہ کے گھرانے کو نسل در نسل صحابیت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ خود بھی صحابی، آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم بھی صحابی، آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے پوتے ابن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے۔

8 آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے قرآن مجید جمع کیا۔

9 آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے قرآن کریم کا نام مصحف رکھا۔

10 آپ رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے خلیفہ کا لقب ملا۔

11 آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے وہ خلیفہ بنے جن کے والدین زندہ تھے۔

12 آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے خلیفہ تھے جو اپنے والدین کی زندگی میں فوت ہوئے۔

13 آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے خلیفہ تھے جنہوں نے اپنی رعایا کے لئے عطیات مقرر کیئے۔

14 آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے خلیفہ تھے جنہوں نے بیت المال قائم کیا۔

15 آپ رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے صدیق اور عتیق کا لقب ملا۔

16 آپ رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستاروں کے برابر بتائی۔

17 آپ رضی اللہ عنہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے شک و شبہ والی چیز پیٹ میں جانے کے بعد فوراً قے کر دی۔

18 آپ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کا بوسہ لیا۔

19 آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سب سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تسلی دی۔

20 آپ رضی اللہ عنہ اسلام میں پہلے آدمی ہیں جن کی بیوی نے انہیں غسل دیا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں

1 موت کا شوق رکھو آپ کو زندگی عطا کی جائے گی۔

2 اپنے نفس کی اصلاح کر لو، لوگوں کا رویہ تمہارے ساتھ خود بخود درست ہو جائے گا۔

3 کثرت کلام بعض ضروری اور اہم باتوں کو بھلا دیتا ہے۔

4 اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرتا ہے جو اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔

5 بھلائی کے کام مصائب میں گرنے سے بچاتے ہیں۔

6 ایسی خیر کوئی خیر نہیں جس کے بعد جہنم میں جانا پڑے۔ ایسا شر کوئی شر نہیں جس کا انجام جنت ہو۔

7 ایسے آدمی کا کوئی دین مذہب نہیں جس کے دل میں ایمان کی شمع روشن نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی نیت نہیں رکھتا اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ ایسے بندے کا کوئی عمل قابل قبول نہیں جس کی نیت درست نہ ہو۔

8 کاش میں درخت ہوتا جسے کاٹ کر استعمال کر لیا جاتا۔

9 عقلمند کی پہچان کم گوئی ہے۔

10 جس پر نصیحت اثر نہ کرے اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔

11 مصیبت کی جڑ انسان کی زبان کا غلط استعمال ہے۔

12 شریف جب علم حاصل کرتا ہے تو پرہیزگار بن جاتا ہے۔

13 گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے مگر گناہ سے بچنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

14 فقیر (مسکین) کے سامنے عاجزی اور ادب سے صدقہ پیش کرو کیونکہ خوشدلی سے صدقہ دینا قبولیت کی نشانی ہے۔

15 بوڑھا توبہ کرے تو اچھی بات ہے اور اگر جوان توبہ کرے تو بہت ہی اچھی بات ہے۔

16 جوان کا گناہ بھی اگرچہ برا ہے لیکن بوڑھے کا گناہ انتہائی برا ہے۔

17 ہر چیز کے ثواب کا ایک اندازہ ہے لیکن صبر کا ثواب بے اندازہ ہے۔

18 جو آدمی دعوت توحید کی حالت میں فوت ہو، وہ بہت خوش نصیب ہے۔

19 امیروں کا تکبر کرنا برا ہے لیکن غریبوں اور محتاجوں کا تکبر کرنا بہت ہی برا ہے۔

20 عام لوگ عبادت میں سستی کریں تو بری بات لیکن علما اور طلبا عبادت میں سستی کریں

تو یہ اور بھی زیادہ برا ہے۔

21 دولت آرزو کرنے سے حاصل نہیں ہوتی۔

22 بالوں کو خضاب لگا کر جوانی حاصل نہیں ہوتی۔

23 دوائیں کھا کھا کر صحت مند نہیں بنا جا سکتا۔

24 مردوں کا شرم کرنا اچھا لیکن عورتوں کا شرم کرنا بہت اچھا ہے۔

25 غریب اگر تواضع کریں تو اچھا لیکن امیروں کا تواضع کرنا بہت اچھا ہے۔

26 زبان کو شکوہ و شکایت سے روکو، خوشی کی زندگی عطا ہو گی۔

27 اللہ کے خوف سے روؤ، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو۔

28 اللہ سے ڈرو اور اس کی ایسی تعریف کرو جس کا وہ مستحق ہے۔

29 امید اور خوف دونوں کو مخلوط رکھو اور گریہ و زاری (گڑگڑانے) کے ساتھ دعا کرو۔

30 دنیا میں حاکم کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے، قیامت کے دن اس سے سختی سے حساب لیا جائے گا اور اس کا اعمال نامہ لمبا ہو جائے گا۔

31 اگر میرا ایک پاؤں جنت میں ہو اور دوسرا اس سے باہر تو بھی میں اپنے آپ کو اللہ کے غضب سے محفوظ تصور نہیں کرتا۔

32 اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کے عجائبات کبھی ختم ہونے والے نہیں اور نہ اس کی روشنی کبھی ماند پڑے گی۔

33 (نیک اعمال میں) اپنی رفتار تیز تر کر دو کیونکہ تمہارے پیچھے ایک ایسا تعاقب کرنے والا لگا ہوا ہے جو بڑا ہی تیز رفتار ہے۔

34 ہر عمل کا اس کے وقت کے ساتھ بجا لانا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک نفل قبول نہیں کرتا جب تک تم فرض ادا نہ کرو۔

35 اس دن پر رو جو تمہاری عمر سے گزر گیا اور اس میں نیکی نہیں کی۔

36 ہر کام کرتے وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانو، اس سے ڈرو اور شرم کرو۔

37 کفار سے جہاد کرنا جہاد اصغر ہے اور نفس سے جہاد کرنا جہاد اکبر ہے۔

38 نماز کو سجدہ سہو، روزہ کو صدقہ فطر، حج کو فدیہ اور ایمان کو جہاد پورا کرتا ہے۔

39 مظلوم کی بددعا سے بچو، کیونکہ قبولیت اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہے۔

40 جو امر پیش آتا ہے وہ نزدیک ہے لیکن موت اس سے بھی نزدیک تر ہے۔

41 مومن کو اتنا علم کافی ہے کہ اللہ عزّ وجل سے ڈرتا رہے۔

42 سچائی امانت اور جھوٹ خیانت ہے۔

43 عمل بغیر علم کے اور علم بغیر عمل کے بے کار ہے۔

44 بروں کی ہم نشینی سے تنہائی بہت بہتر ہے۔

45 جاہ و عزت سے بھاگو، عزت تمہارے پیچھے پھرے گی۔

46 کسی مسلمان کو حقیر نہ جانو۔

47 چھوٹا سا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا ہے۔

48 چوری اور خیانت سے بچو، ان سے غربت اور افلاس پیدا ہوتا ہے۔

49 ہم نے بزرگی تقویٰ میں، بے نیازی یقین میں اور عزت تواضع میں دیکھی۔

50 جو قوم جہاد کو چھوڑ دیتی ہے، اللہ اس کو ذلیل کر ڈالتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ازواج و اولاد

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی 4 بیویاں تھیں آپ رضی اللہ عنہ کی پہلی شادی زمانہ جاہلیت میں فطیلہ بنت ازیلہ سے ہوئی جن سے عبداللہ اور اسماء نامی بچے پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں ہی اسے طلاق دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دوسری شادی حضرت ام رمان بنت عامر رضی اللہ عنہا سے ہوئی ، ان سے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے 2 بچے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تیسری شادی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

سے ہوئی، جن سے 1 بیٹا محمد پیدا ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی چوتھی شادی حضرت حبیبہ بنت فارجہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی، جن سے آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد 1 بیٹی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پہلی بیوی کے علاوہ باقی تمام بیویاں مسلمان تھیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد بھی اسلام کی دولت سے مالا مال تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیماری اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانشینی

خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ابھی سوا 2 سال ہی ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیام اجل آ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ شدید بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیماری کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک سخت سردی والے دن غسل کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا جو 15 دن تک جاری رہا۔ بیماری کی شدت کے باعث آپ رضی اللہ عنہ مسجد نہ جا سکتے تھے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم صادر فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کرنے آتے تھے۔ سب سے زیادہ خبر گیری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی بیماری شدید ہو گئی تو عرض کیا گیا: ہم آپ کے لئے طبیب بلائیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے اور وہ کہتا ہے: بلا شبہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ جب مرض دن بدن بڑھتا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اُمت مسلمہ کو آپس کے اختلاف سے محفوظ رکھنے کے لئے فرمایا: تم میری موجودگی ہی میں اپنے خلیفہ کا انتخاب کر لو۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ جس کے حق میں فیصلہ کریں گے ہمیں قبول ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منتخب کر لیا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سخت مزاجی کا ذکر کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب خلافت کی ذمہ داری ان پر آئے گی تو وہ خود ہی نرم ہو جائیں گے، سب کی تشفی کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر مندرجہ ذیل وصیت لکھوائی:

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

یہ وہ وصیت نامہ ہے جسے ابوبکر بن ابی قحافہ (خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا سے عالم بالا

میں جانے سے کچھ پہلے لکھوایا ہے اور مرنے سے پہلے کا وقت وہ نازک ہوتا ہے جس میں کافر بھی ایمان لے آتا ہے ایک جھوٹا بھی سچ بولتا ہے اور ایک فاجر و فاسق بھی نور یقین حاصل کرنا چاہتا ہے۔

اے لوگو، میں نے تم پر عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو اپنا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب (خلیفہ) منتخب کیا ہے۔ اے لوگو، ان کے احکام کی تعمیل کرنا، جب تک وہ اللہ تعالیٰ، رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)، اسلام کی اور تمہاری ہر طرح کی خدمت کرے۔ پس اگر عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے پورے عدل سے کام لیا تو یہ میری اس سے واقفیت اور اچھے گمان کی وجہ سے ہو گا اور اگر اس نے میرے اس گمان کو بدل دیا (یعنی انصاف نہ کیا) تو ہر آدمی کو وہی ملنے والا ہے جو اس نے کمایا ہو گا۔ میں نے تو خیر ہی کا ارادہ کیا ہے میں غیب نہیں جانتا اور جنہوں نے ظلم کیا وہ عنقریب اپنا انجام جان لیں گے۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

پھر یہ وصیت نامہ پڑھ کر لوگوں کو سنانے کی ذمہ داری حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سونپی اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے لوگوں سے بیعت بھی لی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا: اس خط میں جس کا نام ہے کیا تم اس کی بیعت کرتے ہو؟ سب نے کہا: جی ہاں۔ اس طرح تمام لوگوں نے متفقہ طور پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا اقرار کرتے ہوئے ان کی خلافت کو قبول کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحتیں

جب تمام لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا اقرار کر لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلا کر نصیحتیں فرمائیں: اے عمر، میں نے تمہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر خلیفہ مقرر کیا ہے، ان سے مشورہ کرتے رہنا، یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کا جو حق رات میں ہے وہ اسے دن میں قبول نہیں کرے گا اور جو دن میں ہے وہ رات میں قبول نہیں کرے گا اور جب تک تم فرض ادا نہ کرو اللہ تعالیٰ کوئی نفلی عبادت قبول نہیں

فرماتا۔ اے عمر، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حقیقت میں ترازو ان لوگوں کی بھاری ہوتی ہے جن کی قیامت کے دن بھاری ہو اور حق بھی یہ ہے کہ قیامت کے دن جس ترازو میں حق کے سوا کچھ نہ ہو اسے بھاری ہی ہونا چاہئے۔ اے عمر، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ان لوگوں کی ترازو ہلکی ہوگی جن کے ترازو میں باطل کے سوا کچھ نہ ہوگا اور اسے ہلکا ہی ہونا چاہئے۔ اے عمر، کیا تم نہیں دیکھتے کہ دنیا میں سختی اور آسانی کی آیات ساتھ ساتھ اتری ہیں تاکہ مومن میں خوف کی کیفیت بھی ہو اور امید کی آرزو بھی۔ مگر مومن اللہ تعالیٰ سے ایسی چیز کی تمنا اور رغبت کرے جو اس کا حق ہو اور اسے اس طرح خوف نہیں کرنا چاہئے کہ پھر وہ خود ہی اپنے ہاتھوں واقع ہو جائے۔ اے عمر، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کا ذکر ان کے بدترین اعمال کے ساتھ کیا ہے جب تم انہیں یاد کرو گے تو کہو گے کہ میں امید کرتا ہوں کہ میں ان میں سے نہیں ہوں گا اور اہل جنت کا ذکر بھی ان کے بہترین اعمال کے ساتھ کیا ہے اس لئے کہ ان کے جو برے اعمال تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر فرمایا جب تم ان لوگوں کا ذکر کرو گے تو تم کہو گے کہ میرا عمل ان جیسا کہاں ہے؟ اگر تم نے میری وصیت یاد رکھی تو تمہیں موت سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ ہوگی۔ (ابن اثیر)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا

اے اللہ، میں نے یہ انتخاب صرف مسلمانوں کی بہتری اور اس ڈر سے کیا ہے کہ ان میں فتنہ پیدا نہ ہو، میں نے جو کیا ہے آپ اسے سب سے بہتر جانتے ہیں میں نے غور و فکر کے بعد رائے قائم کی ہے اور بہتر اور مضبوط آدمی کو اپنا جانشین بنایا ہے جو مسلمانوں کی بھلائیوں کا سب سے زیادہ خواہش مند ہو۔ اب میرا بلاوا آ چکا، میں ان سب کو آپ کے سپرد کرتا ہوں اور ان سب کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اے اللہ، ان کے حاکموں کو صلاحیتیں عطا فرما اور میرے جانشین کو خلفائے راشدین کے زمرہ میں شامل فرما اور اس کی رعایا کو بھی صلاحیتیں عطا فرما۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وقت رحلت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیماری کے دوران ایک دن پوچھا: خلیفہ ہونے سے اب تک مجھے بیت المال سے کتنا وظیفہ ملا ہے؟ جواب دیا گیا کہ 6 ہزار درہم۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری فلاں زمین بیچ کر بیت المال کا روپیہ واپس دے دو۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ پھر فرمایا: منصب خلافت سنبھالنے کے بعد میرے استعمال میں جو مال رہا ہے وہ میرے بعد والے خلیفہ (عمر رضی اللہ عنہ) کو پہنچا دینا۔ ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے زیر استعمال چیزوں میں ایک غلام اور ایک اونٹ پایا۔ یہ دونوں چیزیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے بعد ان کی خدمت میں پیش کر دیں جنہیں دیکھ کر وہ رو دیئے اور فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے انہوں نے بعد والوں کو مشکل میں مبتلا کر دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آخری لمحات اور وفات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مرض 15 دن تک جاری رہا، بروز پیر 22 جمادی الآخر 13 ہجری میں آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس دن فوت ہوئے تھے؟ میں نے جواب دیا: پیر کے دن۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ میں بھی آج دن یا رات کو کسی حصہ میں فوت ہو جاؤں گا پھر پوچھا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی چادروں میں کفن دیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا: یمن کی دھاری دار 3 چادروں میں، اس میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری چادر میں زعفران کا نشان ہے، اسے دھو دینا اور دیگر 2 چادریں ملا کر میرا کفن بنا دینا۔ عرض کیا گیا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں خوب فراوانی عطا فرمائی ہے ہم آپ کو نئی چادروں میں کفن دیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زندہ آدمی کو نئے لباس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، میت کا انجام تو گلنا سڑنا اور لباس کا بوسیدہ ہونا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ مجھے میری بیوی اسماء بنت عمیس (رضی اللہ عنہا) غسل دے

اور مجھے رسول اکرم ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان سے جو آخری کلمات نکلے وہ قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ تھی: (ترجمہ)

''اسلام پر میرا خاتمہ کیجئے اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرما دیجئے۔''

(یوسف 12: آیت 101)۔(الکامل فی التاریخ)

وفات کے وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عمر 63 برس تھی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد 13 ربیع الاول 11 ہجری میں خلافت کا منصب سنبھالا اور بروز پیر 22 جمادی الآخر 13 ہجری میں اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت 2 سال 3 ماہ 10 دن تھی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا رنج وغم

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے نہایت رنج وغم کا باعث بنی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بہت روئے، تیزی سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور آپ کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا: اے ابو بکر رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ رسول اللہ ﷺ کے محبوب دوست، ثقہ رازداں اور مشیر خاص تھے۔ آپ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے، سب سے زیادہ یقین و ایمان والے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے، اللہ کے دین میں سب سے زیادہ مضبوط رسول اکرم ﷺ اور دین اسلام کے سب سے بڑھ کر محافظ، اسلام کے سب سے بڑھ کر شیدائی اور سب سے بہترین ساتھی تھے۔ آپ اعلیٰ مناقب والے، ہر نیک کام میں سب سے آگے رہنے والے اور بامرتبہ انسان تھے۔ آپ رسول اکرم ﷺ کی سیرت و کردار کے سب سے زیادہ مشابہہ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والے تھے اللہ آپ کو رسول اکرم ﷺ اور اہل اسلام کی طرف سے افضل ترین جزا عطا فرمائے۔ آپ نے

رسول اللہ ﷺ کی تصدیق اس وقت کی جب لوگ انہیں جھٹلا رہے تھے آپ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے کان اور آنکھوں کی حیثیت رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی کتاب میں صدیق قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (ترجمہ) ''اور جو سچائی (دین حق) لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ متقی ہیں۔'' (الزمر 39 : آیت 33) آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت رسول اکرم ﷺ کی مالی مدد کی جب لوگوں نے بخل کیا، جب مشکلات میں لوگ پیچھے ہٹ گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا ساتھ دیا۔ سب سے اعلیٰ دوستی مشکلات کے وقت دوست کے کام آنا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ غار میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ''ثانی اثنین'' کے لقب سے پکارا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ کو تسلی دینے والے تھے، ہجرت میں آپ ﷺ کے ساتھی تھے۔ جب لوگ مرتد ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے دین اور نبی اکرم ﷺ کی امت میں بہترین جانشینی کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ کردار ادا کیا کہ کسی نبی کے ساتھی نے ایسا کردار ادا نہیں کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ دین حق کی حمایت کے لئے اس وقت کھڑے ہوئے جب رسول اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کمزوری کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت مقابلہ کیا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عاجز آ گئے۔ جب وہ ضعف کا شکار ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے طاقت کا مظاہرہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے منہج نبوی پر اس وقت ثابت قدمی دکھائی جب صحابہ رضی اللہ عنہم سوچ و بچار میں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے عین مطابق بدنی طور پر کمزور مگر اللہ تعالیٰ کے معاملے میں نہایت طاقتور تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ تواضع اختیار کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ بہت عظیم تھے۔ لوگوں کی نظر میں عظیم المرتبت اور ان کے دلوں میں بلند مقام والے تھے۔ کسی کو آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں طعن و تشنیع کرنے کا کوئی موقع نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک کمزور قوی تھا جب تک کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کا حق اسے نہ لے کر دیتے۔ قریبی رشتہ دار اور دور والے سب اس معاملے میں آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک برابر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو وہ زیادہ محبوب تھا جو اللہ تعالیٰ کا زیادہ خوف کھانے والا فرمانبردار ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا معاملہ کھرا، سچا اور نرمی والا تھا، آپ رضی اللہ عنہ

کا فرمان فیصلہ کن اور حتمی ہوتا تھا۔آپ رضی اللہ عنہ نرم ،حلیم اور محتاط تھے۔آپ رضی اللہ عنہ کی رائے علم وعزم والی تھی آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے دین کو اعتدال، ایمان کوتقویت اور اللہ تعالیٰ کے دین کو غلبہ نصیب ہوا۔ اللہ کی قسم، آپ رضی اللہ عنہ بہت آگے نکل گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے پیچھے والوں کو تھکا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ شاندار کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ ہم آپ کی وفات پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھتے ہیں۔ ہم اللہ کی قضا (فیصلہ) پر راضی ہیں۔ اللہ کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی وفات جیسا صدمہ مسلمانوں کو کبھی نہ ہوگا۔آپ رضی اللہ عنہ دین کے لئے عزت، حفاظت اور حمایت کا سبب تھے۔اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملائے اور ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کے اجر و ثواب سے محروم نہ کرے، نہ ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کے بعد گمراہ کرے۔ (آمین)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کلام پورا ہونے تک لوگ خاموش رہے پھر وہ زارو قطار رونے لگے اور باآواز بلند کہنے لگے: آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کفن دے دیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: مجھے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوتے وقت اس کفن میں لپٹے ہوئے آدمی کے نامہ اعمال سے بڑھ کر کسی کا اعمال نامہ محبوب نہیں۔ (تاریخ اسلام للذہبی)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غسل، نماز جنازہ اور تدفین

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔آپ رضی اللہ عنہ کو وصیت کے مطابق 2 نئی اور ایک پرانی دھلی ہوئی چادر میں کفن دیا گیا ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ قبر میں اتارنے کے لئے حضرت عمر، عثمان، طلحہ اور آپ رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم قبر میں اترے۔آپ رضی اللہ عنہ کی قبر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب اس طرح تیار کی گئی کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کو قبر میں لٹایا گیا تو آپ کا سر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ کے برابر رہا۔

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام، کنیت اور لقب :

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام عمر، کنیت ابو حفص اور لقب فاروق تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نسب :

عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔

آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ یعنی کعب کے 2 بیٹے تھے : (1) مرّہ (2) عدی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کعب کے بیٹے مرّہ کی اولاد میں سے ہیں جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کعب کے بیٹے عدی کی اولاد میں سے ہیں۔

فاروق لقب کی وجہ :

فاروق کا معنیٰ ہے حق اور باطل میں فرق کرنے والا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس دن میں نے اسلام قبول کیا ہم (مسلمان) 2 جماعتیں بنا کر بیت اللہ پہنچے۔ ہمیں دیکھ کر مشرکین مکہ کو بہت صدمہ پہنچا۔ اسی دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فاروق کا لقب عنایت فرمایا۔ (ابونعیم۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے 13 سال بعد، ہجرت نبوی سے 40 سال پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خاندان

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ددھیال کی طرف سے عدی خاندان اور ننھیال کی طرف سے ہاشم خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ دونوں خاندان بڑے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ

کا خاندان بنو عدی عرب کے آپس کے جھگڑوں کے وقت ثالث مقرر ہوا کرتا تھا اور جب بھی کوئی سفارتی معاملہ پیش آتا تو آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کو ہی یہ اعزاز حاصل تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے کسی فرد کو سفیر بنا کر بھیجا جاتا۔ (عقد الفرید)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حلیہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قد لمبا، رنگ گندمی، رخسار کم گوشت، داڑھی گھنی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا قد اتنا لمبا تھا کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کسی مجمع میں کھڑے ہوتے تو عام لوگوں سے نمایاں نظر آتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بچپن

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بچپن کے حالات تفصیل سے معلوم نہیں ہو سکے البتہ بعض روایات کے مطابق یہ معلوم ہوا ہے کہ بچپن میں آپ کو پہلوانی کا بہت شوق تھا، اس کے علاوہ آپ نے شہ سواری اور سپہ سالاری میں بڑی مہارت حاصل کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اگرچہ تعلیم عام نہیں تھی صرف مخصوص گھرانوں کے افراد پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بچپن ہی میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذریعہ معاش:

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ فکر معاش کی طرف متوجہ ہوئے۔ عرب اور آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان میں زیادہ تر لوگوں کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے بھی تجارت کا معزز پیشہ اختیار کیا اور اس سلسلہ میں دور دراز ممالک کا سفر کیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کو بڑے تجربے اور فوائد حاصل ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں اسلام کی حقانیت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نہایت ہی جرأت مند، نڈر اور دیانت دار انسان تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی عمر 27 سال ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صدائے توحید بڑی ناگوار گزری اور جو آدمی بھی اسلام قبول کرتا، آپ رضی اللہ عنہ اس کو بہت

زدوکوب کرتے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ سو رہے تھے، اتنے میں ایک آدمی کے چیخنے کی آواز آئی جو یہ کہہ رہا تھا: اے دشمن، عجیب بات ہے کہ ایک فصیح آدمی یہ کہتا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں) یہ آواز سن کر اور لوگ تو چلے گئے میں نے ارادہ کیا کہ میں نہیں جاؤں گا جب تک میں آواز کی حقیقت معلوم نہ کرلوں۔ اس نے پھر چیخ کر وہی الفاظ دہرائے یہ الفاظ سن کر میں کھڑا ہوا اور وہاں سے چلا آیا۔ ابھی اس واقعہ کو چند ہی دن گزرے تھے کہ عرب میں یہ چرچہ ہونے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے نبی ہیں۔ (بخاری۔ عن عمر رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بیت اللہ میں پہنچنا چاہتا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے ہی پہنچ گئے۔ میں بیت اللہ کے پردے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کر دی اور سورۃ الحاقہ (69) کی تلاوت کرنے لگے۔ میں نے جب چند آیات سنیں تو سوچا قریش کے قول کے مطابق آپ واقعی شاعر لگ رہے ہیں اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرما دی (ترجمہ) ''یہ کسی شاعر کا قول نہیں تم بہت ہی کم ایمان لاتے ہو۔'' (الحاقہ 69: آیت 41) میں نے سوچا کہ آپ کاہن ہیں جو میرے دل میں خیال آیا فوراً اس کا جواب دے رہے ہیں۔ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلی آیت تلاوت فرمائی۔ (ترجمہ) ''یہ کسی کاہن کا قول نہیں، تم بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔'' (الحاقہ 69: آیت 42)۔ (میں سمجھ گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی سچے نبی ہیں) اور اسلام میرے دل میں گھر کر گیا۔

(مسند احمد۔ عن عمر رضی اللہ عنہ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

قریش سرداروں میں 2 اہم شخصیات (1) عمرو بن ہشام (ابوجہل) (2) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی مخالفت میں نمایاں تھیں۔ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی: اے اللہ، اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعہ عزت نصیب فرما۔ (ترمذی۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

نبوت کے ساتویں سال جس وقت آپ ﷺ نے یہ دعا مانگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر ستائیس سال تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھرانے میں سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی سعید بن زید اور ان کی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے اسلام لانے کا علم نہیں تھا۔ اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان کی ایک کنیز نے اسلام قبول کر لیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے بہت زیادہ مارتے جب تھک جاتے تو کہتے: ذرا دم لے کر پھر ماروں گا، ان تمام سختیوں کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے اسلام سے نہ پھیر سکے۔ آخر کار مجبور ہو کر فیصلہ کیا کہ (نعوذ باللہ) بانی اسلام محمد (ﷺ) کا قصہ ہی تمام کر دوں۔ اس ارادہ سے تلوار لے کر رسول اکرم ﷺ کی طرف چلے۔ راستہ میں ایک آدمی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا: اے عمر کہاں جا رہے ہو؟ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: محمد (ﷺ) کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا: تمہاری بہن اور بہنوئی بھی تو تمہارا دین چھوڑ چکے ہیں۔ یہ سنتے ہی عمر رضی اللہ عنہ شدید غصہ کی حالت میں سیدھے اپنی بہن (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے گھر پہنچے۔ وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ انہیں قرآن پڑھا رہے تھے۔ جب حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنے کی آواز سنی تو گھر کے اندر چھپ گئے اور بہن نے جلدی سے قرآن چھپا دیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی قرأت کی آواز سن چکے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھر میں داخل ہوتے ہی پوچھا: کیا پڑھنے کی آواز آرہی تھی؟ بہن نے کہا: ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم دونوں بے دین ہو چکے ہو؟ اس پر ان کے بہنوئی (حضرت سعید رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے عمر، یہ بتاؤ کہ اگر حق تمہارے دین کے علاوہ کسی اور دین میں ہو تو؟ یہ سنتے ہی عمر رضی اللہ عنہ اپنے بہنوئی کو زمین پر گرا کر مارنے لگے۔ بہن اپنے شوہر کو چھڑانے کے لئے آگے بڑھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی اتنا مارا کہ ان کا چہرہ خون آلود ہو گیا۔ بہن نے غصہ میں آ کر کہا: اے عمر، کیا ہم پھر بھی تمہارے دین پر قائم رہیں جبکہ تمہارے دین کے علاوہ دوسرا دین برحق ہو۔ جوش ایمانی میں ان کی بہن نے باآواز بلند کلمہ شہادت پڑھا۔ یہ سن کر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مایوس ہو گئے اور اپنی بہن کے چہرہ پر خون دیکھ کر شرمندہ ہوتے ہوئے کہنے لگے: تمہارے پاس جو کتاب ہے ذرا مجھے بھی دکھاؤ تا کہ میں بھی اسے پڑھوں۔ بہن نے کہا: تم ناپاک ہو اور اس کتاب کو صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں، اگر تم اسے لینا چاہتے ہو تو پہلے غسل کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا پھر سورہ طٰہٰ 20 کی ابتدائی آیات تلاوت کرنے لگے۔ جب آیت نمبر 14 پر پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ یہ تو بڑا عمدہ اور محترم کلام ہے۔ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پتہ بتاؤ۔ یہ سنتے ہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ سامنے آگئے اور کہنے لگے: اے عمر، خوش ہو جاؤ، مجھے امید ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے حق میں جو دعا مانگی تھی، اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اسے قبول فرما لیا ہے۔ پھر انہوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صفا پہاڑی کے قریب دارِ ارقم میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے گئے اور دروازہ پر دستک دی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دروازہ سے جھانک کر دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ تلوار اٹھائے دروازے پر موجود ہیں۔ بلال رضی اللہ عنہ نے فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: دروازہ کھول دو اگر عمر خیر کی نیت سے آئے ہیں تو ٹھیک ہے اور اگر کسی برے ارادہ سے آئے ہیں تو ہم ان ہی کی تلوار سے ان کا کام تمام کر دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت وحی نازل ہو رہی تھی۔ جب وحی نازل ہو چکی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا ارادہ ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ایمان لانے کے لئے آیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل سے یہ دعا مانگی: اے اللہ، یہ عمر بن خطاب ہیں اس کے ذریعہ سے اسلام کو عزت و قوت عطا فرما۔ اس کے فوراً بعد عمر رضی اللہ عنہ کلمہ حق پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا تو وہاں پر موجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خوشی سے نعرہ تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) بلند کیا جس سے در و دیوار گونج اُٹھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے سے مشرکین میں غم کی لہر دوڑ گئی اور مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی اور عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو پہلی بار علی الاعلان خانہ کعبہ میں باجماعت نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ (البدایۃ والنہایۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے اسلام قبول کیا تو مسلمانوں نے بہت زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا جو مکے والوں نے بھی سنا۔ (ابو نعیم۔ عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا اسلام کی عزت کا باعث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور اسلام کا پرچم سربلند ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں میں اتنی سکت نہ تھی کہ بیت اللہ میں نماز پڑھ سکیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد بیت اللہ میں مسلمانوں نے باجماعت نماز ادا کی اور مشرکین کہنے لگے: آج ہماری قوم کو آدھا کر دیا گیا۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:۔ (ترجمہ)

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)، آپ کے لئے اللہ ہی کافی ہے اور ان (مومنوں) کے لئے بھی جو آپ کی پیروی کرتے ہیں۔" (الانفال 8: آیت 64)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ہمیں عزت کی زندگی نصیب ہوئی۔ (بخاری۔ عن قیس رحمۃ اللہ علیہ)

جس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اس وقت **40** مرد اور **11** عورتیں اسلام لا چکی تھیں۔ (البدایۃ والنہایۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آسمان والے (فرشتے) بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر بہت خوش ہوئے ہیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلانیہ ہجرت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے وقت تلوار گلے میں لٹکائی، شانہ پر کمان لگائی اور ترکش کے تیر ہاتھ میں لئے خانہ کعبہ میں آئے جہاں معززین قریش جمع تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ

کا طواف کیا پھر معززین قریش سے مخاطب ہو کر فرمایا: جس کا ارادہ ہو کہ اپنی ماں سے دور ہو جائے، اپنی اولاد کو یتیم کر بیٹھے، اپنی بیوی کو بیوہ بنا لے وہ میدان میں آ کر میری تلوار سے قتل کا ذائقہ چکھ لے۔ قریش میں سے کسی کو بھی آپ رضی اللہ عنہ کا پیچھا کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ (ابن عساکر)

سب سے پہلے (مدینہ) ہجرت کر کے آنے والوں میں حضرت مصعب بن عمیر حضرت عبد اللہ بن مکتوم، حضرت ابو سلمہ، حضرت بلال اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم تھے اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ 20 سواروں کے ساتھ مدینہ ہجرت کر کے آئے۔ ہم نے ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب تشریف لانے والے ہیں۔ (بخاری۔عن برأ بن عازب رضی اللہ عنہ)

مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قیام گاہ:

مدینہ ہجرت کرنے والے مہاجرین زیادہ تر قبا میں (جو مدینہ سے 3 میل پر واقع ہے) قیام کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی قبا میں رفاعہ بن عبدالمنذر کے مہمان بنے۔ قبا کا دوسرا نام عوالی بھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہجرت کی یہاں تک کہ 13 نبوی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم پر مدینہ ہجرت کی۔ مدینہ پہنچ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور مہاجرین میں بھائی چارہ قائم کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری صحابی عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا جو قبیلہ بنو سالم کے سردار تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد جو صحابہ رضی اللہ عنہم پہلے قبا میں قیام کر چکے تھے، ان میں سے اکثر وہیں پر مقیم رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی قبا میں ہی مقیم رہے لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے پڑوسی سے یہ طے کر رکھا تھا کہ ایک دن آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جائیں اور جو احکام نازل ہوئے ہوں گے وہ سیکھ کر آئیں اور مجھے بتائیں اور دوسرے دن میں جاؤں گا۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے روشناس ہوتے رہے۔ (بخاری۔عن عمر رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اذان کے لئے مشورہ

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ نماز کے لئے لوگوں کو کس طرح بلایا جائے؟ بعض نے مشورہ دیا کہ عیسائیوں کے ناقوس کی طرح ہم بھی ناقوس بجایا کریں گے۔ بعض نے مشورہ دیا کہ یہودیوں کی طرح سینگ کے ذریعے سے اونچی آواز نکال کر نماز کے لئے بلایا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ مؤذن مقرر کر دیجئے جو اذان دیا کرے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے کو پسند فرماتے ہوئے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اٹھو، نماز کے لئے اذان دو۔ (بخاری، مسلم۔ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوہ بدر میں شرکت

غزوہ بدر کے لئے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جانثاری کا یقین دلایا۔ (مسلم۔ عن انس رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں ہر موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست بازو بنے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں غزوہ بدر سے ایک دن پہلے ہی کفار کے قتل ہونے کے مقامات بتا دیئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان شآء اللہ یہاں کل فلاں (کافر) قتل ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جو جگہیں بتائی تھیں وہیں وہ کفار قتل ہوئے اور پھر انہیں ایک کنویں میں پھینک دیا گیا۔ (بخاری، مسلم۔ عن عمر رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غزوہ بدر کے قیدیوں کے متعلق مشورہ:

غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عظیم کامیابی سے نوازا۔ اس غزوہ میں **70** کافر قیدی بنے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قیدیوں کے متعلق صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑنے کا مشورہ دیا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان قیدیوں کو ان کے رشتہ داروں کے حوالے کر دیں اور وہ اپنے ہاتھوں سے ان کی گردنیں اڑا دیں اور مجھے میرا فلاں رشتہ دار دیجئے تاکہ میں اس کی

گردن اڑا دوں۔ اس لئے کہ یہ لوگ کفر کے سردار ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرماتے ہوئے فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رونے کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہم اس واقعہ کی وجہ سے رو رہے ہیں جو فدیہ لینے کی وجہ سے پیش آیا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے فدیہ نا پسند فرماتے ہوئے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے)۔ (مسلم۔ عن عمر رضی اللہ عنہ)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر الانفال 8: آیات 67 تا 68)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا رسول اکرم ﷺ سے نکاح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر کے بعد فوت ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی بیٹی کے نکاح کی فکر ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے یہ رشتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں غور وفکر کر کے جواب دوں گا۔ چند دنوں بعد انہوں نے کہا: میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا پھر یہی رشتہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر پیش کیا۔ وہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ (ان دونوں صاحبان کو علم تھا کہ آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں) کچھ ہی دنوں بعد رسول اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے قبول فرماتے ہوئے اپنی بیٹی کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وضاحت کر دی کہ میں نے اس لئے انکار کیا تھا کہ آپ ﷺ نے اس (شادی) کا ذکر کیا تھا اور میں آپ ﷺ کے راز کو افشاں نہیں کرنا چاہتا تھا۔"

(بخاری۔ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

﴿ وضاحت: اس رشتہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کے سسر ہونے کا شرف حاصل ہوا ﴾

غزوہ احد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کردار:

غزوہ احد میں مسلمانوں کی معمولی سی غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا

پڑا۔ اس غزوہ میں کفار نے پیچھے سے اچانک حملہ کیا، مسلمان اس کی تاب نہ لا سکے۔ کفار نے یہ افواہ پھیلا دی (نعوذ باللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شہید کر دیئے گئے ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کے حوصلے پست ہو گئے لیکن چند صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے سینہ سپر رہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کا علم ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ فوراً تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں بھرپور کوشش کی۔ اس غزوہ کے اختتام پر ابوسفیان نے (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوا تھا) آواز لگائی کیا تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خاموش رہنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی خاموشی کا حکم دیا۔ پھر اس نے پوچھا: کیا عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں؟ پھر خود ہی کہنے لگا: یہ سب قتل ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا: اے اللہ کے دشمن، تو غلط کہہ رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے تجھے غم پہنچانے والوں کو محفوظ رکھا ہوا ہے۔ (بخاری۔ عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

اس کے بعد جتنے بھی غزوات پیش آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر غزوہ میں بڑی جرأت و بہادری اور جانثاری کا مظاہرہ کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھئے ہماری کتاب ''مختصر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'')

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عورتوں کے پردہ کے متعلق مشورہ

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اچھے اور برے سب قسم کے لوگ آتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو پردہ کا حکم کیوں نہیں دے دیتے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرماتے ہوئے پردہ کا حکم نازل فرما دیا۔ (بخاری۔ عن انس رضی اللہ عنہ) پڑھئے ترجمہ وتفسیر الاحزاب 33: آیت 59۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایلا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پریشانی:

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے مل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خرچہ کا مطالبہ

کیا۔ آپ ﷺ نے اس مطالبہ کو ناپسند فرمایا۔ کچھ دیر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو آپ ﷺ کے پاس خاموش بیٹھے دیکھ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، اگر خارجہ کی بیٹی (میری بیوی) مجھ سے خرچ کا مطالبہ کرتی تو میں اس کا گلا گھونٹ دیتا۔ آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر مسکرا دیئے پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی اپنی بیٹیوں پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ وہ دونوں کہنے لگیں کہ آئندہ ہم آپ ﷺ سے کسی ایسی بات کا مطالبہ نہیں کریں گی جو آپ ﷺ کے پاس نہ ہو۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے جانے کے بعد آپ ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایلا کرلیا (یعنی ان کے پاس ایک ماہ تک نہ جانے کی قسم کھالی)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ آپ ﷺ سے کوئی ایسی بات نہ کرنا جو آپ ﷺ کو ناپسند ہو۔ یہ بتاؤ کہ کیا رسول اکرم ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: مجھے معلوم نہیں۔ یہ کہہ کر وہ زاروقطار رونے لگیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اللہ کے پیغمبر ﷺ اس وقت کہاں ہیں؟ جواب ملا: اپنے بالا خانے میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر آپ رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور پوچھا: اے اللہ کے پیغمبر، کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے ایک مہینے کے لئے اپنی بیویوں سے ایلا کیا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو خوش کرنے کے لئے مختلف باتیں شروع کردیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، آپ کو اپنی بیویوں کے متعلق پریشانی کی کیا ضرورت ہے؟ اگر آپ انہیں طلاق دے دیں تو آپ ﷺ کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور تمام مومنین ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو ان سے بہتر بیویاں عطا فرمائیں گے جس پر التحریم 66: آیت 5 نازل ہوئی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے اجازت لے کر یہ اعلان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی۔ (بخاری۔ عن عمر رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ منتخب کرنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کردار:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے فوراً بعد صحابہ رضی اللہ عنہم اختلاف کا شکار تھے کہ کسے خلیفہ منتخب کیا جائے۔ سقیفہ بنو ساعدہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مقام و مرتبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور دیگر لوگوں کو بھی آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر آمادہ کیا۔ اس طرح یہ بہت ہی اہم مسئلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے بہت ہی اچھے انداز میں پایہ تکمیل کو پہنچا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو متفقہ طور پر خلیفہ منتخب کر لیا گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

❶ ''میں نے خواب دیکھا کہ دودھ کا ایک پیالہ مجھے پیش کیا گیا میں نے خوب پیا یہاں تک کہ اس کی سیرابی میرے ناخنوں سے نکلنے لگی۔ دودھ پھر بھی بچ گیا میں نے وہ دودھ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر کیا نکالی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم۔'' (بخاری، مسلم۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

❷ ''میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں جو کرتے پہنے ہوئے ہیں کسی کا کرتہ چھاتی تک کسی کا اور نیچے یہاں تک کہ عمر پیش کئے گئے تو ان کا کرتہ اتنا لمبا تھا کہ وہ گھسیٹے جا رہے تھے۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین داری۔'' (بخاری، مسلم۔ عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ)

❸ ''تم سے پہلی امتوں میں محدث (الہامی لوگ) ہوا کرتے تھے میری امت کے محدث عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔'' (بخاری۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

❹ ''اے عمر (رضی اللہ عنہ) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب شیطان تمہیں کسی راستہ میں چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔'' (بخاری۔ عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

5 ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سب سے زیادہ افضل ابوبکر کو پھر عمر کو پھر عثمان رضی اللہ عنہم کو سمجھتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ پھر پوچھا گیا ان کے بعد کون؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔'' (بخاری۔ عن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ)

6 ''میں نے خواب میں جنت کی سیر کی اس دوران میں نے ایک محل کے قریب ایک عورت کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے پوچھا: یہ (اتنا خوبصورت) محل کس کا ہے؟ مجھے جواب ملا: یہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ (میرا دل چاہا کہ میں اس کے اندر جاؤں مگر) میں نے آپ کی غیرت کو یاد کیا (اور اندر نہیں گیا)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی رو پڑے اور عرض کرنے لگے: اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی غیرت کروں گا۔''

(بخاری، مسلم۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

7 ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور اس کے دل پر اتارا ہے۔''

(ترمذی۔ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں

1 ''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد) زمین پر بسنے والوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہے۔'' (ابن عساکر)

2 ''جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ رضی اللہ عنہ کیا جواب دیں گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ جواب دوں گا کہ میں نے لوگوں کا امیر ان میں سے سب سے بہتر آدمی کو بنایا۔'' (الطبقات)

3 ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کفن میں لپٹے ہوئے دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا آدمی نہیں کہ جس کے اعمال جیسے اعمال لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا مجھے پسند ہو سوائے آپ کے۔

(مستدرک حاکم۔ عن جابر رضی اللہ عنہ)

4 ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کو ترازو کے ایک پلڑے میں اور (انبیا علیہم السلام اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ) پوری دنیا کے لوگوں کے علم کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔'' (طبرانی)

5 ''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بھی ایسا آدمی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے گھبراتا نہ ہو۔'' (الطبقات)

6 ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو 4 باتوں کی وجہ سے لوگوں پر فضیلت حاصل ہے: (1) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اسلام لانے کی دعا فرمائی (2) غزوہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو پسند کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے الانفال 8 :آیت 68 نازل فرمائی (3) آپ رضی اللہ عنہ کی چاہت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے پردے کی آیت (الاحزاب 33 : آیت 53) نازل فرمائی جسے سن کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے عمر، آپ کی چاہت کے مطابق وحی ہمارے گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی (4) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کروانے میں آپ رضی اللہ عنہ نے بھرپور کردار ادا کیا۔'' (مسند احمد)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عادات و خصائل

1 ''ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ (بات ایمان کے لئے کافی) نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اب آپ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر، اب (حقیقی مومن بنے)۔''

(بخاری۔ عن عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ)

2 ''ایک دن حضرت عمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرنے

گئے ان دونوں کو دیکھ کر وہ رونے لگیں انہوں نے اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے کہا: میں اس لئے رو رہی ہوں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد) وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔'' (مسلم۔عن انس رضی اللہ عنہ)

❸ ''ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں باپوں کی قسم کھانے سے منع فرمایا۔قسم کھانی ہو تو اللہ کی کھاؤ ورنہ خاموش رہو۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے نہ کبھی غیر اللہ کی قسم کھائی اور نہ ہی حکایتاً بیان کی۔'' (بخاری۔عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اشارے

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

❶ ''میں نے خواب دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک میدان میں جمع ہیں، میں ایک کنویں پر کھڑا ہو کر اس سے پانی کھینچ رہا ہوں۔ میں نے اس سے اس قدر پانی کھینچا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے 1 یا 2 ڈول کھینچے لیکن ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری تھی، اللہ تعالیٰ ان کی کمی کو پورا فرمائے پھر عمر (رضی اللہ عنہ) نے ڈول لے لیا انہوں نے خوب ڈول کھینچے یہاں تک کہ سب کو سیراب کر دیا۔'' (بخاری۔عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

﴿وضاحت: اس حدیث میں پانی کھینچنے سے مراد مدت خلافت ہے﴾

❷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے کبھی بھی امارت (حکومت) کی خواہش نہیں کی سوائے خیبر والے دن کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کل میں جھنڈا اس آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہو گا۔'' (مسلم۔عن عمر رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ ایک اہم مشیر کی حیثیت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بٹاتے رہے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ خلافت کا بارگراں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امت مسلمہ کو اختلاف سے محفوظ رکھنے کے لئے اہل مدینہ سے فرمایا: تم میری موجودگی میں ہی اپنے آئندہ خلیفہ کا انتخاب کر لو۔ سب لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: یہ کام آپ خود ہی کریں، آپ جس کے حق میں بھی فیصلہ دیں گے ہمیں قبول ہو گا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رائے عامہ کا جائزہ لینے کے لئے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ سب سے پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قابلیت میں کوئی شک نہیں، مگر مزاج میں کچھ سختی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کی سختی اس لئے تھی کہ میں نرم تھا۔ جب خلافت کی ذمہ داری ان پر آئے گی تو وہ خود بخود نرم ہو جائیں گے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا انہوں نے کہا: میرے خیال میں عمر رضی اللہ عنہ کا باطن ظاہر سے اچھا ہے ۔بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق تردد کا مظاہرہ کیا۔حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ، آپ عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جبکہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اس قدر متشدد ہیں آئندہ کیا کریں گے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ سوچ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے کہوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو خلیفہ منتخب کیا ہے جو میرے نزدیک تیرے بندوں میں سب سے زیادہ اچھا تھا۔

سب کی تشفی کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوا کر عہد نامہ لکھوانا شروع کیا۔ ابھی ابتدائی الفاظ ہی لکھوائے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہو گئی۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام اپنی طرف سے بڑھا دیا۔تھوڑی دیر بعد جب آپ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جو تحریر آپ نے لکھی ہے اسے پڑھ کر سناؤ۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ تحریر پڑھ کر سنائی تو آپ رضی اللہ عنہ بے ساختہ پکار اٹھے: اللہ اکبر، اللہ تمہیں جزائے خیر دے، تم نے میرے دل کی بات لکھ دی۔ جب عہد نامہ مکمل لکھا جا چکا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے کہا: یہ عہد نامہ مجمع عام میں پڑھ کر سنا دو اور آپ رضی اللہ عنہ خود

بالا خانے پر تشریف لائے اور لوگوں سے کہا کہ میں اپنے کسی عزیز یا رشتہ دار کو خلیفہ نہیں بنا رہا، میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا ہے جو میرے خیال میں بہترین آدمی ہیں۔ سامعین نے آپ رضی اللہ عنہ کی بھرپور تائید کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت لینے کی ذمہ داری سونپی تا کہ بعد میں کوئی منفی پہلو سامنے نہ آئے۔ لہٰذا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا: اس خط میں جس آدمی (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کا نام ہے کیا تم اس کی بیعت کرتے ہو؟ سب نے کہا: جی ہاں۔ اس طرح تمام لوگوں نے متفقہ طور پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا اقرار کیا اور اس پر رضامندی ظاہر کی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر بہت ہی عمدہ نصیحتیں فرمائیں جو ان کی کامیاب خلافت کے لئے ایک بہترین دستور العمل ثابت ہوئیں۔ (الطبقات)

خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پہلا خطاب

حمد و ثنا کے بعد (خلافت کی ذمہ داری سونپ کر) مجھے تمہارے ذریعہ اور تمہیں میرے ذریعہ آزمایا گیا ہے۔ مجھے میرے دوست (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے بعد خلافت کا منصب سونپا گیا ہے۔ جو لوگ ہمارے سامنے موجود ہیں ہم خود ان کے معاملات کو دیکھیں گے اور جو ہمارے سامنے موجود نہیں ہیں، ہم ان پر طاقتور اور امین نمائندہ منتخب کریں گے (جو ان کے معاملات کو دیکھے)۔ جو اچھے کام کرے گا ہم اس کی خوب حوصلہ افزائی کریں گے اور جو برے کام کرے گا ہم اسے سزا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف فرمائے اور تمہیں بھی۔ اے لوگو، میں (اللہ تعالیٰ کے حضور) دعا مانگتا ہوں تم آمین کہو۔ اے اللہ، میں بڑا سخت دل ہوں، مجھے اپنے فرمانبردار بندوں کے لئے نرم، حق کی موافقت کرنے والا، اپنی رضا اور آخرت کو چاہنے والا بنا دیجئے۔ اے اللہ، مجھے دشمن، نافرمان لوگوں اور منافقین کے خلاف انتہائی سخت بنا دیجئے لیکن اس طرح کہ میں ان پر کوئی ظلم اور زیادتی نہ کر بیٹھوں۔ اے اللہ، میں کم ظرف ہوں مجھے نیک کاموں کی تکمیل میں سخی، میانہ روی اختیار کرنے والا بنا دیجئے، فضول خرچی، ریا اور شہرت سے بچنے والا بنا دیجئے اور مجھے ان تمام کاموں میں

آپ کی رضا اور آخرت کو طلب کرنے والا بنا دیجئے۔ اے اللہ، مجھے مومنوں کے لئے بڑا نرم اور ان کی طرف جھکنے والا بنا دیجئے۔ اے اللہ، میں بہت زیادہ غفلت اور بھول کا شکار ہوں، ہر حال میں آپ میرے دل میں اپنے ذکر کا الہام کرتے رہئے اور ہر وقت موت یاد دلاتے رہئے۔ اے اللہ، میں آپ کی فرمانبرداری میں بڑا کمزور ہوں مجھے اس میں چستی اور قوت عطا فرمایئے اور میری نیت بھی اچھی بنایئے۔ یہ تمام چیزیں آپ کی توفیق ہی سے مل سکتی ہیں۔ اے اللہ، مجھے یقین، نیکی، تقویٰ اور اپنے سامنے کھڑا ہوتے وقت ثابت قدمی عطا فرمایئے۔ مجھے شرم و حیا والا بنایئے اور ایسا خشوع (عاجزی) عطا فرمایئے جس سے آپ خوش ہو جائیں، مجھے اپنے نفس کا محاسبہ کرنے، اوقات کو صحیح استعمال کرنے والا اور متشابہہ چیزوں سے بچنے والا بنایئے۔ اے اللہ، میں آپ کی کتاب میں سے جو بھی تلاوت کروں اس میں غور و فکر اور تدبر کرنے، اسے سمجھنے، اس کے معانی و مطالب کو جاننے والا اور اس کے عجائبات میں غور و فکر کرنے والا بنایئے اور جب تک میں زندہ رہوں اس پر عمل کرنے والا بنایئے۔ بلاشبہ آپ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔

(تاریخ الخلفاء، سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی، النشر العربی۔ لعبدالکریم شاہ صالح)

خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکومتی اقدام

❶ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر والی انگوٹھی اپنے ہاتھ میں پہن لی۔ (بخاری۔ عن انس رضی اللہ عنہ)

❷ قرآن مجید کا سرکاری نسخہ بھی اپنی تحویل میں لے لیا۔ (بخاری۔ عن زید رضی اللہ عنہ)

❸ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں وحی کے ذریعہ لوگوں کا محاسبہ ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اس لئے ہم تمہارے ظاہری اعمال پر محاسبہ کریں گے۔ جس کا ظاہر اچھا ہو گا، ہم اسے امن دیں گے اور اسے اپنا مقرب بنائیں گے، اس کی پوشیدہ باتوں کا حساب اللہ تعالیٰ خود لیں گے اور جس کا ظاہر برا ہو گا ہم اسے امن نہیں دیں گے اور نہ ہی اس کی تصدیق کریں گے،

اگر چہ وہ یہ کہے کہ میرے پوشیدہ کام اچھے ہیں۔ (بخاری۔عن عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ)

❹ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مختلف علاقوں پر گورنر اور عامل مقرر کیے مثلاً آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت نافع بن حارث رضی اللہ عنہ مکہ کے گورنر تھے جو ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لئے مدینہ آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اہل مکہ پر کسے گورنر مقرر کر کے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ابن ابزیٰ رضی اللہ عنہ کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک فرد ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے آزاد کردہ غلام کو اہل مکہ پر امیر (گورنر) بنا دیا؟ انہوں نے جواب دیا: وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن) کے قاری ہیں اور فرائض کو جاننے والے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کے ذریعہ بہت سی قوموں کو بلند کریں گے اور بہت سی قوموں کو ذلیل کریں گے۔ (مسلم۔عن عامر رضی اللہ عنہ)

❺ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آزر بائی جان میں عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کیا اور ایک صوبے پر ابن ساعدی رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کیا۔ (مسلم۔عن ابن ساعدی رضی اللہ عنہ)

❻ اسی طرح حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بحرین پر عامل مقرر فرمایا (اور ہر عامل کے لئے وظیفہ بھی مقرر کیا)۔ (بخاری۔عن عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ)

❼ حضرت ابن ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے عامل بنایا، میں نے تمام مال لا کر ان کے حوالے کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اجرت دینے کا حکم دیا۔ میں نے کہا: یہ کام تو میں نے اللہ (کی رضا) کے لئے کیا اور میری اجرت بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تمہیں بغیر مانگے مل جائے اسے لے لیا کرو، اس میں سے کھاؤ اور صدقہ بھی کرو۔ (مسلم۔عن ابن ساعدی رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غریب عوام کے ساتھ حسن سلوک:

❶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غریبوں کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو ایک چراگاہ کا نگران مقرر کیا اور اسے یہ ہدایت کی کہ مسلمانوں سے بہت نرمی

سے پیش آنا، مظلوم کی بددعا سے بچنا، اس لئے کہ مظلوم کی بددعا بہت جلد قبول ہوتی ہے اور اس چراگاہ میں ان لوگوں کے جانور داخل ہونے دینا جن کے پاس کم تعداد میں اونٹ اور بکریاں ہوں اس لئے کہ مالدار لوگوں کے مویشی اگر ہلاک ہو جائیں تو وہ کھیتی اور باغات سے اپنی ضروریات پوری کر لیں گے جبکہ غریب لوگوں کے معاشی حالات خراب ہو گئے تو ان کے اخراجات کی ذمہ داری حکومت پر ہو گی اس لئے پانی اور گھاس انہیں فراہم کرنا، سونا اور چاندی فراہم کرنے کی نسبت آسان ہے۔ (بخاری۔عن اسلم رضی اللہ عنہ)

❷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مدینہ کی خواتین میں کچھ دوپٹے تقسیم کئے ان میں سے ایک اعلیٰ قسم کا دوپٹہ بچ گیا۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے امیر المومنین، یہ دوپٹہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی، اپنی زوجہ (حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما) کو دے دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری نظر میں حضرت اُم سلیط رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ حق دار ہیں۔ یہ وہ عورت ہیں جو غزوہ اُحد میں مجاہدین کے لئے پانی کے مشکیزے اٹھا کر لا رہی تھیں۔

(بخاری۔عن ثعلبہ رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک:

❶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بازار میں جا رہے تھے راستہ میں ایک عورت نے عرض کیا: اے امیر المومنین، میرا شوہر فوت ہو گیا ہے اور چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے۔ اللہ کی قسم، میرے پاس نہ اتنی رقم ہے کہ میں کوئی چیز پکا کر ان کا پیٹ بھر سکوں، نہ کھیتی ہے اور نہ ہی دودھ والا کوئی جانور ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المال میں تشریف لے گئے اور ایک اونٹ پر غلہ لاد کر لے آئے۔ اس کے ساتھ کچھ درہم اور کپڑے بھی رکھ دیئے پھر اس اونٹ کی لگام اس عورت کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا: اسے لے جاؤ، ان شآء اللہ یہ ختم نہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر تمہیں عطا فرما دیں گے۔ (بخاری۔عن زید بن اسلم رضی اللہ عنہ)

❷ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے سلامت رکھا تو میں عراق کی بیوہ عورتوں کو اس قدر دوں گا کہ وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔

(بخاری۔عن عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گورنروں کو ہدایت:

❶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اپنے گورنروں کو ہدایات دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے آزر بائی جان کے گورنر حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس وقت تمہارے پاس جو مال ہے وہ تمہیں اپنی اور تمہارے باپ دادا کی محنت سے نہیں ملا، لہٰذا یہ مال (مستحق) مسلمانوں کو ان کی قیام گاہوں (گھروں) تک پہنچاؤ اور تم خود عیش پسندی، مشرکین کے طور طریقوں اور ریشمی لباس پہننے سے بچو اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی لباس پہننے سے منع فرمایا۔ (مسلم۔عن ابی عثمان رضی اللہ عنہ)

❷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آنے والی نسلوں کے معاش کی فکر رہتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے: اگر مجھے آئندہ آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہوتا تو جو علاقہ بھی فتح ہوتا میں اس کی زمینیں مجاہدین میں اسی طرح تقسیم کر دیتا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمینوں کو تقسیم کیا تھا۔ (بخاری۔عن اصغر رضی اللہ عنہ)

❸ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انہی معاشی منصوبوں کی بنا پر عوام کی معاشی حالت بہت بہتر ہو گئی۔ عوام کی خوشحالی کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں خوشحالی عطا فرمائی ہے تو تم بھی وسعت اختیار کرو۔ اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لوگ اچھے کپڑوں میں نماز پڑھنے لگے۔ (بخاری۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

❹ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں دینی خدمات سرانجام دینے والوں کے لئے بیت المال سے وظیفے مقرر کر رکھے تھے اور اس میں بھی وہ دین دار لوگوں اور ان کی خدمات کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اولین میں سے ہر ایک کا وظیفہ 4 ہزار درہم مقرر کیا لیکن اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کا وظیفہ ساڑھے 3 ہزار مقرر کیا۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے امیر المومنین، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی تو اولین مہاجرین میں سے ہیں، آپ نے ان کا وظیفہ کم کیوں مقرر کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہوں نے تو اپنے ماں باپ کے ساتھ ہجرت کی تھی جبکہ دیگر مہاجرین نے آزادانہ ہجرت کی تھی۔

(بخاری۔عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی لوگوں کے عقائد کی اصلاح کی کوشش:

❶ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قحط کے آثار ظاہر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور دیگر مسلمانوں کو لے کر میدان میں نکلے پھر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی: اے اللہ، پہلے ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے آپ سے دعا مانگا کرتے تھے اب (چونکہ وہ ہمارے درمیان موجود نہیں) اس لئے ہم آپ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے ذریعہ سے دعا کرتے ہیں۔ ہمیں بارش عطا فرما (اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اور بارش نازل فرمائی)۔ (بخاری۔ عن انس رضی اللہ عنہ)

❷ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ طواف کے دوران حجر اسود کے پاس پہنچے اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے حجر اسود، مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے تو نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگر میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی تیرا بوسہ نہ لیتا۔ (بخاری۔ عن عابس رضی اللہ عنہ)

❸ اسی طرح خانہ کعبہ کا طواف کرتے وقت آپ رضی اللہ عنہ نے 3 چکر دوڑ کر لگائے پھر فرمایا: اس وقت دوڑنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں تھی، یہ تو ہم نے مشرکین کو اپنی قوت دکھانے کے لئے کیا تھا اور اب مشرکین کو اللہ تعالیٰ نے نیست و نابود کر دیا ہے لیکن چونکہ یہ ایک ایسا فعل ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، اب ہم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے۔

(بخاری، مسلم۔ عن اسلم رضی اللہ عنہ)

❹ رمضان کی ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ اکیلے نماز پڑھ رہے ہیں، کچھ مختلف جماعتوں کی صورت میں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سوچا کیوں نہ میں ان سب کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔ آخر کار آپ رضی اللہ عنہ نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو انہیں نماز تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔ (بخاری۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

5 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ذریعے مصر فتح ہوا۔ اہل مصر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے امیر، ہمارا یہ دریائے نیل ہر سال ایک تدبیر کے ساتھ چلتا ہے۔ وہ یہ کہ ہر سال ہم ایک نوجوان لڑکی والدین سے لے کر اسے اچھا لباس اور زیورات پہنا کر دریا میں ڈالتے ہیں (اس طرح پورا سال دریا جاری رہتا ہے) حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا اور اسلام سابقہ تمام باطل رسومات کا خاتمہ کرتا ہے۔ لوگ لڑکی کو دریا میں ڈالنے سے باز رہے یہاں تک کہ دریا خشک ہو گیا اور پانی میسر نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں نے جلاوطنی کا ارادہ کر لیا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے صحیح کام کیا ہے، اب میں ایک خط آپ کو بھیج رہا ہوں آپ اسے دریائے نیل میں ڈال دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خط میں یہ لکھا: ''اللہ کے بندے عمر امیر المومنین کی طرف سے اہل مصر کے دریائے نیل کی طرف۔ حمد و ثناء کے بعد اے دریا اگر تو اپنی مرضی سے جاری ہوتا ہے تو نہ جاری ہو، ہمیں تیرے جاری ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تو اللہ واحد قہار کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری کر دے۔'' حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ خط دریائے نیل میں ڈال دیا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے ایک ہی رات کے اندر اندر دریا کو اس طرح جاری فرمایا کہ آج تک خشک نہیں ہوا۔

(البداية و النهاية۔ عن قیس بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ)

وضاحت: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گمان کے مطابق فیصلہ فرماتا ہے۔ جب اہل مصر کا یہ گمان تھا کہ دریا نوجوان لڑکی ڈالنے سے جاری ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے دریا کو اسی طرح بنا دیا جب ان کا گمان یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی دریا کو چلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل ایسا چلایا کہ آج تک خشک نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اچھا گمان رکھئے، اللہ تعالیٰ آپ کے تمام معاملات کو سنوار دیں گے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عراقی فتوحات

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایران اور عراق کی فتوحات کا آغاز ہوا تھا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت مثنیٰ بن حارثہ رحمۃ اللہ علیہ اس مہم میں مصروف تھے، انہیں ہر علاقے میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیابی مل رہی تھی لیکن شام کی بگڑتی ہوئی صورتحال کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو عراق کی مہم روک کر شام جانے کا حکم دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ربیع الثانی 13 ہجری میں حضرت مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو مفتوحہ علاقوں میں اپنا قائم مقام حاکم بنا کر خود شام روانہ ہو گئے۔ عراق میں حضرت مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ اکیلے رہ گئے تھے انہوں نے محسوس کیا کہ وہ اکیلے ایرانیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مزید امداد کی درخواست پیش کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری ایام تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر حضرت مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کی وصیت کی۔ جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تمام قبائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیعت کے سلسلے میں مدینہ آ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں کو جہاد کی دعوت دی۔ اس کے نتیجہ میں بہت سے لوگوں نے اپنے آپ کو جہاد کے لئے پیش کر دیا۔ ان میں بنو ثقیف کا سردار ابو عبید ثقفی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کے لئے اسلامی لشکر کا سپہ سالار مقرر کر کے عراق روانہ کر دیا۔

(1) جنگ غارق 13 ہجری:

حضرت ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ عراق پہنچنے کے بعد فوجی تیاریوں اور انتظامات میں مصروف ہو گئے اس وقت ملکہ پوران دخت ایران کی حکمران تھی۔ مسلمانوں کی شان دار کامیابیوں نے ایرانیوں کو بدحواس کر رکھا تھا۔ ملکہ نے مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنے ایک نامور سپہ سالار رستم کا انتخاب کیا جو کہ جنگی معاملات میں بہت ماہر تھا اور اسے ایک بہت بڑا لشکر دے کر روانہ کیا۔ رستم کو حضرت ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کی ماتحتی میں اسلامی لشکر روانہ ہونے کی اطلاع مل چکی تھی اس نے اپنے 2 کمانڈروں جابان اور نرسی کو الگ الگ فوج دے کر مختلف علاقوں کی طرف روانہ کیا۔ رستم کا خیال تھا کہ جابان فرات کی جانب سے اور نرسی

کسکر کی سمت سے مسلمانوں کی پیش قدمی کو روکیں گے اوراس نے ایک بہت بڑا لشکر حضرت مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ کے لئے بھی روانہ کیا۔ حضرت ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ جب غارق کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے ایرانی فوج کے سپہ سالار جابان کو گرفتار کر لیا، چونکہ مسلمان اسے پہچانتے نہیں تھے، اس نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے 2 غلام فراہم کر کے مسلمانوں سے اپنی رہائی کا وعدہ لے لیا۔ بعد میں جب حضرت ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کو علم ہوا تو انہوں نے کہا: ایک دشمن سردار کا چھوڑنا ہمارے لئے نقصان دہ ہے مگر اب ہم وعدہ کر چکے ہیں جسے پورا کرنا ضروری ہے۔ جابان کی شکست سے ایرانیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ میدان چھوڑ کر کسکر کے مقام پر جمع ہو گئے جہاں ایرانی سردار نرسی اپنی فوجوں کے ساتھ موجود تھا۔ جابان کی شکست کی اطلاع جب رستم کو ملی تو اس نے جالینوس کی قیادت میں مزید فوج نرسی کی مدد کے لئے روانہ کی۔ حضرت ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ نے جالینوس کے پہنچنے سے پہلے ہی نرسی کی فوج پر حملہ کر دیا۔ نرسی کی فوج میدان چھوڑ کر بھاگ گئی۔ مسلمانوں کی جرأت اور بہادری کو دیکھتے ہوئے یہاں کے مقامی لوگوں نے اطاعت قبول کر لی۔

② جنگ جسر 13 ہجری:

رستم کو جب نرسی کی شکست کی خبر ملی تو وہ آپے سے باہر ہو گیا، اس نے اس شکست کا بدلہ لینے کے لئے اہل عجم کو مسلمانوں سے مقابلہ کی دعوت دی اور بہمن جادویہ کو تیس ہزار کا لشکر دے کر حیرہ روانہ کیا۔ ساتھ ہی اس کی مدد پر جالینوس کو مقرر کیا اور اسے میدان جنگ سے بھاگنے والوں کو سزا دینے کا حکم بھی دیا۔ یہ لشکر حیرہ کی جانب سے بڑھا راستے میں دریائے فرات حائل تھا۔ ایرانی لشکر نے کشتیوں کے ذریعے دریا عبور کرنے کے لئے پل تیار کیا پھر حضرت ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کو پل پار کر کے آنے کی دعوت دی۔ حضرت ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کے مشیروں نے وہیں رک کر مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا مگر حضرت ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہہ کر دریا پار کیا کہ دشمن نے ہمیں للکارا ہے، ہمیں جانا چاہئے۔ اس طرح وہ دریا پار کر کے دشمن کے مقابلے میں جا کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں کو بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک طرف میدان تنگ اور نا ہموار تھا دوسری طرف ایرانی لشکر بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ ہاتھیوں کے گلے میں گھنٹے لٹکا کر لایا تھا

جو بڑے زور سے بج رہے تھے۔ اسلامی لشکر کے گھوڑوں نے ہاتھیوں کو کبھی نہیں دیکھا تھا اس لئے وہ ان سے ڈر کر بھاگنا شروع ہو گئے۔ فوجی نظام کا شیرازہ بکھر گیا مسلمان گھوڑوں سے کود کر زمین پر اتر آئے اور بھرپور مقابلہ کیا۔ اسی دوران ایک ہاتھی نے حضرت ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کو روند ڈالا اور انہوں نے جام شہادت نوش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کا سنتے ہی اسلامی فوج میں مایوسی کی لہر دوڑ گئی اور بھگدڑ مچ گئی۔ ایک مجاہد نے پل کی رسیاں کاٹ دیں تاکہ مسلمان ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ جب حضرت مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمان فوج کو مشکل میں دیکھا تو دوبارہ پل بنانے کا حکم دیا اور ساتھ ساتھ دشمن کی پیش قدمی کو بھی روکے رکھا اس طرح باقی مجاہدین نے دریا عبور کر کے اپنی جانیں بچائیں۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کا خاصا جانی نقصان ہوا۔ اس معرکہ میں **9** ہزار مجاہدین میں سے صرف **3** ہزار کی جانیں بچ سکیں جن میں حضرت مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ سمیت اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم زخمی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان حالات کی خبر ہوئی تو انہیں بہت افسوس ہوا اور انہوں نے نئی فوجی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو **2** مرتبہ دریائے فرات پر پل بنانا پڑا۔ پل کو عربی زبان میں جسر کہتے ہیں۔ اس لئے اس جنگ کا نام ''جنگ جسر'' پڑ گیا۔

③ جنگ بویب رمضان 14 ہجری:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسلم افواج کی شکست کا بڑا رنج ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دشمن کو شکست دینے اور اسلامی لشکر کو بحال کرنے کے لئے ایک بار پھر لوگوں کو جہاد کی دعوت دی جسے بہت سے لوگوں نے قبول کیا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں ایک لشکر حضرت مثنیٰ بن حارثہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ حضرت مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے طور پر ایک منظّم فوج تیار کر رکھی تھی۔ رستم نے مسلمانوں کی تیاری کی اطلاع پا کر مہران بن مہرویہ کی سرکردگی میں ایک فوج روانہ کی۔ یہ **12** ہزار فوج لے کر کوفہ سے تھوڑی دور بویب مقام پر آ پہنچا۔ یہاں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں، درمیان میں دریائے فرات بہہ رہا تھا۔ ایرانی جرنیل نے پہلے کی طرح کشتیوں کو جمع کر کے پل بنایا اور مسلمانوں کو دریا عبور کرنے کی دعوت دی لیکن حضرت مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ اس غلطی کا انجام پہلے دیکھ چکے تھے اس لئے انہوں نے ایرانی لشکر کو دریا عبور کر کے آنے کی دعوت دی۔ وہ دریا عبور کر کے آیا

دونوں فوجوں میں خوب مقابلہ ہوا مسلمانوں نے ایرانی فوج پر بھرپور حملہ کیا، مہران اس حملے کی تاب نہ لا سکا اور ایک مجاہد کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔اس کے قتل کی خبر سنتے ہی ایرانی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔مسلمانوں نے دشمنوں کی کشتیوں کے بنائے ہوئے پل توڑ دیئے تا کہ ان کے لئے میدان جنگ سے بھاگنے کا کوئی راستہ باقی نہ رہے۔مسلمان فوج کے زور دار حملے کی تاب نہ لاتے ہوئے دشمن جیسے ہی بھاگنے لگے تو پیچھے پل نہ ہونے کی وجہ سے بدحواسی کا شکار ہو گئے۔مسلمانوں نے سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔اس طرح اس جنگ میں مسلمانوں کے اس نقصان کی تلافی ہو گئی جو اس سے پہلے جنگ جسر میں پہنچا تھا۔

④ جنگ قادسیہ محرم 14 ہجری:

جنگ بویب میں ایرانیوں کی شکست کی خبر جب ایرانی دارالحکومت پہنچی تو ہر طرف شور مچ گیا۔ایرانیوں نے عورت کی حکومت کو منحوس قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ شکست عورت کی حکمرانی اور آپس کے اختلافات کا نتیجہ ہے۔چنانچہ انہوں نے پوران دخت کو تخت سے اتار کر 16 سالہ نوجوان یزدگرد کو اپنا نیا بادشاہ بنا لیا۔یزدگرد نے حکومت سنبھالتے ہی فوج کو ازسرنو ترتیب دیا جس سے ایرانی سلطنت میں جان پڑ گئی اور مسلمانوں کے مفتوحہ علاقوں میں بغاوت پھیل گئی۔ چند مفتوحہ علاقے بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گئے ۔ ایرانی حکومت کی ان زبردست تیاریوں کی اطلاع جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو فوجی تیاریوں کا حکم دیا اور خود حج کرنے مکہ تشریف لے گئے۔جب آپ حج کر کے مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ مجاہدین بڑی تعداد میں جمع ہو چکے تھے۔آپ رضی اللہ عنہ ایک لشکر اپنی ماتحتی میں لے جانے کا خیال ظاہر کیا لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے خود جانے کے بجائے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک بہت بڑا فوجی لشکر روانہ کیا۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے تو راستہ میں انہیں حضرت مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر ملی جو جنگ جسر میں زخمی ہو گئے تھے۔ جب یہ لشکر مقام شراف پر پہنچا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ملا کہ اس لشکر کو قادسیہ کی طرف لے جائیں۔ قادسیہ پہنچ کر اسلامی لشکر نے سرزمین ایران کے سامنے مورچے بنا لئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق 14 آدمیوں کا وفد

امن کی گفتگو کی خاطر شاہ ایران یزدگرد کے پاس بھیجا گیا جس نے بادشاہ کو بڑی معقول تجاویز دیں لیکن شاہ ایران نے ان تجاویز پر غور کرنے کے بجائے کہا: کیا تمھیں یاد نہیں کہ تم زمین میں سب سے زیادہ بد بخت اور ذلیل تھے۔حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سچ کہہ رہے ہو کہ ہم بڑے بد بخت اور گمراہ تھے، آپس میں لڑتے مرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑی مہربانی فرمائی کہ ہمارے پاس ایک ایسا رسول بھیجا جس نے ہمیں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا۔اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دنیا والوں کے سامنے اسلامی تعلیمات پیش کرنے کا بھی حکم دیا جو اسے قبول کرنے سے انکار کرے اس سے جہاد کرنے کی تعلیم دی یہ سنتے ہی شاہ ایران غصہ میں آ گیا اور کہا: اگر قاصدوں کو قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تمھیں قتل کروا دیتا پھر اس نے مٹی کا ایک ٹوکرا منگوا کر وفد کے ایک آدمی کے سر پر رکھوا دیا۔وہ لے کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ”آپ کو فتح مبارک ہو دشمن نے خود ہی اپنی زمین ہمارے حوالے کر دی ہے۔“ شاہ ایران نے اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو اپنی شان و شوکت سے مرعوب کرنے کی کوشش کی اور دنیاوی مال و دولت کا لالچ بھی دیا۔ مسلمانوں نے اس کی پیش کش کو رد کر دیا اور کہا: جزیہ دینا قبول کرو یا مسلمان ہو جاؤ ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے۔ یزدگرد نے مسلمانوں کو یہ دھمکی دے کر واپس لوٹا دیا کہ ہمارا ایک ماہر کمانڈر رستم مسلمانوں کا خاتمہ کرنے کے لئے بہت بڑی فوج لے کر قادسیہ پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ رستم 1 لاکھ 20 ہزار فوج لے کر مسلمانوں کے مقابلہ میں آیا۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیماری کی وجہ سے خود میدان جنگ میں حاضر نہ ہو سکے مگر لکھ کر فوج کو ہدایات جاری کرتے رہے۔ پہلے دن ایرانی اپنے ہاتھیوں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں لائے جس سے مسلمانوں کو بڑا نقصان اٹھانا پڑا لیکن پھر بھی انھوں نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا شام ہونے پر فریقین اپنے اپنے کیمپوں میں چلے گئے۔ دوسرے دن اسلامی فوج اپنے اونٹوں پر سیاہ چادریں ڈال کر خوفناک بنا کر میدان جنگ میں لائے، ان سے ایرانی گھوڑوں نے ڈر کر میدان سے بھاگنا شروع کر دیا، آدھی رات کو جنگ ختم ہو گئی۔ تیسرے دن ایرانیوں نے بڑے زور و شور سے حملہ کیا مگر مسلمانوں کے جوابی حملے کے باعث ایرانی فوج کے ہاتھیوں نے

بدحواس ہو کر اپنی ہی فوج کو روند ڈالا۔ جنگ پوری رات جاری رہی صبح تک ایرانیوں کے حوصلے پست ہو چکے تھے، وہ میدان جنگ سے بھاگنا شروع ہو گئے۔ یہ صورتحال دیکھ کر رستم خود آگے بڑھا اور مقابلہ کیا لیکن بری طرح زخمی ہوا آخر کار اس نے بھاگ کر نہر میں چھلانگ لگانے کی کوشش کی لیکن ہلال نامی مجاہد نے اسے قتل کر ڈالا۔ ایرانیوں کو اس جنگ میں بری طرح شکست ہوئی اور میدان جنگ میں ان کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ ان کے 30 ہزار سپاہی مارے گئے۔ مسلمانوں کو خوب مال غنیمت ملا، مسلمانوں کا غیر مسلموں کے دلوں میں رعب بیٹھ گیا، بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور اس جنگ کے بعد ایرانی حکومت اتنی کمزور ہو گئی کہ اسلامی فوج کا مقابلہ کرنے کی ان میں کوئی مضبوط طاقت باقی نہ رہی۔ مسلمانوں نے قادسیہ سے آگے بڑھ کر آسانی کے ساتھ بابل، کوثی اور بہرہ شیر وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔

5 مدائن کی فتح 15 ہجری:

قادسیہ کی جنگ میں شکست کھانے کے بعد جو ایرانی فوجی میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے ان کی بہت سی تعداد بابل میں آ کر جمع ہو گئی۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا وہاں بھی انہیں شکست دی۔ آخر کار وہ بھاگ کر مدائن میں داخل ہو گئے۔ یہ خوبصورت شہر دریائے دجلہ کے دونوں کناروں کی جانب پھیلا ہوا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مدائن کا رخ کیا پہلے شہر کے ایک حصے پر قبضہ کیا، ایرانی دوسرے حصے میں جا کر پناہ گزین ہوئے۔ ان پناہ گزینوں میں شاہ ایران یزدگرد بھی شامل تھا۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمان دریا عبور کر کے یہاں نہیں آ سکیں گے اس لئے کہ دریا کو عبور کرنے کے لئے انہیں پل بنانا پڑے گا جو انہیں بنانے نہیں دیا جائے گا۔ دریا کا پہلا پل جسے ایرانی استعمال کرتے تھے اسے بھی انہوں نے توڑ دیا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس مہم کو ادھورا نہیں چھوڑنا چاہتے تھے لہٰذا انہوں نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا پھر ساری فوج نے ان کی پیروی کرتے ہوئے دریا کو عبور کر لیا۔ اس طرح پورا اسلامی لشکر دریا پار کر گیا۔ مسلمانوں کی یہ ہمت اور جواں مردی کے پیش نظر ایرانی مقابلہ کرنے کے بجائے شہر چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

شاہ ایران یزدگرد بھی اپنے خاندان کے ہمراہ یہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا باقی ماندہ لوگوں نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی اور جزیہ دینا منظور کر لیا۔ اس طرح مسلمانوں نے مدائن پر بغیر مقابلہ کے قبضہ کر لیا اور انہیں یہاں سے خوب مال غنیمت حاصل ہوا۔

⑥ جنگ جلولا 16 ہجری:

جو ایرانی مدائن سے شہر خالی کر کے بھاگ آئے تھے، ان کی بہت بڑی تعداد جلولا میں جمع ہو گئی، یہاں پر پہلے کی جنگوں میں شکست کھائے ہوئے ایرانی بھی موجود تھے اور یہ سب قلعہ بند ہو گئے۔ انہوں نے اپنے بچاؤ کے لئے شہر کے گرد خندق کھود ڈالی تا کہ مسلمان شہر میں داخل نہ ہو پائیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں ان کے خلاف فوج بھیجی جنہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا محاصرہ کئی ماہ تک جاری رہا آخر کار ایرانی تاب نہ لا سکے اور مسلمان قلعہ فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

⑦ خوزستان کی فتوحات:

عراق کی فتوحات کے بعد جب وہاں مسلمان اپنی حکومت بنانے میں کامیاب ہو گئے تو انہوں نے بصرہ شہر آباد کیا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یہاں کے حاکم مقرر ہوئے جو لگاتار فوجی کارروائی کرتے رہے۔ شاہ ایران نے ان کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے ہرمزان کی قیادت میں فوج روانہ کی لیکن مجاہدین اسلام کے جوش و جذبہ کو دیکھتے ہوئے خود ہی ایرانیوں نے شہر کو مسلمانوں کی تحویل میں دے دیا اور ہرمزان نے یہ شرط پیش کی کہ اسے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا جائے لہٰذا اسے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح خوزستان کا علاقہ جو فوجی اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا تھا مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔

⑧ فتح نہاوند اور ساسانی حکومت کا خاتمہ:

شاہ ایران یزدگرد بڑا پریشان اور غصہ سے لبریز تھا اس لئے کہ اسے مسلمانوں کے مقابلے میں مسلسل شکست کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا آخر کار اس نے فیصلہ کن جنگ لڑنے کا

منصوبہ بنایا اور مروان شاہ کی قیادت میں ڈیڑھ لاکھ کا لشکر مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ 21 ہجری میں نہاوند کے مقام پر دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں زبردست جنگ کے بعد آخر کار مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس فتح کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ ایران کے سارے علاقوں پر مختلف سمتوں سے حملے کر دو تاکہ پورا علاقہ فتح ہو جائے۔ لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل ہوئی جس کے نتیجے میں بہت سے علاقے اسلامی مملکت میں شامل ہو گئے جیسے اصفہان، فارس، خراسان، آذر بائی جان وغیرہ۔ شاہ ایران یزدگرد خراسان میں مقیم تھا اس نے مقابلہ کی کوشش کی مگر احنف بن قیس کے ہاتھوں اسے شکست ہوئی اور وہ خاقان چین کے علاقے میں پناہ کی غرض سے بھاگ گیا۔ اس طرح ایرانی سلطنت کے تمام وسیع علاقے مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے اور ایران کی ساسانی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی سو فیصد درست ثابت ہوئی۔ عراق کی مہم جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شروع ہوئی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مکمل ہو گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتوحات شام

مسلمانوں کی مملکت کی سرحدیں دنیا کی 2 عظیم سلطنتوں ایران اور شام سے ٹکراتی تھیں۔ جس طرح مسلمانوں کو ایرانی حکومت سے خطرہ تھا اسی طرح شامی حکومت جو رومی حکمران کی ماتحتی میں تھی اس سے بھی مسلمانوں کو خطرہ تھا اسی لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایران اور شام دونوں کے خلاف فوجی کارروائی کرتے ہوئے حضرت مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو عراق اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شام کی مہم پر روانہ کیا تھا۔ شامی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں تھے اسی لئے لشکر اسامہ روانہ کیا گیا تھا۔

(1) فتح دمشق:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کا منصب سنبھالا، اس وقت اسلامی فوج حضرت خالد رضی اللہ عنہ

کی سپہ سالاری میں دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک تھے اور وہ میدان جنگ میں ایسی تراکیب اختیار کرتے جن کا دشمن کو اندازہ ہی نہ ہوتا۔ آپ رضی اللہ عنہ دشمن کی نقل و حرکت پر گہری نظر رکھتے۔ رجب 14 ہجری میں ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ دمشق کا حکمران اپنے بیٹے کی پیدائش پر خوشیاں منا رہا ہے اور ملک کے دفاع سے غافل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے شہر کی فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے ان کے ساتھ ساتھ قعقاع بن عمر، ندعور اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی فصیل پر چڑھ گئے ان کے فصیل پر چڑھتے ہی اہل شہر ہراساں ہو گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دروازے پر موجود دربانوں کو قتل کر دیا اور شہر کا دروازہ کھول دیا۔ ساری فوج شہر میں داخل ہوگئی۔ اہل دمشق نے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے صلح کی درخواست پیش کی جسے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قبول کیا اور اعلان کیا کہ جو جزیہ دینا منظور کرلیں، انہیں امان دی جائے گی۔ انہوں نے قبول کر لیا اس طرح دمشق میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔

② فتح اردن 14 ہجری:

دمشق کی فتح کے بعد مسلمانوں کی فوجی طاقت کافی بڑھ چکی تھی انہوں نے شام کے دارالحکومت سمیت اہم علاقوں پر قبضے کر لئے۔ عیسائیوں کی قوت کمزور ہو چکی تھی لیکن اس کے باوجود وہ مسلمانوں سے بدلہ لینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس نیت سے انہوں نے اردن کے شہر بیسان میں اپنی فوجی طاقت کو جمع کیا اور مسلمانوں کے مقابلہ میں آ گئے مگر اس میں انہیں بری طرح شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

③ حمص کی فتح 14 ہجری:

اردن کی فتح کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حمص فتح کرنے کا منصوبہ بنایا اور وہاں پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کی عیسائی آبادی نے معمولی جھڑپوں کے بعد صلح کی پیش کش کر دی جسے مسلمانوں نے قبول کر لیا اور حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مفتوحہ علاقے

کا گورنر مقرر کر دیا۔حمص کی فتح کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی فوج کو حکم دیا کہ مزید پیش قدمی روک دیں اس لئے کہ شام کی حکومت سے مسلمانوں کو جو خطرہ تھا وہ ٹل چکا ہے لہٰذا مسلمانوں نے اپنے امیر کی اطاعت کرتے ہوئے فوجی کارروائی روک دی۔

④ جنگ یرموک 15 ہجری:

حمص کی فتح کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ملنے والے احکامات مسلمانوں کی خارجہ پالیسی کی ترجمانی کرتے ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسلمان ملک گیری کی ہوس یا مال و دولت کے حصول کے لئے جنگ نہیں کرتے بلکہ اپنے دفاع، تحفظ اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے جنگ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب شام کی حکومت سے خطرہ ٹل گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید پیش قدمی سے روک دیا مگر روم کا بادشاہ ہرقل مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لئے فوجی تیاریوں میں مصروف ہوگیا۔اس نے اپنی عیسائی ریاستوں کے حکمرانوں کو حکم دیا کہ وہ امدادی فوجیں روانہ کریں تاکہ مسلمانوں سے ایک فیصلہ کن جنگ لڑی جائے۔مسلمانوں کو جب یہ علم ہوا تو انہوں نے بھی ان کے خلاف فوجی تیاریاں شروع کر دیں۔ جب مسلمانوں نے فوجی تیاریاں مکمل کرلیں تو وہ صحرائے عرب کے کھلے کنارے پر آ گئے اور دمشق شہر خالی کر دیا، اس شہر کے لوگوں سے جو جزیہ کی رقم وصول کی تھی وہ بھی انہیں واپس کر دی، اس لئے کہ جزیہ حفاظت کے بدلہ میں لیا جاتا ہے۔ جب مسلمان وہاں سے نکلے تو حفاظت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو گئے۔مسلمانوں کی فوج 50 ہزار جبکہ عیسائی فوج 2 لاکھ 40 ہزار تھی۔مسلمان فوج کی قیادت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عیسائی فوج کی قیادت ان کے مشہور جنرل باہان کر رہے تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جنگ کا نقشہ تیار کیا اور اپنے ساتھیوں کے سامنے چند تدابیر پیش کیں جو بڑی اہمیت کی حامل تھیں۔

❶ ہمارے سامنے دو جگہیں ہیں: بیت المقدس اور انطاکیہ۔ہمیں ان دونوں میں سے کسی پر حملہ نہیں کرنا چاہیئے۔

❷ چونکہ ہماری تعداد دشمن کے مقابلہ میں بہت کم ہے اس لئے ہمیں یہیں ٹھہر کر دشمن کا

مقابلہ کرنا چاہئے۔

3 کھلے میدان میں دشمن کا مقابلہ کرنا زیادہ مناسب ہے۔

4 ہمیں اپنے پیچھے کے راستے کھلے رکھنے چاہئیں تا کہ بوقت ضرورت مرکز سے امداد پہنچے۔

سب نے ان تجاویز سے اتفاق کیا اور شام سے کچھ دور یرموک کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ یہ ایسا معرکہ تھا جس میں شام کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار فوج دے کر مدد کے لئے روانہ کیا اور پُر تاثیر الفاظ میں ایک خط لکھ کر قاصد کو ہدایت کی کہ خود ایک ایک صف میں جا کر یہ پیغام پہنچائے۔ ''اے برادران اسلام، عمر رضی اللہ عنہ نے سلام عرض کرنے کے بعد تم کو یہ پیغام دیا ہے کہ پوری سرگرمی کے ساتھ جنگ کرو اور دشمنوں پر شیروں کی طرح حملہ آور ہو کہ وہ تم کو چیونٹیوں سے زیادہ حقیر معلوم ہوں۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہے اور آخر فتح تمہارا مقدر ہے۔'' اس اہم معرکہ میں رومیوں کی تعداد 2 لاکھ جبکہ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد صرف 32 ہزار تھی۔ یرموک کا پہلا معرکہ بے نتیجہ رہا۔ 5 رجب 15 ہجری کو دوسرا معرکہ پیش آیا، رومیوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ 30 ہزار آدمیوں نے پاؤں میں بیڑیاں پہن لی تھیں کہ بھاگنے کا خیال تک نہ آئے ہزاروں پادری ہاتھوں میں صلیب لئے آگے آگے تھے اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا نام لے کر جوش دلا رہے تھے۔ بڑی خونریز جنگ ہوئی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فوجی قیادت کے جوہر دکھاتے ہوئے اسلامی لشکر کو 38 دستوں میں تقسیم کیا اور ہر دستے کا ایک کمانڈر مقرر کیا۔ مسلمانوں نے ہر طرف سے تیروں کی بارش کی۔ عیسائیوں نے بھی بڑے جوش و خروش کے ساتھ جنگ کی مگر آہستہ آہستہ ان کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ رومی فوج کے نامی گرامی جرنیل مارے گئے اور مسلمانوں کو عظیم الشان فتح نصیب ہوئی۔ اس جنگ سے شام کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا، عیسائی فوج کی قوت مٹ گئی اور شام کا علاقہ اسلامی سلطنت کا حصہ بن گیا اور بڑی تعداد میں عیسائی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

⑤ فتح بیت المقدس 16 ہجری:

مذاہب عالم کی تاریخ میں بیت المقدس شہر کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جنگ یرموک میں کامیابی کے بعد اسلامی لشکر نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فلسطین کا رخ کیا اور بیت المقدس شہر کا محاصرہ کرلیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ شام کی دیگر مہمات سے فارغ ہونے کے بعد امدادی فوج لے کر فلسطین پہنچ گئے۔ عیسائیوں نے بیت المقدس شہر کے دفاع کی بھرپور کوشش کی لیکن انہیں کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ آخرکار انہوں نے مسلمانوں کے سامنے صلح کی شرائط پیش کر دیں۔ ان میں سے اہم ترین شرط یہ تھی کہ صلح کا معاہدہ خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لا کر کریں۔ عیسائیوں کی اس شرط کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کے بعد اسے قبول فرماتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام خلیفہ مقرر کیا اور فلسطین روانہ ہو گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ جابیہ مقام پر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کا پرتپاک استقبال ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جابیہ مقام پر بڑا بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو، اپنے باطن کو درست کرلو، تمہارے ظاہر خود بخود درست ہو جائیں گے، آخرت کو سنوارنے کے لئے نیک اعمال کرو، تمہارے دنیا کے اعمال بھی درست ہو جائیں گے۔ جو آدمی جنت کے راستہ پر چلنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ (مسلمانوں کی) جماعت کے ساتھ رہے۔ اس لئے کہ شیطان اکیلے آدمی کو جلدی بہکا سکتا ہے بہ نسبت دو آدمیوں کے۔ وہ آدمی جسے نیکی کے بعد خوشی اور گناہ کے بعد پریشانی لاحق ہو وہ حقیقی مومن ہے۔ اس خطبہ کے بعد صلح نامے کا مسودہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے دستخط کیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عیسائیوں کی حالت دیکھ کر بہت روئے اور بڑی ہمدردی سے ان کی شکایات کو سنا پھر جب آپ رضی اللہ عنہ بیت المقدس کی زیارت کے لئے روانہ ہونے لگے تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور دیگر سپہ سالاروں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بہترین لباس پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ پہن لیں اور رومیوں کے سامنے شان و شوکت کے ساتھ جائیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ظاہری شان و شوکت اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی عظمت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی، ہمارے لئے یہ فخر کم ہے کہ ہم مسلمان ہیں؟ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس

کا معائنہ کیا۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا، عیسائیوں نے گرجا میں نماز پڑھنے کی درخواست کی مگر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں نے گرجہ گھر میں نماز پڑھ لی تو مسلمانوں کے لئے یہ ایک مثال قائم ہو جائے گی اور بعد میں ان کے لئے دشواریاں پیدا ہوں گی۔ چند دن وہاں قیام کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ بخیریت واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے بڑی آسانی سے بیت المقدس مسلمانوں کے قبضہ میں دے دیا۔ (تاریخ طبری، فتوح البلدان)

6 فتح مصر:

بیت المقدس کی فتح کے بعد مسلمان شام کے تمام علاقوں پر قابض ہو چکے تھے، شام سے کچھ دور مصر کا علاقہ تھا جہاں پر عیسائیوں کی حکومت تھی اور وہ بھی مسلمانوں کی مخالفت اور دشمنی میں پیش پیش تھے۔ مسلمان اپنے تحفظ کے لئے مصر کا علاقہ فتح کرنا چاہتے تھے۔ مصر پر لشکر کشی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مسلمانوں نے شام میں جتنی بھی لڑائیاں لڑیں ان میں مصر کے حکمرانوں نے مسلمانوں کے خلاف بھرپور تعاون کیا اور مصر کے علاقے میں ہی سکندریہ کی بندرگاہ تھی جہاں سے عیسائی سمندر کے راستے شام کو فوجی امداد پہنچایا کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ شکست پانے والے عیسائیوں نے بھی مصر کو اپنی پناہ گاہ بنا لیا تھا۔ ان وجوہات کی بنا پر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مصر فتح کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت عنایت فرمائی۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ 4 ہزار مجاہدین کی قیادت کرتے ہوئے مصر کی طرف روانہ ہوئے اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مزید فوجی امداد طلب کی جس کے نتیجے میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی قیادت میں 10 ہزار فوج روانہ کی۔ عیسائی قلعہ بند ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے لگے۔ مسلسل 7 ماہ تک قلعہ کا محاصرہ کرنے کے بعد آخرکار مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔ اس کے بعد سکندریہ کا محاصرہ کیا اور اسے بھی بآسانی فتح کر لیا۔ سکندریہ کے رہائشیوں نے صلح کر لی۔ مصر کی فتح سے عیسائیوں کی فوجی اور سیاسی قوت کا مکمل خاتمہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ مصر کے بہت سے علاقے مثلاً قساریہ، خوزستان، اہواز، مناذر، سوس، رامہرز اور شوستر بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے جو کہ مسلمانوں کی بہت بڑی کامیابی تھی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ غیر معمولی قابلیت کے جرنیل تھے، آپ رضی اللہ عنہ کی فوجی ذہانت، فہم و فراست، بہادری، شجاعت و جرأت کا اعتراف صرف مسلمانوں ہی نے نہیں بلکہ مغربی مؤرخین نے بھی کیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں انہیں مسلمان فوج کا سپہ سالار مقرر کیا تھا اور انہوں نے اندرونی اور بیرونی حالات کو درست کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ ایران، عراق اور شام کی فتوحات میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا بڑا ہاتھ رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چند وجوہات کی بنا پر انہیں ان کے عہدہ سے معزول کر دیا اور وہ وجوہات یہ تھیں:

❶ مسلسل فتوحات کی وجہ سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ ہر دل عزیز ہو گئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا تاکہ کہیں فوجی مطلق عنانی قائم نہ ہو جائے۔

❷ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کچھ ایسے افراد قتل ہوئے جنہیں قتل کرنا درست نہیں تھا، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ناگوار گزرا۔

❸ حضرت خالد رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوجی حساب و کتاب پیش نہیں کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے حساب و کتاب طلب کیا تو انہوں نے پہلے تاخیر کی پھر پیش کر دیا۔ یہ عمل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ناگوار گزرا۔

❹ کسی شاعر نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تعریف میں چند اشعار کہے، انہوں نے خوش ہو کر اس شاعر کو 10 ہزار درہم کا تحفہ دے دیا۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اعتراض تھا کہ اگر یہ رقم بیت المال سے دی گئی ہے تو خیانت ہے اور اگر یہ اپنی جیب سے دی گئی ہے تو یہ اسراف ہے۔

❺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی نسبت جنگی صلاحتیں زیادہ رکھتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہی صلاحیتوں کی بنا پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو فوج کا سپہ سالار بنانا مناسب سمجھا۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کیا تو لوگوں نے اعتراضات کئے جس کے جواب میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ لوگوں نے خود ہی میرے کندھے پر خلافت کا بوجھ رکھا ہے اور میں ایک چرواہے کی طرح ہوں، اگر میں غفلت برتوں گا تو نقصان پہنچے گا اور مجھ سے اس کی باز پرس ہو گی۔ اگر میں اپنی خلافت کے دوران اچھا کام نہیں کروں گا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہو گا۔ خلیفہ اول کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر زیادہ اعتماد تھا جبکہ مجھے ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ پر زیادہ اطمینان اور بھروسا ہے۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مطمئن کر دیا اور پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم مجھے بہت عزیز ہو اور میں تمہاری بہت عزت کرتا ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام عمال کو لکھ کر بھیجا کہ میں نے خالد رضی اللہ عنہ کو کسی ناراضگی یا خیانت کی بنا پر معزول نہیں کیا بلکہ مصلحت کے تحت انہیں معزول کیا ہے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ خالد رضی اللہ عنہ جہاں بھی جاتے ہیں انہیں فتح ملتی ہے جبکہ تمام اختیارات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بھی خلیفہ وقت کے احکامات کے سامنے اپنا سر جھکاتے ہوئے کہا: میں ایک سپاہی ہوں، میں نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر رکھا ہے، مجھے کسی سرداری یا شان و شوکت کی تمنا نہیں ہے۔ مجھے جس کمانڈر کے ماتحت بھی کیا جائے گا میں ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرتا رہوں گا، خلیفہ وقت کے احکام ماننا میرا فرض ہے۔ اس طرح حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ایک فوجی کی حیثیت سے بعد کی تمام جنگوں میں شرکت کی۔ (تاریخ طبری)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نظام خلافت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد بڑی محنت، جفاکشی اور دیانت داری سے نظم و نسق کو چلایا اور عوام کی فلاح و بہبود کو ہمیشہ مدنظر رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مثالی اسلامی حکومت کا عملی نقشہ پیش کیا اور حکومت کو اس انداز سے چلایا کہ اپنوں کے علاوہ غیر مسلموں نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت کو خراج تحسین پیش کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتظام سلطنت درج ذیل اصولوں پر قائم تھا:

① مرکزی نظام:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی حکومت وسیع علاقوں تک مشتمل تھی اور ان کا انتظام بڑی خوش اسلوبی سے چلایا جا رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ قائم کی تمام اہم مسائل اس مجلس کے سامنے پیش کئے جاتے اس میں انصار اور مہاجرین دونوں شامل تھے اس کے ساتھ ساتھ ایک عام مجلس بھی ہوتی جس میں اہم معاملات پر غور کیا جاتا، اس کے بلانے کا طریقہ یہ تھا کہ اعلان کروایا جاتا لوگ مسجد میں جمع ہو جاتے نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ جس معاملہ کے لئے مجلس طلب کی گئی ہوتی وہ سامنے رکھتے اس طرح عوام کا مشورہ بھی شامل ہو جاتا اور عوام کو بھی معلوم ہو جاتا کہ حکومت کیا کر رہی ہے۔ اس مرکزی حکومت کی قیادت خلیفہ خود کرتے۔

② صوبائی نظام:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکومت کے کام میں آسانی پیدا کرنے کے لئے مملکت کو صوبوں میں تقسیم کر دیا ابتدا میں صرف 8 صوبے تھے:

❶ مکہ ❷ مدینہ ❸ شام ❹ جزیرہ ❺ بصرہ ❻ کوفہ ❼ مصر ❽ فلسطین۔

مگر فتوحات کی وجہ سے صوبوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

③ صوبوں کے حکام:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر صوبے کا عامل بڑے غور و فکر کے بعد بنایا کرتے تھے اور عامل کو عہدہ دینے سے پہلے اس سے چند باتوں کا عہد لیتے تھے:

❶ وہ ترکی گھوڑے پر سواری نہیں کریں گے ❷ باریک اور قیمتی لباس نہیں پہنیں گے ❸ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھائیں گے ❹ اپنی قیام گاہ کے باہر دربان کھڑا نہیں کریں گے بلکہ عوام کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا رکھیں گے۔

اس کے علاوہ عامل کے ذاتی سامان کی فہرست بھی بنائی جاتی اور اسے مزید نصیحتوں سے نوازا جاتا۔ عیاض بن غنم عامل مصر کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ کو شکایت پہنچی کہ وہ

باریک کپڑے پہنتے ہیں اور ان کے دروازہ پر دربان مقرر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو تحقیقات پر مامور کیا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے مصر پہنچ کر دیکھا تو واقعی دروازہ پر دربان تھا اور عیاض رضی اللہ عنہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے، اسی ہیئت اور لباس کے ساتھ وہ اسے لے کر مدینہ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا باریک کپڑا اتروا دیا اور بالوں کا کرتہ پہنا کر جنگل میں بکریاں چرانے کا حکم دیا۔ عیاض رضی اللہ عنہ کو انکار کی مجال نہ تھی۔ مگر بار بار کہتے تھے کہ اس سے مر جانا ہی بہتر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو تمہارا آبائی پیشہ ہے اس میں عار کیوں ہے؟ عیاض رضی اللہ عنہ نے دل سے توبہ کی اور جب تک زندہ رہے نہایت خوش اسلوبی سے اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔

④ عدالتی نظام:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں تمام اضلاع میں عدالتیں قائم کیں اور ان میں قاضیوں کا تقرر کیا اور قاضیوں کو یہ تاکید کی جاتی تھی کہ وہ تمام لوگوں کے ساتھ انصاف کا سلوک کریں۔ قاضی کے تقرر کے وقت 2 پہلو مدنظر رکھے جاتے تھے:

❶ ایسے قاضی مقرر کیے جائیں جو کسی کے دباؤ میں نہ آسکیں اور وہ اپنی لیاقت اور قابلیت سے فرائض انجام دیں۔

❷ قاضیوں کی معقول تنخواہیں مقرر کی جائیں تاکہ وہ باعزت زندگی بسر کرسکیں اور رشوت کا رجحان پیدا نہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ اس محکمے کی ذاتی طور پر دیکھ بھال کرتے۔

⑤ تعلیمی نظام:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں تعلیم کو عام کرنے کے لئے بھرپور کوششیں کیں، قرآن کریم کی تعلیم کو وسیع کرنے کے انتظامات کیے اس کے علاوہ دیگر مضامین بھی پڑھائے جاتے تھے۔ نئے مفتوحہ علاقوں میں دینی تعلیم کی غرض سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا جاتا تھا تاکہ وہ علم پھیلائیں اور دین کی تبلیغ کریں۔

⑥ فوجی نظام:

آپ رضی اللہ عنہ نے اعلیٰ درجے کا فوجی نظام مرتب کیا اور اس کی منصوبہ بندی کا کام حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا انہوں نے مہاجر و انصار کے ہر نوجوان کی فہرست تیار کی اور انہیں وظائف دیئے تاکہ فوج میں بھرتی ہونے کا شوق پیدا ہو۔ فوجیوں کو تنخواہ کے علاوہ کھانا اور کپڑا بھی فراہم کیا جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوج کو 2 حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا:

❶ گرم ممالک کے خلاف کارروائی کرنے والی فوج۔

❷ سرد ممالک کے خلاف کارروائی کرنے والی فوج۔

فوجیوں کی مکمل تربیت کی جاتی تھی اور فوجیوں کی مختلف علاقوں میں چھاؤنیاں قائم کی گئیں۔

⑦ بیت المال:

بیت المال کی عمارت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہی قائم ہو چکی تھی لیکن باقاعدہ منظّم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کیا گیا۔ اس محکمے کا مرکزی دفتر مدینہ میں قائم کیا گیا اور ہر صوبہ میں اس کے ماتحت صوبائی بیت المال کی شاخیں قائم کی گئیں۔ جن سے مرکز اور صوبوں کی ضروریات پوری ہوتیں اور ان کی آمدنی اور اخراجات کے لئے رجسٹر تیار کروائے جاتے۔

⑧ دارالافتا کا قیام:

مسائل کے حل کے لئے شعبہ دارالافتا (فتاویٰ) قائم کیا حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہم اس شعبے کے ممتاز رکن تھے۔

⑨ ملکی امن و امان:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مکمل امن و امان قائم کرنے کے لئے پولیس کا محکمہ قائم کیا جن کے فرائض یہ تھے:

❶ ملک کے اندر امن و امان بحال رکھنا ❷ مختلف نوعیت کے مقدمات کے فیصلے کرنا جیسے

چوری ، زنا وغیرہ ❸ کاروباری حضرات پر نظر رکھنا کہ وہ ناپ تول میں کمی نہ کریں ❹ تجاوزات کی روک تھام کرنا ❺ شراب کی خرید وفروخت کو ناممکن بنانا ❻ جانوروں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنے پر کنٹرول کرنا۔

⑩ ذمیوں سے سلوک:

آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ذمیوں سے بہت اچھا سلوک رکھا گیا، ان کے جان و مال اور مذہب کو ہر طرح سے محفوظ رکھنے کی ضمانت دی گئی۔ ذمی کاشتکاروں کو ان کی زمین تمام حقوق کے ساتھ بحال کی گئی۔ ان مساویانہ حقوق کا نتیجہ یہ نکلا کہ ذمی اسلامی حکومت کے گرویدہ ہو گئے، وہ نہ صرف اسلامی مملکت کے پرامن شہری بنے بلکہ اسلامی فتوحات میں بھی اپنی خدمات پیش کیں۔

⑪ رفاہ عامہ:

آپ رضی اللہ عنہ نے رفاہ عامہ کے کاموں میں بڑی دلچسپی لی، کنویں کھدوائے، پل اور سڑکیں بنوائیں، زراعت کو ترقی دینے کے لئے نہروں کا انتظام کروایا، کئی نئے محکمے قائم کیے، جیل خانے بنوائے، مہمان خانے تعمیر کروائے، مدینہ سے مکہ کے درمیان چوکیاں بنوائیں اور خود بھی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے راتوں کو جستجو کر کے ان کی ضروریات کو پورا کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سن ہجری کا قیام:

آپ رضی اللہ عنہ کے کارناموں میں سے ایک اہم کارنامہ سن ہجری کا قیام ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے سن ہجری کا آغاز کیا اور محرم کو سال کا پہلا مہینہ قرار دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ازواج و اولاد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں کئی عورتوں سے نکاح کیے جن کی تفصیل یہ ہے:

❶ زینب ہمشیرہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما جو مکہ میں اسلام کی حالت میں فوت ہوئیں۔ حضرت عبداللہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما انہی سے پیدا ہوئے۔

❷ قریبہ بنت ابی امیۃ مخزومی، یہ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھی اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے اسے صلح حدیبیہ کے بعد طلاق دے دی تھی۔

❸ ملیکہ بنت جرول خزاعی، اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بھی صلح حدیبیہ کے بعد طلاق دے دی تھی۔حضرت عبید اللہ انہی سے پیدا ہوئے۔

❹ جمیلہ بنت عاصم رضی اللہ عنہا انہیں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی تھی۔

❺ عاتکہ بنت زید، ان کا نکاح پہلے حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے ہوا تھا۔جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ غزوہ طائف میں شہید ہو گئے تو یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آ گئیں۔

❻ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا، رسول اکرم ﷺ کی نواسی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خاندان نبوت سے تعلق پیدا کرنے کے لئے **17** ہجری میں **40** ہزار درہم مہر پر ان سے نکاح کیا۔ان سے ایک بیٹا زید پیدا ہوا جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا۔

شہادت کی تمنا

❶ ''ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) اُحد پہاڑ پر چڑھے۔ پہاڑ نے ہلنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اُحد، ٹھہر جا۔ تجھ پر ایک نبی (ﷺ) ایک صدیق (رضی اللہ عنہ) اور **2** شہید (رضی اللہ عنہما) ہیں۔'' (بخاری۔عن انس رضی اللہ عنہ)

❷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ
فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(ترجمہ) ''اے اللہ، مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور اپنے نبی (ﷺ) کے شہر میں موت دے۔'' (بخاری۔عن اسلم رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرما کر آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں شہادت نصیب فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ وہ خود نماز پڑھایا کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ 2 صفوں کے درمیان سے گزرتے تو کہتے: برابر ہو جاؤ۔ پھر جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل باقی نہیں تو آگے بڑھ کر تکبیر تحریمہ کہتے۔ پہلی رکعت میں سورہ یوسف (12) یا سورہ نحل (16) یا ان جیسی کوئی سورت پڑھتے تاکہ لوگ پہلی رکعت میں شامل ہو جائیں۔ 26 ذوالحجہ سن 23 ہجری بروز منگل بھی آپ رضی اللہ عنہ نے نماز فجر کے لئے حسب معمول کیا۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ کہنے ہی پائے تھے کہ آپ پر قاتلانہ حملہ ہو گیا۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ پر کسی کتے (درندہ صفت انسان) نے قاتلانہ حملہ کر دیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے والا ایک غلام (ابو لؤلؤ فیروز مجوسی) تھا اس نے دو دھاری خنجر سے آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا پھر وہ خنجر لے کر بھاگا۔جس پر بھی اس کا گزر ہوا خنجر مارتا چلا گیا یہاں تک کہ اس نے 13 افراد کو زخمی کر دیا جن میں سے 7 نے جام شہادت نوش فرمایا۔ایک مسلمان نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اس پر اپنی چادر ڈال دی۔ جب اسے یہ اندیشہ ہوا کہ اسے پکڑ لیا جائے گا تو اس نے اپنے آپ کو خنجر مار کر خود کشی کر لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زخمی ہونے کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا جو آپ رضی اللہ عنہ کے قریب کھڑے تھے۔انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کا علم تھا مگر مسجد کے اطراف کے لوگوں کو کوئی علم نہیں تھا۔ انہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنائی نہ دی تو انہوں نے سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ہلکی نماز پڑھائی۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، دیکھو مجھ پر کسی نے قاتلانہ حملہ کیا ہے۔ وہ ادھر ادھر دیکھنے کے بعد آئے اور کہا: آپ پر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام (ابو لؤلؤ فیروز مجوسی) نے قاتلانہ حملہ کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کاریگر نے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت ایسے آدمی کے ہاتھ سے نہیں کی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ اس کے بعد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گھر منتقل کیا گیا۔ لوگوں کے رنج و غم کا یہ عالم تھا کہ گویا اس دن سے پہلے انہیں کوئی مصیبت پہنچی نہ تھی کوئی کہتا امید ہے اچھے ہو جائیں گے، کوئی کہتا مجھے ان کی طرف سے اندیشہ ہے کہ ان کا بچنا مشکل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کھجور کا شربت پیش کیا گیا جیسے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے اسے پیا وہ زخموں کی جگہ پیٹ سے باہر نکل گیا۔ پھر دودھ لایا گیا وہ بھی پیٹ سے باہر نکل گیا جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو سمجھ گئے کہ اب آپ آخرت کی طرف رواں دواں ہیں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر لوگ آپ کی خیریت دریافت کرنے اور تعریفی کلمات کہنے لگے۔ (بخاری۔ عن عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ)

مختلف علاقوں سے جنگی قیدی دارالخلافہ لائے جاتے تھے۔ ان قیدیوں میں ایک ایرانی قیدی ابولؤلؤ فیروز مجوسی بھی تھا جسے حضرت ابومغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنا غلام بنا لیا تھا۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنے آقا کے بھاری ٹیکس مقرر کرنے کی شکایت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معاملے کا جائزہ لے کر فرمایا: جو رقم تم ادا کرتے ہو میرے خیال میں وہ زیادہ نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات سے وہ آپ رضی اللہ عنہ کا مخالف ہو گیا۔ آخرکار انتقام کی غرض سے ایک دن جب آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں فجر کی نماز پڑھانا شروع کی تو اچانک اس نے زہر آلود خنجر سے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور یکے بعد دیگرے 6 وار کیئے۔ جس سے آپ رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر گر پڑے۔ بقیہ نماز حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ (مستدرک حاکم)

ابولؤلؤ فیروز مجوسی نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن جب اس نے کوئی راستہ نہ پایا تو خود ہی اپنے آپ کو خنجر مار کر خودکشی کر لی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو لگنے والے زخم اتنے شدید تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ صحت یاب نہ ہو سکے۔ (تاریخ طبری)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تسلیاں:

ایک انصاری نوجوان نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے امیر المومنین، آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی بشارت سے خوش ہو جائیں۔ آپ جانتے ہیں اسلام میں آپ کا کیا مرتبہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی صحبت سے فیض یاب ہوئے پھر خلیفہ بنائے گئے، آپ نے بھرپور انصاف کیا

پھر آپ کو شہادت نصیب ہو رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بھتیجے، کاش یہ چیزیں برابر برابر ہو جائیں، نہ کوئی عذاب ہو نہ ثواب۔ پھر آپ نے اس کو واپس جاتے ہوئے دیکھا کہ اس کی شلوار ٹخنوں سے نیچے ہے۔ اسے بلا کر فرمایا: اے بھتیجے، اپنی شلوار اونچی کرو اس سے کپڑا بھی صاف رہے گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ پرہیزگاری کی علامت ہے۔

(بخاری۔عن عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: اے امیر المومنین، اگر آپ کو موت آ گئی تو کیا غم؟ آپ نے تو صحابیت کا شرف پایا اور حق صحبت کو اچھی طرح ادا کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ سے راضی تھے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت پائی اور ان کی حق صحبت کو بھی اچھی طرح ادا کیا، جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ آپ رضی اللہ عنہ سے راضی تھے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت پائی اور ان کا حق صحبت اچھی طرح ادا کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ان سے جدا ہوں گے تو اس حال میں ہوں گے کہ وہ آپ سے راضی ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رضامندی کا ذکر کیا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے اور یہ فکر جو تم مجھ میں دیکھ رہے ہو یہ تمہاری اور تمہارے اصحاب رضی اللہ عنہم کی وجہ سے ہے۔ اللہ کی قسم، اگر میرے پاس دنیا بھر کا سونا ہوتا تو قبل اس کے کہ میں عذاب الٰہی کو دیکھوں سب فدیہ میں دے دیتا۔ (بخاری۔عن مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ)

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے۔ انہوں نے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ 86 ہزار درہم ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس قرض کی ادائیگی کے لئے اگر عمر اور اس کی اولاد کا مال کافی ہو جائے تو ٹھیک ورنہ بنو عدی سے درخواست کرنا، اگر ان کے مال بھی ناکافی ہوں تو قریش سے مدد طلب کرنا ان کے علاوہ کسی اور سے سوال نہ کرنا۔ اس قرض کو میری طرف سے ضرور ادا کرنا۔

(بخاری۔عن عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا منصب خلافت کے لئے افراد کا نامزد کرنا

آپ رضی اللہ عنہ کی بیماری کو دیکھتے ہوئے لوگوں نے عرض کیا: اے امیر المومنین، کچھ وصیت فرمائیے، کسی کو خلیفہ نامزد کر دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری نظر میں خلافت کے مستحق عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک ان سے خوش رہے۔ لہٰذا یہ لوگ میرے بعد جس کو خلیفہ بنا دیں وہی خلیفہ ہے اس کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔ (بخاری۔ عن عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ)

پھر فرمایا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تمہارے پاس موجود رہیں گے لیکن خلافت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اگر خلافت سعد رضی اللہ عنہ کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں ورنہ جو بھی خلیفہ بنایا جائے وہ ان سے مدد لے۔ (بخاری۔ عن عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ)

لوگوں نے عرض کیا: آپ خود خلیفہ مقرر کیوں نہیں فرما دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں خود خلیفہ بناؤں تو بھی کوئی حرج نہیں اس لئے کہ خلیفہ انہوں نے بھی بنایا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ اگر نہ بناؤں تو یہ بھی بہتر ہے اس لئے کہ انہوں نے خلیفہ نہیں بنایا تھا جو مجھ سے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہتر تھے یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ سن کر لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بڑی تعریف کی۔ (بخاری۔ عن عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ)

آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ مہاجرین اولین سے اچھا سلوک کرے، ان کے حق پہچانے، ان کی عزت کی حفاظت کرے میں اسے انصار کے ساتھ بھلائی کی تاکید کرتا ہوں جنہوں نے مہاجرین کو جگہ دی۔ خلیفہ کو چاہئے کہ وہ ان میں سے نیکی کرنے والوں کی نیکی قبول کرے اور خطا کاروں کی خطا معاف کرے۔ میں تمام شہروں کے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ یہ لوگ اسلام کے پشت پناہ مال حاصل کرنے والے اور دشمن کو جلانے والے ہیں۔ ان سے ان کا مال ان کی رضامندی سے اور بقدر ضرورت ہی لیا جائے۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ خلیفہ دیہاتیوں کے ساتھ نیکی کرے اس لئے کہ وہی اصل عرب ہیں۔ ان سے درمیانی قِسم کے مال لئے جائیں اور ان کے فقیروں میں تقسیم

کر دیئے جائیں۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ خلیفہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے ذمہ کی حفاظت کرے، ان کے عہد و پیمان کو پورا کرے، ان کی حفاظت کے لئے لڑے اور لوگوں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔ (بخاری۔عن جویریہ بن قدامہ رضی اللہ عنہ)

رسول اکرم ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کی تمنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک تمنا یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کی جگہ مل جائے لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ انہیں کہو کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) آپ (رضی اللہ عنہا) کو سلام کہتا ہے، امیر المومنین نہ کہنا۔ کیونکہ اب میں امیر المومنین (کی حیثیت سے بات) نہیں (کر رہا) ہوں۔ پھر ان سے عرض کرنا کہ مجھے بھی میرے دونوں ساتھیوں (رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت دے دیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پہنچے تو اس وقت وہ رو رہی تھیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سلام اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچایا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن اب میں انہیں اپنے آپ پر ترجیح دیتی ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ خوشخبری لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ کر کہا: اے امیر المومنین، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس جگہ دفن ہونے سے زیادہ مجھے کسی اور بات کی فکر نہیں تھی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو، جب میں فوت ہو جاؤں تو میری نعش کو اٹھا کر لے جانا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کرنا، اے عبداللہ ان سے عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے لئے پھر اجازت طلب کرنا، اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ (بخاری۔عن عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر 26 ذوالحجہ سن 23 ہجری بروز منگل نماز فجر کی حالت میں قاتلانہ حملہ ہوا۔ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ یکم محرم سن 24 ہجری بروز ہفتہ جام شہادت نوش فرماتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس دنیائے فانی سے رخصت ہو جانے کے بعد بروز پیر 22 جمادی الآخر 13 ہجری کو خلافت کا منصب سنبھالا اور بروز ہفتہ یکم محرم 24 ہجری کو جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت 10 سال 6 ماہ 7 دن ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ و تدفین

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ تیار ہو گیا تو لوگوں نے چاروں طرف سے اسے گھیر لیا اور دعائے خیر کرنے لگے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں موجود تھا اچانک ایک آدمی میرے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا اور اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھ کر کہنے لگا (اے عمر رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ تم پر رحمت نازل فرمائے، تم نے اپنے بعد کسی ایسے آدمی کو نہیں چھوڑا کہ اس کے مثل اللہ سے ملنا تمہارے جیسے عمل کرنے سے زیادہ محبوب ہو۔ اللہ کی قسم، مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ جمع فرمائے گا۔ اس لئے کہ میں اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنتا تھا کہ میں ابوبکر اور عمر تھے، میں ابوبکر اور عمر نے کیا، میں ابوبکر اور عمر نکلے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری۔ مسلم۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی پھر کچھ دیر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان کی طرف لے جایا گیا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا اور کہا: عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) دامن رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انہیں دفن کر دو۔ جنازہ اندر لے جایا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دفن کر دیئے گئے۔

(بخاری۔ عن عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ)

خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام، کنیت اور لقب :

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عثمان، کنیت ابو عمر اور ابو عبداللہ، لقب ذوالنورین اور غنی تھا۔

کنیت کی وجہ :

زمانہ جاہلیت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمر تھی۔ اسلام لانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک بیٹا عبداللہ عطا فرمایا، ان کی ولادت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی کنیت ابو عبداللہ رکھ لی تھی۔

لقب کی وجہ :

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی کی 2 بیٹیاں کسی ایک آدمی کے نکاح میں نہیں آئیں لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہ آدمی ہیں جن کے نکاح میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی 2 صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے نکاح میں آئیں اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ ذوالنورین (2 نور والا) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ (بیہقی۔عن حسین جعفی رحمۃ اللہ علیہ)

غنی کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کرنے والا۔ چونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد اپنا بہت سا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اس وجہ سے غنی کے لقب سے بھی مشہور ہوئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے والدین کا نام :

آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عفان بن ابی العاص اور والدہ کا نام اروی بنت کریز تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب :

عثمان بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی الاموی ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سلسلہ نسب کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے ملنا:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والد محترم کی طرف سے پانچویں پشت یعنی عبد مناف پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ اسی طرح والدہ کی طرف سے بھی آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب عبد مناف پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی بیضاء اُم الحکیم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ اس اعتبار سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ماں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریشی رشتہ دار بھی ہیں۔ (فتح الباری)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ولادت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے چھٹے سال یعنی ہجرت نبوی سے 47 سال پہلے پیدا ہوئے۔ اس اعتبار سے آپ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے 6 سال چھوٹے ہوئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خاندان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خاندان زمانہ جاہلیت میں بڑے مرتبے کا حامل تھا، آپ رضی اللہ عنہ کے دادا اُمیہ بن شمس قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ خلفائے بنو اُمیہ آپ رضی اللہ عنہ کے دادا کی طرف منسوب ہو کر ''امویین'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ قریش کا مشہور علم (عقاب) آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے پاس تھا۔ حضرت ابو سفیان جنہوں نے قبول اسلام سے پہلے غزوہ بدر کے بعد تمام غزوات میں قریش کے سردار کی حیثیت سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا، وہ آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے ایک فرد تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا خاندان شرافت اور مرتبہ کے لحاظ سے نہایت ممتاز تھا۔ بنو ہاشم کے علاوہ کوئی بھی دوسرا خاندان آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کا ہمسر نہیں تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پیشہ

آپ رضی اللہ عنہ کے بچپن کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ البتہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے

کہ آپ رضی اللہ عنہ نے بچپن میں ہی پڑھنا لکھنا سیکھ لیا تھا اور بڑے ہو کر آپ رضی اللہ عنہ نے تجارت کا معزز پیشہ اختیار کیا جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے خوب نفع کمایا اور بہت بڑے مالدار بن گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار مکہ کے چند بڑے مالدار لوگوں میں ہوتا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر ابھی **34** سال تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعوت لوگوں کے سامنے پیش کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً اسے قبول کیا اور پھر اسے آگے پہنچانے کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے اور اکثر تجارت بھی ایک ساتھ کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو جب قبول اسلام کی دعوت پیش کی تو آپ رضی اللہ عنہ چونکہ پہلے ہی سے فطری طور پر دیانت دار اور راست باز تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے پر فوراً آمادہ ہو گئے اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: اے عثمان، اللہ تعالیٰ کی جنت کو قبول کرو، میں تمہاری اور تمام مخلوق کی ہدایت کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سے نکاح

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سیرت و کردار سے متاثر ہو کر اپنی پیاری بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی آپ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی **2** بیٹیوں کا شوہر بننے پر آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کا لقب ملا۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے گوشت کے سالن کا ایک بڑا پیالہ دے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کے گھر پہنچا تو دیکھا کہ آپ ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی تشریف فرما ہیں۔ میں کبھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور کبھی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھتا۔ جب میں واپس آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا: اے اسامہ، تم عثمان کے گھر کے اندر گئے تھے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے کبھی ان میاں بیوی سے زیادہ خوب صورت جوڑا دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ۔

(ابن عساکر۔ عن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

﴿ یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے ﴾

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا: اگر میری کوئی اور بیٹی بھی ہوتی تو میں وہ بھی عثمان (رضی اللہ عنہ) کے نکاح میں دے دیتا۔

(طبرانی۔ عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ عنہا)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ)، اگر میری 40 بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان کا نکاح بھی تم سے کر دیتا۔ (ابن عساکر۔ عن علی رضی اللہ عنہ)

﴿ وضاحت: جب حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں، اس وقت آپ ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہو چکا تھا ﴾

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حبشہ ہجرت

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو صاحب ثروت ہونے کے باوجود بھی بڑے مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے چچا حکم بن ابو العاص نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک کمرہ میں بند کر دیا اور کہا کہ جب تک تم اس مذہب (اسلام) کو نہیں چھوڑو گے، میں تمہیں یہیں قید رکھوں گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی قسم، میں اسلام کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو اسلام پر ثابت قدم دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ کو قید سے آزاد کر دیا۔ جب مشرکین کی طرف سے مسلمانوں پر بہت زیادہ سختی کی جانے لگی تو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حبشہ ہجرت کرنے کا حکم دیا لہٰذا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ حبشہ ہجرت کی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت لوط (علیہ السلام) کے بعد حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) پہلی وہ شخصیت ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی، اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد ان کے ساتھ رہے۔ (ابو یعلیٰ۔عن انس رضی اللہ عنہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدینہ ہجرت

حبشہ ہجرت کرنے کے بعد سورۂ نجم (53) نازل ہوئی جس میں سجدے کا ذکر تھا، آپ ﷺ نے جب یہ سورت کفار کے سامنے تلاوت فرمائی تو وہ نہ چاہتے ہوئے بھی سجدہ میں گر گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی آپ ﷺ نے سجدہ والی آیت (النجم 53 : آیت 62) تلاوت فرمائی تو تمام لوگ (جو اس وقت کفار اور مسلمان موجود تھے) سجدہ ریز ہو گئے۔ (بخاری)

کفار کے سجدہ میں گرنے کی وجہ سے لوگوں نے یہ سمجھا کہ اب یہ بھی مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ خبر حبشہ میں پہنچی وہاں ہجرت کرنے والے مسلمان واپس مکہ آ گئے، جب مکہ پہنچے تو صورت حال پہلے جیسی تھی۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم پھر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ میں مقیم رہے، آخر کار آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ مدینہ ہجرت کر گئے اور حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے، جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ نے ان کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو سچا مذہب دے کر بھیجا، میں ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پر لبیک کہی اور جو کچھ محمد ﷺ لائے تھے اس پر ایمان لائے پھر میں نے 2 ہجرتیں (ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ) کیں اور میں نے رسول اکرم ﷺ کی دامادی کا شرف حاصل کیا اور آپ ﷺ سے بیعت کی۔ اللہ کی قسم، نہ میں نے کبھی آپ ﷺ کی نافرمانی کی، نہ دھوکا

کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنے رب سے جا ملے۔(بخاری۔عن عبید اللہ بن عدی رضی اللہ عنہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں کے لئے میٹھے پانی کا انتظام کرنا

جب مسلمان مدینہ ہجرت کر آئے تو مدینہ میں بئر رومہ (میٹھے پانی کا ایک کنواں) کے علاوہ کوئی کنواں نہیں تھا، بئر رومہ بھی یہودی کی ملکیت تھا اور وہ اس کا پانی فروخت کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کی اس پریشانی کو دیکھتے ہوئے فرمایا: ''جو آدمی بئر رومہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دے گا، اس کے لئے جنت کی بشارت ہے۔'' عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے اپنی جیب خاص سے خرید کر اسے مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔'' (ترمذی۔عن ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس یہودی کے پاس گئے اور اسے کنواں بیچنے کو کہا۔ یہودی نے انکار کر دیا۔ آخر کار بڑی کوشش کے بعد آدھا کنواں (ایک دن کا پانی) بیچنے پر راضی ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے 12 ہزار درہم میں آدھا کنواں خرید لیا اور اس سے یہ طے کیا کہ ایک دن کنویں کا پانی آپ فروخت کریں اور ایک دن میں کروں گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں میں اعلان کر دیا کہ میری باری والے دن مفت میں جتنا پانی لینا چاہو لے لو۔ مسلمان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باری والے دن اتنا پانی جمع کر لیتے جو دوسرے دن تک بھی ان کے لئے کافی ہوتا۔ یہودی نے جب یہ دیکھا کہ مجھے کاروبار میں نقصان ہو رہا ہے تو وہ باقی آدھا کنواں بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بیچنے پر راضی ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے 8 ہزار درہم مزید دے کر پورا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مسجد نبوی کی توسیع میں کردار

مدینہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کی تعداد میں دن بہ دن اضافہ ہونے لگا جس سے مسجد نبوی نمازیوں کے لئے تنگ ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی فلاں قبیلے سے مسجد کے ساتھ والا زمین کا ٹکڑا خرید کر مسجد میں شامل کر دے، اسے اس کے بدلہ میں

جنت میں اس سے بہتر بدلہ ملے گا۔'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے وہ ٹکڑا اپنی جیب خاص سے خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔'' (ترمذی۔عن ثمامہ رضی اللہ عنہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہونے والے تمام غزوات میں شریک رہے۔سوائے چند غزوات کے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو پیچھے رہنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ غزوہ بدر میں آپ رضی اللہ عنہ اتفاقی حادثہ کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں آپ رضی اللہ عنہ کو باقاعدہ شریک سمجھتے ہوئے مال غنیمت میں سے بھی آپ رضی اللہ عنہ کا حصہ رکھا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جنگ بدر میں شریک نہ ہونے کا اتفاقی حادثہ یہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں سخت بیمار تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ غزوہ بدر میں شریک ہونے والے آدمی کے برابر تمہیں بھی حصہ اور ثواب ملے گا۔ (بخاری۔عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

اسی طرح غزوہ ذات الرقاع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنی قائم مقامی کا شرف بخشا۔ (طبقات ابن سعد)

(غزوات کی تفصیل کے لئے پڑھئے ہماری کتاب ''مختصر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'')

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیوی کی وفات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب 17 رمضان 2 ہجری کو غزوہ بدر کے لئے نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم ان کی تیمارداری کرو اور تمہیں غزوہ بدر میں شرکت کا اجر اور مال غنیمت کا حصہ دونوں ملیں گے۔آپ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کی تیمارداری کے لئے پیچھے رہے ان کا مرض دن بہ دن بڑھتا گیا یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی ہونے والی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوگئیں۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے کہ انہیں نعرہ تکبیر سنائی دیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر سوار غزوہ بدر میں فتح کی خوشخبری لے کر آ رہے تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بڑے غمزدہ تھے انہیں ایک تو غزوہ بدر میں شریک نہ ہونے کا افسوس تھا اور دوسرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے رخصت ہونے کا غم۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو تسلی دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: مجھے اور تو کوئی غم نہیں صرف یہ غم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن میری رشتہ داری کے علاوہ تمام رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی، افسوس کہ میرا رشتہ خاندان رسالت سے ٹوٹ گیا۔ (کنز العمّال)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غمزدہ دیکھا تو اپنی دوسری صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کر دیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کا خاندان رسالت سے تعلق قائم رہا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مسجد کے دروازے پر ملے اور فرمایا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ)، یہ جبرائیل ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نکاح اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے مہر کی مثل اور انہی جیسی مصاحبت پر کر دیا ہے۔ (ابن ماجہ۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارت اور بیعت رضوان

6 ہجری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے ارادے سے 14 سو صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف سفر شروع کیا۔ راستہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ مشرکین کسی بھی صورت میں مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ مقام پر قیام فرمایا۔ کفار مکہ کی طرف سے مختلف ایلچی صلح کی غرض سے آتے رہے مگر کوئی نتیجہ نہ نکل سکا۔ آخرکار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بطور سفیر منتخب کر کے کفار مکہ کے پاس بھیجا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مکہ پہنچ کر قریش مکہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا اور انہیں یہ سمجھانے

کی کوشش کی کہ ہم جنگ کے لئے نہیں آئے بلکہ صرف عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں لہٰذا ہمیں عمرہ کی اجازت دے دیں مگر قریش نے کہا: ہم صرف آپ (رضی اللہ عنہ) کو عمرہ کی اجازت دے سکتے ہیں۔آپ (رضی اللہ عنہ) کے علاوہ کسی اور کو اجازت نہیں دے سکتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر عمرہ کرنے سے انکار کر دیا۔کفار قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک لیا اور ادھر مسلمانوں میں یہ افواہ پھیلا دی کہ انہیں شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے ہی یہ خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ہم اس جگہ سے اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک کہ ہم ان لوگوں سے (عثمان رضی اللہ عنہ کا) بدلہ نہ لے لیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں پر ایک درخت کے نیچے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے موت اور میدان جنگ سے نہ بھاگنے پر بیعت لی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا: یہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ ہے۔(بخاری)

جیسے ہی بیعت مکمل ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔اس بیعت کو اللہ عزّ وجل کی پسندیدہ بیعت ہونے کی وجہ سے بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کیونکہ بیعت رضوان کا معنٰی ہے: اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ بیعت۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بیعت کا ذکر قرآن کریم میں بھی فرمایا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(ترجمہ)''یقیناً اللہ (ان) مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیعت کر رہے تھے۔'' (الفتح 48: آیت 18)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا غزوہ تبوک میں کردار

غزوہ تبوک کو جیش عسرہ (مشکل لشکر) بھی کہا گیا ہے اس لئے کہ اس غزوہ کے وقت فصلیں تیار ہو چکی تھیں جن پر اہل مدینہ کی معاش کا دارومدار تھا اور اس غزوہ کے لئے دور دراز کا سفر بھی کرنا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ کے لئے بھرپور تیاری کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو

بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ترغیب دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اس غزوہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، 100 اونٹ مع سازوسامان میرے ذمہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور رغبت دلائی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: 200 اونٹ مع سازو سامان میرے ذمہ ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار پھر رغبت دلائی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: 300 اونٹ مع سازو سامان میرے ذمہ ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نیکی کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) پر کچھ گناہ نہیں۔

(ترمذی۔عن عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ)

غزوہ تبوک کی تیاری کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی جھولی میں ایک ہزار دینار لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دیناروں کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے فرمانے لگے: آج کے عمل کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) جو بھی عمل کریں وہ انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔ 3 مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ دہرایا۔

(مسند احمد۔عن عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ)

جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے چھت پر چڑھ کر فرمایا تھا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے غزوہ تبوک کا پورا لشکر اپنے مال سے تیار کیا تھا؟ حاضرین نے جواب دیا: جی ہاں، معلوم ہے۔ (ترمذی۔عن ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

1 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کی بشارت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ جنت کی بشارت سنائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ (جنت کی بشارت پانے والے 10 صحابہ رضی اللہ عنہم) میں بھی ہوتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف،

سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔

(ترمذی۔عن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ)

② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شرم و حیا:

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پنڈلی سے کپڑا اتار کر لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت میں اجازت دے دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دے دی پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لئے (ان کے جانے کے بعد) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں لیٹے رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنے پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں لیٹے رہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لئے (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس آدمی سے حیا کیوں نہ کروں جس سے اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ عثمان بہت ہی شرم و حیا والے ہیں، مجھے خطرہ ہوا کہ اگر میں اسی حال میں انہیں آنے کی اجازت دوں گا تو وہ (شرم و حیا کی وجہ سے) اپنی ضرورت بیان نہ کر پائیں گے۔ (بخاری، مسلم۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

''میری امت میں سب سے سچی حیا والے عثمان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔'' (ترمذی۔عن انس رضی اللہ عنہ)

③ کاتب وحی ہونے کا شرف:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی کوئی حکم نازل ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلا کر اسے لکھواتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وحی لکھنے کا حکم دیا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ (کنز العُمّال)

④ سنت نبوی ﷺ کی تعلیم میں پیش پیش:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلافت کا منصب سنبھالنے کے باوجود سنت نبوی ﷺ کی تعلیم کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اکرم ﷺ کے وضو کی طرح وضو کرنے کا طریقہ بتاؤں؟ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا اور وضو کر کے وضو کا مکمل طریقہ سمجھایا۔ (بخاری، مسلم۔عن عثمان رضی اللہ عنہ)

ایک مرتبہ روم کے علاقے سے کئی قیدی آئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس جا کر انہیں سنت نبوی سے آگاہ کیا اس سے متاثر ہو کر 2 عورتوں نے اسلام قبول کر لیا۔

(الادب المفرد للبخاری)

⑤ فتنوں کے دور میں حق پر قائم:

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے فتنوں کے قریب آنے کا ذکر کیا اتنے میں آپ ﷺ کے پاس سے ایک آدمی گزرا جو اپنے سر پر چادر لپیٹے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ آدمی ان فتنوں کے دور میں ہدایت پر ہو گا۔ میں تیزی سے اس آدمی کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے اس کا چہرہ آپ ﷺ کی طرف پھیر کر پوچھا: یہی آدمی (آپ ﷺ کی مراد ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ (ترمذی۔عن مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ)

بلاشبہ تم میرے بعد فتنوں اور اختلافات کو پاؤ گے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں ہر حال میں امیر اور اس کے رفقا کی اطاعت کرنا ہو گی اور آپ ﷺ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔ (بیہقی۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

⑥ رسول اکرم ﷺ سے محبت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ سے بڑی محبت تھی۔ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ علم ہوا کہ آل رسول ﷺ نے 4 دن سے کھانا تناول نہیں فرمایا۔ یہ سنتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کی

آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کھانے پینے کا سامان اور **300** درہم لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ (کنز العمّال)

⑦ احترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم :

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا ادب و احترام کرنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جس ہاتھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اسے نجاست سے بچائے رکھتے اس لئے کہ وہ ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ملا تھا۔ (کنز العمّال)

آپ رضی اللہ عنہ اہل بیت اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا بہت زیادہ خیال اور احترام کرتے تھے اپنے دور خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے وظائف عام لوگوں کی نسبت دوگنے مقرر کر رکھے تھے۔

⑧ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت :

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت کسی سے پوشیدہ نہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لئے مدینہ میں میٹھے پانی کا انتظام، مسجد نبوی کی توسیع اور تمام غزوات میں مجاہدین کے سازوسامان کی تیاری کرانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے غنی کا لقب ملا۔

⑨ صبر وتحمل:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صبر وتحمل کا پیکر تھے، مصائب اور پریشانیاں بڑے صبر وتحمل سے برداشت کرتے تھے۔ شہادت سے چند دن پہلے آپ رضی اللہ عنہ پر کھانا پینا بند کر دیا گیا پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ نے بڑے صبر وتحمل سے کام لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہزاروں جانثار آپ رضی اللہ عنہ سے باغیوں کے خلاف لڑائی کی اجازت مانگتے رہے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنی ذات کے لئے لڑنے کی اجازت نہیں دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے محاصرہ والے دن مجھے (ابی سھلہ رضی اللہ عنہ کو) بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی اور میں اس کے مطابق صبر کر رہا ہوں۔ (ترمذی۔ عن ابی سھلہ رضی اللہ عنہ)

ایک مرتبہ آپ ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سرگوشی فرما رہے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہو رہا تھا۔ محاصرہ والے دن میں (ابی سھلہ رضی اللہ عنہ) نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ہم ان باغیوں سے جنگ کریں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منع فرما دیا اور فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا جس پر میں آج بھی قائم ہوں۔ (ابن ماجہ۔عن ابی سہلہ رضی اللہ عنہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ نبوی ﷺ

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ (مدینہ کے ایک) کنویں پر تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ان سب کو جنت کی بشارت دی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت کے ساتھ ساتھ ایک آزمائش کی اطلاع بھی دی جو انہیں پہنچنے والی تھی۔ (بخاری۔عن موسیٰ رضی اللہ عنہ)

﴿ وضاحت: آزمائش سے مراد خلافت کے دوران
پیش آنے والے مصائب اور مظلومانہ شہادت تھی ﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بطور خلیفہ انتخاب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے چند دن پہلے فرمایا کہ میری نظر میں خلافت کا مستحق علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم سے زیادہ کوئی نہیں اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ دنیا سے رخصت ہوتے وقت ان سب سے راضی تھے (میرے بعد آپ ان میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لینا)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم خلافت کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع ہوئے (2 دن تک اس موضوع پر بحث ہوتی رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا آخرکار) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: (ہم کل 6 آدمی ہیں) ہم میں سے 3 آدمی 3 آدمیوں کے حق میں دستبردار ہو جائیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار

ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے مخاطب ہو کر کہا: آپ میں سے کون خلافت سے دستبردار ہو گا؟ جو بھی دستبردار ہو گا ہم خلافت کا فیصلہ اسی کے سپرد کر دیں گے، وہ جسے بہتر سمجھے خلیفہ مقرر کر دے۔ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے خلافت کی کوئی خواہش نہیں، اگر آپ دونوں چاہو تو میں آپ میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب کر دوں؟ آپ دونوں میں سے جو بہتر ہو گا، اسے خلیفہ بنانے میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا (ان شآء اللہ تعالیٰ)۔ دونوں (حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما) نے جواب دیا: جی ہاں (ہمیں منظور ہے)۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ 3 دن تک غور و فکر اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے خلیفہ کے بارے میں مشورہ کرتے رہے۔ چوتھے دن فجر کی نماز کے بعد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم، مہاجرین و انصار، امرائے لشکر اور عام مسلمانوں کو طلب کیا۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری اور اسلام کو سب سے پہلے قبول کرنے میں فضیلت حاصل ہے، اگر میں آپ کو خلیفہ بناؤں تو آپ انصاف کرنا اور اگر میں عثمان (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ بناؤں تو آپ ان کی اطاعت کرنا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ان سے بھی یہی باتیں کہیں۔ دونوں سے انصاف اور اطاعت کرنے کا وعدہ لے کر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ، میں نے (مشورہ کرنے کے بعد) لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے ہیں لہٰذا آپ میرے متعلق اپنے دل میں کوئی (برا) خیال نہ لانا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ (سمجھ گئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہونے والے ہیں، قبل اس کے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان کریں انہوں) نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد دونوں خلفاء کی سنت پر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اپنا ہاتھ اٹھائیں (انہوں نے ہاتھ اٹھایا)۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ

نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی، ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی پھر مہاجرین و انصار، امرائے لشکر اور عام مسلمانوں نے بیعت کی (اس طرح 4 محرم 24 ہجری کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بالاتفاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ اور امیر المومنین منتخب کر لئے گئے)۔

(بخاری۔ عن عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ)

خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پہلا خطاب

حمد و ثنا کے بعد تم ایک عارضی گھر اور عارضی آبادی میں رہ رہے ہو۔ پس تم اپنی طاقت کے مطابق نیک اعمال میں جلدی کرو، صبح و شام بڑی تیزی سے آ جا رہے ہیں۔ یاد رکھو، یہ دنیا ایک دھوکا ہے، تمہیں دنیا کی زندگی کہیں اللہ تعالیٰ کے متعلق دھوکے میں مبتلا نہ کرے۔ تم گزرے ہوئے لوگوں سے عبرت حاصل کرو، محنت کرو اور غفلت کا شکار نہ ہو۔ دنیا کے بیٹے اور بھائی کہاں ہیں جنہوں نے دنیا میں اپنے آثار چھوڑے اور اسے آباد کیا اور لمبے عرصے تک فائدہ اٹھایا۔ کیا دنیا نے انہیں جھنجھوڑ کر نہیں رکھا، دنیا سے اسی طرح بے رغبت رہو جیسے اللہ تعالیٰ نے بے رغبتی کا اظہار کیا ہے۔ آخرت میں کامیابی کی تلاش کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا کی حقیقت کو مثالوں کے ذریعہ بیان کیا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)

''اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ان (لوگوں) کو دنیا کی زندگی کی مثال بیان کیجئے کہ وہ اس پانی کی مانند ہے جو ہم آسمان سے نازل فرماتے ہیں پھر اس سے زمین پر مختلف قسم کا گھنا سبزہ اگتا ہے پھر وہ (سبزہ) خشک ہو کر گھاس بن جاتا ہے جسے ہوائیں (اِدھر سے اُدھر) اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر مکمل اختیار رکھتا ہے۔ یہ مال اور بیٹے تو محض دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور (ہمیشہ) باقی رہنے والی تو (صرف) نیکیاں ہی ہیں جو ثواب اور (اجر کی) امید کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں سب سے بہتر ہیں۔'' (الکہف 18: آیات 45 تا 46)

یاد رکھو، مجھے خلیفہ بننے کی پیشکش کی گئی جسے میں نے قبول کر لیا ہے۔ میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی سنتوں کی) پیروی کرنے والا ہوں بدعتیں ایجاد کرنے والا نہیں۔ خبردار، اللہ تعالیٰ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت کی پیروی کے ساتھ ساتھ تم پر یہ چیزیں بھی لازم ہیں: ① مجھ سے پہلے لوگوں (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کی پیروی جن (کی خلافت) پر تم نے اجماع کیا ② جن مسائل میں تمہارے پاس پہلے سے کوئی حل موجود نہیں اس میں اجتماعی طور پر اہل خیر کے طرز کو اختیار کرنا ③ فضول چیزوں سے دور رہنا۔ خبردار، دنیا بڑی تروتازہ اور سرسبز و شاداب اور لوگوں کو بڑی محبوب ہے۔ بہت سے لوگ اس کی طرف مائل ہو گئے پس تم دنیا کی طرف مائل نہ ہونا اور نہ ہی اس پر بھروسا کرنا اس لئے کہ یہ قابل بھروسا چیز نہیں ہے۔ اس بات کو اچھی طرح جان لو یہ صرف اس آدمی کو چھوڑتی ہے جو اس سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے۔ (البداية والنهاية، النثر العربی۔ لعبدالكريم شاه صالح)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد اعمال

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رسول اکرم ﷺ کی انگوٹھی (مہر) پہننا:

خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کی انگوٹھی (مہر) اپنے ہاتھ میں پہن لی (جو آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھوں میں پہنی تھی)۔ (بخاری۔ عن انس رضی اللہ عنہ)

① مسجد حرام کی توسیع:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جب یہ دیکھا کہ مسجد حرام (خانہ کعبہ) تنگی داماں کا شکوہ کر رہی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ مکانات خرید کر مسجد حرام میں شامل کر کے اسے وسیع کر دیا تاکہ اس میں عبادت کرنے والوں کو کسی قسم کی کوئی پریشانی نہ ہو۔

② مسجد نبوی کی تعمیر اور توسیع:

رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں مسجد نبوی کچی اینٹوں سے تعمیر کی گئی تھی، اس کی چھت کھجور کی شاخوں اور ستون کھجور کے تنے کے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دور

خلافت میں) مسجد نبوی میں (بقدر ضرورت) کچھ توسیع کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (اپنے دور خلافت میں) اس میں مزید توسیع کی اور دیواریں اور ستون (چونا گچ) نقش و نگار والے پتھروں کے بنوائے اور چھت ساگوان (مضبوط درخت) کی قیمتی لکڑی کی بنوائی۔

(بخاری۔عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

3 نماز جمعہ کے لئے اعلان:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں جمعہ کی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ چکی تھی (اس وقت گھڑیاں اور اسپیکر بھی ایجاد نہیں ہوئے تھے، انہیں جمعہ کے وقت کا علم نہیں ہوتا تھا) اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے (بازار میں) زوراء مقام پر جمعہ سے پہلے اذان دلوانا شروع کر دی (تاکہ بازار میں کام کرنے والوں کو جمعہ کے وقت کا علم ہو جائے)۔ (بخاری۔عن سائب رضی اللہ عنہ)

4 قرآن مجید کو ایک قرأت پر جمع کرنا:

قرآن مجید حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں باقاعدہ مرتب ہو چکا تھا۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قرآن مجید کا اصل نسخہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیا اور انہیں تاکید کی کہ یہ اصل نسخہ کسی کو نہ دیں اِلَّا یہ کہ کوئی اس سے اپنے قرآن کا تقابل کرنا چاہے یا اس کی نقل کرنا چاہے تو اسے دے دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بہت سے عجمی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور اس وقت قرآن 7 قرأتوں کے مطابق پڑھا جاتا تھا۔ لوگوں نے قرأتوں میں اختلاف کرنا شروع کر دیا جسے محسوس کرتے ہوئے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اس حوالے سے امت کی رہنمائی کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہود و نصاریٰ کی طرح مسلمان بھی قرآن مجید کے بارے اختلاف کرنے لگیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کا اصل نسخہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منگوایا تاکہ اس کی نقل کر کے انہیں واپس

کر دیں پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت زید بن ثابت، حضرت سعید بن عاص اور حضرت عبدالرحمٰن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو اس قرآن مجید کی نقلیں کرنے کا حکم دیا اور ان سب کو یہ ہدایت کی کہ جب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے تمہارا کسی قرأت کے بارے اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کی زبان میں لکھنا اس لئے کہ قرآن مجید قریش کی زبان میں اتارا گیا ہے۔ ان حضرات گرامی نے قرآن مجید کی نقلیں کر کے کئی نسخے تیار کئے، ان نسخوں میں سے ایک ایک نسخہ سرکاری طور پر ہر صوبے کے گورنر کو روانہ کیا اور ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ان نسخوں کے مطابق قرآن مجید پڑھا جائے۔ (اس طرح پوری ملت اسلامیہ کو قرآن مجید کا ایک ہی قرأت والا نسخہ میسر آیا جس سے ان کا آپس کا اختلاف ختم ہو گیا)۔ (بخاری۔عن انس رضی اللہ عنہ)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قرآن مجید کی نقلیں کرتے وقت میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جب ایک آیت کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا تو آپ اس منسوخ آیت کو قرآن مجید میں کیوں لکھوا رہے ہیں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں (اپنی مرضی سے) قرآن مجید میں سے کسی لفظ کو بھی بدل نہیں سکتا۔ (بخاری)

❁ وضاحت: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی نقلیں اس طرح کروائیں کہ اس میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں ہوئی اس لئے کہ قرآن کریم نازل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی لی ❁

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتوحات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی فتوحات کی وجہ سے اسلامی سلطنت کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا تھا ان مفتوحہ مما لک کا انتظام بھی بڑے اچھے انداز میں ہوا لیکن بعض علاقوں میں اسلام دشمن عناصر موجود تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنتے ہی دشمنان اسلام اسلامی حکومت کے خلاف سازشیں کرنے لگے جنہیں ختم کرنے کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ محنت کرنا پڑی۔

① سکندریہ کی بغاوت کا خاتمہ:

مصر کا علاقہ اپنی زرخیزی کی وجہ سے رومی حکومت کا بڑا اہم حصہ تھا۔ جب سے یہ علاقہ رومیوں کے ہاتھ سے نکلا وہ مسلسل اس کوشش میں تھے کہ کسی نہ کسی طرح اسے مسلمانوں سے واپس لیا جائے۔ سکندریہ میں رومیوں کی بہت بڑی تعداد آباد تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد 25 ہجری میں قیصر نے وہاں کی عیسائی آبادی کو بھڑکا کر بغاوت کروا دی اور قسطنطنیہ میں جنگی بیڑا امداد کے لئے بھیجا۔ مصر کے گورنر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جیسے ہی بغاوت کا علم ہوا وہ موقع پر پہنچ گئے اور انہوں نے رومیوں کو شکست فاش دے کر ان کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ سکندریہ کی قبطی آبادی نے رومیوں کا ساتھ نہیں دیا تھا اس لئے شکست کھانے کے بعد بھاگنے والے رومیوں نے ان قبطیوں کو خوب لوٹا اور نقصان پہنچایا۔ یہ لوگ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس فریاد لے کر گئے جہاں تک ہو سکا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان کا مال واپس کروایا۔ اس کے بعد آئندہ بغاوت کے خطرہ کے لئے سکندریہ شہر کی پناہ گاہ مسمار کرا دی۔ اس طرح آئندہ ہونے والی بغاوتوں کا خاتمہ ہو گیا۔

② آرمینیہ اور آذر بائی جان کی بغاوت کا خاتمہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں عقبہ بن فرقد کو آذر بائی جان کی حکومت سے محروم کر دیا جس سے آذر بائی جان کے باشندوں نے بغاوت کر دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بغاوت کے خاتمہ کے لئے ولید بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو اسلامی لشکر دے کر روانہ کیا انہوں نے آذر بائی جان سے قرب و جوار کے علاقوں برزند اور طیلسان پر لشکر کشی کر کے فتح حاصل کر لی۔ آذر بائی جان کے باشندوں نے آس پاس کے علاقوں کی صورت حال دیکھ کر صلح کی درخواست کی جسے اسلامی فوج نے جزیہ کی رقم پر مشروط کرتے ہوئے منظور کر لیا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر آرمینیہ کی طرف بڑھا لیکن راستے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے حکم ملا کہ شام میں اسلامی فوج کی مدد کے لئے فوج روانہ کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا حکم ملتے ہی حضرت ولید بن عتبہ رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر لے کر شام روانہ ہو گئے جہاں انہیں فتح

حاصل ہوئی اور رومیوں نے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر صلح کر لی۔ اس کے بعد سلیمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے آرمینیہ کے باغیوں سے جہاد کیا اور شاندار فتح حاصل کی۔

③ طرابلس کی فتح:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصلحت کے تحت مصر کے گورنر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کر دیا۔ یہ بڑے دور اندیش سیاستدان اور اعلیٰ درجے کے سپاہی تھے، انہوں نے گورنر بنتے ہی مصر اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں امن و امان قائم کر دیا۔ مصر کی سرحد کے قریب طرابلس، تیونس اور مراکش کے علاقے تھے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں فتح کرنے کے لئے شمالی افریقہ پر لشکر کشی کی اور طرابلس میں داخل ہو گئے۔ وہاں کا حاکم جرجیر مسلمانوں کے حملہ کو روکنے کے لئے ایک لاکھ بیس ہزار فوجی لے کر میدان میں آیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صورتحال کے پیش نظر فوج کا ایک مضبوط دستہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانہ کیا، کئی دن تک کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ آخر کار ایک دن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے فوج کا ایک دستہ پیچھے چھوڑا اور فوجیں لے کر میدان میں اترے۔ جب دونوں فوجیں مقابلہ کرتے کرتے تھک گئیں تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پیچھے چھوڑے ہوئے تازہ دم دستہ کو دشمن فوج پر حملہ کرنے کا حکم دیا، دستہ نے دشمن پر بھرپور حملہ کیا جس کی تاب نہ لاتے ہوئے دشمن ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گیا۔ جرجیر نے 25 ہزار درہم سالانہ جزیہ ادا کرنے کا عہد کر کے صلح کر لی، اس طرح طرابلس کا علاقہ اسلامی سلطنت کے ماتحت آ گیا۔ اس کے بعد تیونس اور مراکش کے علاقے بھی آسانی کے ساتھ فتح ہو گئے۔

④ فتح افریقہ:

افریقہ کو اس وقت الجزائر اور مراکش کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ ممالک 26 ہجری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں بڑے احسن انداز میں فتح ہوئے۔ اس فتح کے دوران بڑے بڑے معرکے پیش آئے آخر کار اسلامی فوج کو کامیابی حاصل ہوئی اور یہ علاقے اسلامی مملکت کا حصہ بن گئے۔

5 اسپین پر لشکر کشی:

افریقہ (الجزائر اور مراکش) کی فتح کے بعد 27 ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسپین پر لشکر کشی کی گئی حضرت عبداللہ بن نافع بن عبد قیس اور عبداللہ بن نافع بن حصین رحمۃ اللہ علیہما نے کچھ علاقوں کو فتح کر لیا اس کے بعد یہ مہم روک دی گئی اور حضرت عبداللہ بن نافع بن عبد قیس رحمۃ اللہ علیہ کو افریقہ کا حاکم مقرر کر دیا گیا۔

6 قبرص کی فتح:

قبرص جسے اس وقت سائپرس کہتے ہیں یہ بحرہ روم میں شام کے قریب ایک بڑا زرخیز جزیرہ ہے۔ رومیوں کا خطرہ اس وقت تک دور نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ یہ علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں نہ آ جائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دمشق کے حاکم مقرر کیے گئے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں پورے شام کا حاکم مقرر کر دیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قبرص فتح کرنے کی اجازت طلب کی، حالات کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت نہ دی۔ 28 ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پھر قبرص فتح کرنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تحقیق کے بعد انہیں اجازت دے دی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت ملنے کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے 28 ہجری میں بحری بیڑا تیار کر کے قبرص کی طرف روانہ کر دیا۔ مصر سے حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ آ گئے۔ اہل قبرص نے مسلمانوں سے مرعوب ہو کر 7 ہزار دینار سالانہ جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی اور اس کے ساتھ یہ بھی طے ہوا کہ وہ رومیوں کی نقل و حرکت کے بارے میں مسلمانوں کو اطلاع دیتے رہیں گے اور مسلمان ان کی مکمل حفاظت کریں گے لیکن کچھ عرصے بعد ہی اہل قبرص نے رومیوں کی مدد کی جو کہ مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کی خلاف ورزی تھی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے پر قبرص پر دوبارہ لشکر کشی کر کے اسے فتح کر لیا۔ (ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ)

یہ پہلی بحری جنگ تھی جس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل بشارت دی تھی۔

ایک دن رسول اکرم ﷺ حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے ہاں سو رہے تھے، آپ ﷺ مسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا: میں نے خواب میں اپنی امت کے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ سبز سمندر کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کے لئے اس طرح جا رہے ہیں کہ گویا وہ تخت نشین بادشاہ ہوں۔ حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرما دیں۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرما دی پھر دوبارہ سو گئے۔ دوبارہ مسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا: میں نے خواب میں اپنی امت کے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اس طرح چلے جا رہے تھے کہ گویا کہ بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوں۔ حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں شامل فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پہلے لشکر میں ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (کی گورنری) کے زمانہ میں مسلمانوں کا یہ لشکر بحری جہازوں کے ذریعے روانہ ہوا، خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے سپہ سالار تھے اس لشکر میں حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا بھی شریک تھیں۔ واپسی پر جب وہ ساحل پر اتر کر سواری پر سوار ہوئیں کچھ ہی آگے چل کر سواری سے گر پڑیں اور اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ (بخاری مسلم۔ عن انس رضی اللہ عنہ)

7 اہل فارس کی بغاوت کا خاتمہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اہل فارس نے بھی بغاوت کی اور ایک لشکر تیار کر کے مسلمانوں کے مقابلہ میں نکل آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں ان کے خلاف ایک لشکر روانہ کیا اصطخر مقام پر فریقین کا مقابلہ ہوا آخر کار مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فتح حاصل ہوئی اور انہوں نے آس پاس کے علاقے بھی با آسانی فتح کر لئے۔ خراساں اور کرمان میں بھی بغاوتیں ہوئیں۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ باغیوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے وہاں پہنچے۔ اہل شہر نے صلح پر راضی ہو کر جزیہ دینا منظور کر لیا۔ نیشاپور کے رہائشیوں نے بھی صلح کی پیش کش کی جسے قبول کر لیا گیا بغاوتوں کے خاتمہ کے بعد

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کو بلخ روانہ کیا جہاں انہوں نے تخارستان کے مشہور شہر بلخستان پر فوج کشی کی، وہاں کے باشندوں نے بھی جزیہ کی رقم ادا کرنے کا وعدہ کر کے صلح کر لی۔

⑧ طبرستان کی فتح:

30 ہجری میں حضرت عبداللہ بن عامر اور حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہما نے 2 مختلف راستوں سے خراسان اور طبرستان پر لشکر کشی کر کے آسانی سے فتح کر لیا۔ 31 ہجری میں قیصر روم نے ایک عظیم الشان جنگی بیڑا 500 جہازوں پر مشتمل شام کے ساحل پر حملہ کے لئے بھیجا اس سے پہلے رومیوں نے ایسی قوت کا مظاہرہ کبھی نہیں کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ اسلامی بیڑے کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ سمندر میں دونوں کا ٹکراؤ ہوا فریقین میں خونریز جنگ ہوئی، بے شمار رومی قتل ہو گئے اور کچھ مسلمان بھی جام شہادت نوش کر گئے۔ آخرکار رومیوں کو شکست فاش ہوئی، ان کی جو تھوڑی بہت تعداد بچی وہ بھاگنے میں کامیاب ہوگئی۔ قسطنطین رومی فوج کا سپہ سالار بھی اس معرکہ میں زخمی ہوا۔ (ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ)

مندرجہ بالا فتوحات کے نتیجے میں اسلامی مملکت کی حدود دور دور تک پھیل گئیں اس مختصر عرصے میں اسلامی مملکت کی حدود ہندوستان سے لے کر شمالی افریقہ اور یورپ کے صدر دروازہ تک پہنچ گئیں۔ ان وسیع فتوحات کے بعد مال غنیمت کے انبار لگ گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں خوب وظائف تقسیم کئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ازواج

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف ادوار میں کئی شادیاں کیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلی شادی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے کی جب وہ فوت ہو گئیں تو دوسری شادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے کی۔ جب وہ بھی فوت ہو گئیں تو تیسری شادی فاختہ بنت غزوان رضی اللہ عنہا سے کی پھر اُم عمرو بنت جندب سے پھر بنت ولید سے پھر بنت عطیہ سے پھر رملہ بنت شیبہ سے پھر نائلہ بنت فرافصہ رضی اللہ عنہم سے کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا عطا فرمایا جس کا نام عبداللہ تھا لیکن یہ بچپن میں ہی فوت ہو گیا۔ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے آپ رضی اللہ عنہ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ فاختہ بنت غزوان سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا اور یہ بھی بچپن میں ہی فوت ہو گیا۔ اُم عمرو بنت جندب سے عمرو، خالد، ابان، عمر، مریم اور فاطمہ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ بنت ولید سے ولید اور سعید رحمۃ اللہ علیہما پیدا ہوئے۔ بنت عطیہ سے عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے اور بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ رملہ بنت شیبہ سے عائشہ، اُم ابان اور اُم عمرو رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ نائلہ بنت فرافصہ رضی اللہ عنہا جو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت بھی موجود تھیں ان سے ایک بیٹی مریم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں سے حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے شہرت حاصل کی۔ بنو اُمیہ کے دور حکومت میں انہیں ایک بڑا مقام حاصل تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں گورنروں کی معزولی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے معقول شکایات اور وجوہات کی بنا پر چند صوبائی گورنروں کو معزول کیا جیسے مصر کے گورنر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مرکزی حکومت کی ہدایات نظر انداز کرنے کی وجہ سے معزول کیا اور ان کی جگہ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کیا۔ اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے بیت المال سے کچھ قرض لیا جس کی واپسی کے سلسلے میں کوتاہی کی۔ چونکہ اس طرح کا تصرف دیانت داری کے خلاف تھا اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر کے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا جو رشتہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی لگتے تھے۔ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے گورنر بنتے ہی اس طرح کے اعمال کئے کہ ان کی شکایات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی معزول کر کے حضرت سعد بن عاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا نیا گورنر مقرر کر دیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے بصرہ کے گورنر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں

ہی لوگوں نے ان کے خلاف شکایات بھیجیں لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رعب و دبدبہ نے مخالفین کو دبائے رکھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں پھر شکایات آئیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شکایات کی تحقیق کے بعد انہیں معزول کر کے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ (تاریخ طبری)

خلافت عثمانیہ میں خلفشار کے اسباب

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے 12 سال خلافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خلافت کے ابتدائی 6 سال بڑے امن و امان سے گزرے، کسی بھی آدمی کو آپ رضی اللہ عنہ سے کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں ہوئی بلکہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں سختی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ نرم مزاج تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت کا منصب سنبھالتے ہی لوگوں پر خوب مہربانیاں کیں، ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا، سزا دینے میں تاخیر سے کام لیا اور اپنے کسی عزیز کو کسی عہدے پر فائز نہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری 6 سال خلفشار کا شکار ہوئے جس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

1 مال و دولت کی فراوانی:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بہت سی فتوحات ہوئیں جن سے مسلمانوں کو خوب مال غنیمت حاصل ہوا اور مال و دولت کی فراوانی ہوگئی۔ مال و دولت کی کثرت نے لوگوں کو معاشی فکر سے آزاد کر دیا اور یہی آزادی انہیں عیش و عشرت میں مبتلا کرنے کا باعث بنی۔ عیش و عشرت کا یہ عالم تھا کہ اسے دیکھ کر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم غمگین رہنے لگے جیسا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ لوگوں کو عیش و عشرت کی زندگی گزارنے سے منع کیا کرتے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ انہیں مدینہ بلا لیں۔ مدینہ آنے کے بعد انہوں نے مدینہ میں بھی مال و دولت کی خوب فراوانی دیکھی تو دلبرداشتہ ہو کر ربذہ نام کے ایک گاؤں میں قیام پذیر ہو گئے۔

رسول اکرم ﷺ کی پشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا تھا: مجھے تمہارے متعلق فقر و فاقہ کا خوف نہیں بلکہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تم پر بھی پہلے لوگوں کی طرح دنیا کے مال و دولت کی فراوانی کر دی جائے گی پس تم بھی پہلے لوگوں کی طرح مال و دولت کے فتنہ میں مبتلا ہو جاؤ گے اور یہ مال و دولت پہلے لوگوں کی طرح تمہیں بھی ہلاک کر دے گا۔ (بخاری۔عن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ)

جب عیش و عشرت حد سے زیادہ بڑھی تو لوگوں کا رجحان ملکی مفاد سے ہٹ کر ذاتی مفاد کی طرف چلا گیا جو خلفشار کا باعث بنا۔

② بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم کا دنیا سے اٹھ جانا:

وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے آپ ﷺ سے تربیت حاصل کی تھی اور وہ ایمان میں اتنے پختہ تھے کہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی بڑی تعداد دنیا سے رخصت ہوگئی۔ جو باقی بچے وہ بھی عمر رسیدہ ہونے کے وجہ سے دنیاوی معاملات میں دلچسپی نہیں لیتے تھے بلکہ گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کر چکے تھے۔نوجوان طبقہ اپنی کم دین داری کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف ہونے والی سازشوں کا حصہ بن گیا۔

③ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خاندان کا عہدوں پر فائز ہونا:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے رشتہ داروں سے بہت محبت کرتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت کے ابتدائی 6 برسوں میں اپنے کسی بھی رشتہ دار کو کسی حکومتی عہدے پر فائز نہیں کیا بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ترجیحی بنیادوں پر عہدوں پر فائز کرتے رہے لیکن خلافت کے آخری 6 برسوں میں اپنے رشتہ داروں کو عہدوں پر فائز کر دیا۔اس کے ساتھ ساتھ انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی تلقین بھی کی۔ جیسے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر بنا دیا اور حضرت مروان بن حکم کو اپنا سیکریٹری مقرر کر لیا جس کی وجہ سے مخالفین کو خلفشار پھیلانے کا موقع میسر آیا۔

④ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مالدار انسان تھے آپ رضی اللہ عنہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک

اور صلہ رحمی کرتے ہوئے رشتہ داروں کو اپنے پاس سے تحفے تحائف دیا کرتے تھے جس سے عام لوگ غلط تاثر لیتے کہ آپ رضی اللہ عنہ بیت المال سے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل بھی خلفشار کا باعث بنا۔

5 نااہل سرکاری عہدے دار:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چونکہ نرم مزاج انسان تھے، آپ رضی اللہ عنہ کی نرمی سے سرکاری عہدے دار ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے فرائض اچھی طرح پورے نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی من مانی کرتے تھے۔ یہ چیز بھی آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خلفشار کا باعث بنی۔

6 صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کو مدینہ سے باہر رہائش کی اجازت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم پر مدینہ سے باہر رہائش اختیار کرنے پر پابندی لگا رکھی تھی ۔ وہ جانتے تھے کہ اگر یہ باہر جائیں گے ، لوگ انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے ، ان کا احترام کریں گے اور خوشامدی ان کے دلوں میں حکومت حاصل کرنے کا جذبہ پیدا کریں گے جس سے مرکزی حکومت کمزور ہو جائے گی اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جائے گا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں یہ پابندی ختم کر دی تھی جس کا نتیجہ وہی ہوا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا تھا۔

7 سبائی فتنہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں خوب فتوحات ہوئیں۔روم اور فارس کی حکومتوں کا خاتمہ ہو کر اسلام کا پوری دنیا میں بول بالا ہوا جو غیر مسلموں کو بہت ناگوار گزرا ، انہوں نے اسلام سے انتقام لینے کے لئے غور وفکر شروع کیا آخر کار اسلام کے پرانے دشمن عبداللہ بن سبا یہودی نے مسلمانوں اور اسلام کو نقصان پہنچانے کی غرض سے اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا اور سازش کے تحت خلیفہ وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خلفشار کی تحریک چلائی جسے سادہ لوح مسلمان سمجھ نہ سکے۔ یہ لوگوں کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنروں کی غلطیاں، مظالم اور نااہلیوں کے

متعلق داستانیں گھڑ گھڑ کر پیش کرتا، آپ رضی اللہ عنہ کا رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک غلط انداز میں پیش کرتا جس کی وجہ سے ملک میں خلفشار پیدا ہو گیا اور اس خلفشار کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ ایسے مفتوحہ علاقے جہاں کے باشندوں نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا تھا مرکزی حکومت سے الگ ہو گئے۔ عبداللہ بن سبا کی اس تحریک میں عیسائی، یہودی، مجوسی اور اسلام کے دیگر مخالفین بھی شامل ہو گئے، اس طرح خلافت عثمانی سازشوں کا شکار ہو گئی۔

خلافت عثمانی پر لگائے گئے الزامات کا جائزہ

خلافت عثمانی پر دشمنان اسلام نے مندرجہ ذیل الزامات لگائے:

1 گورنروں کی ناحق معزولی:

عبداللہ بن سبا اور اس کے ہم خیال لوگوں نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے یہ افواہ پھیلا دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قابل احترام صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کے عہدوں سے معزول کیا اور ان کی جگہ اپنے رشتہ داروں کو عہدوں پر فائز کیا۔ مخالفین کا یہ الزام بے بنیاد تھا اس لئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے گورنروں کو ناحق نہیں بلکہ کسی نہ کسی معقول وجہ سے ان کے عہدوں سے معزول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے معقول وجہ سے اپنے رشتہ دار حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے عہدے سے معزول کیا۔

2 بیت المال کا غلط مصرف:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالفین نے آپ رضی اللہ عنہ پر بیت المال میں بے جا تصرف کرنے کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے افریقہ سے حاصل ہونے والے مال غنیمت میں سے اپنے رشتہ دار مروان کو حصہ دیا، عبداللہ بن خالد رضی اللہ عنہ کو تین لاکھ کا عطیہ دیا، اپنی بیٹی کو جواہرات دیئے، اپنی رہائش کے لئے عالی شان محل تعمیر کروایا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا: میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ جو بھی حسن سلوک کرتا ہوں، وہ میں اپنے ذاتی مال سے کرتا ہوں اور یہ حسن سلوک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی کرتا تھا۔ مسلمانوں کا مال نہ میں اپنی ذات پر خرچ کرتا ہوں اور نہ ہی کسی دوسرے کو دیتا ہوں۔ جہاں تک

مروان کو حصہ دینے کا تعلق ہے تو مروان نے بیت المال سے جو چیزیں لیں وہ قیمتاً لی ہیں۔ عبداللہ بن خالد رضی اللہ عنہ کو جو عطیہ دیا گیا وہ پہلے ان سے وعدہ کیا ہوا تھا اس لئے دیا گیا۔ اگر آپ لوگوں کو اعتراض ہے تو وہ مال واپس لے لیا جائے گا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے وہ مال واپس لے کر بیت المال میں شامل کر دیا۔

③ وظائف بند کرنا:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر الزام عائد کیا گیا کہ آپ نے بعض افراد کے وظائف بند کر دیئے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وظیفہ بند کیا گیا۔ یہ سیاسی غلط فہمی کی بنا پر ہوا تھا جب وہ دور ہوگئی تو ان کا وظیفہ باقاعدہ جاری کر دیا گیا چونکہ وہ خود انتقال کر گئے تھے ان کی رقم ان کے ورثاء کے حوالے کر دی گئی۔ حضرت عمار بن یاسر اور حضرت جندب رضی اللہ عنہما کو باغیوں کا ہم خیال بننے کی وجہ سے سرزنش کرتے ہوئے ان کا وظیفہ بند کیا گیا تھا۔

④ سرکاری چراگاہوں کا غلط استعمال:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ آپ سرکاری چراگاہوں کو اپنے استعمال میں لاتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا کہ اس وقت میرے پاس 2 اونٹ ہیں اس کے علاوہ میرے پاس کوئی جانور نہیں جبکہ خلافت کا منصب سنبھالنے سے پہلے میرے پاس بے شمار جانور موجود تھے تو میں کون سی چراگاہوں کو غلط استعمال کرتا ہوں؟

⑤ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جلاوطنی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ بھی الزام عائد کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم مثلاً حضرت ابوذر غفاری، حضرت جندب اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو جلاوطن کیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ خود ہی لوگوں کی عیش وعشرت سے نالاں ہو کر ربذہ نامی بستی میں گوشہ نشین ہو گئے تھے اور آخری دونوں اشخاص کو باغیوں کا ہم خیال بننے کی وجہ سے جلاوطن کیا گیا۔

⑥ حدود جاری کرنے میں غفلت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ الزام بھی عائد کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجرمین کے خلاف فوراً

کارروائی نہیں کرتے بلکہ غفلت برتتے ہیں۔ جبکہ یہ بات غلط ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مقرر کردہ گورنر ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو شراب نوشی کے جرم میں ان کے عہدے سے ہی برطرف کر دیا تھا۔

7 بدعات جاری کرنا:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ آپ دین میں بدعات جاری کرتے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ حج کے موقع پر 2 کے بجائے 4 رکعت نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اب میں نے مکہ میں بھی اپنا گھر بنا لیا ہے اور جہاں آدمی کا گھر ہوتا ہے وہاں وہ مقیم سمجھا جاتا ہے اس لئے اب وہاں پر بھی میں مقیم کی حیثیت سے ہوتا ہوں اس لئے 4 رکعت نماز پڑھتا ہوں۔

8 قرآن کریم کے نسخوں کا ضیاع:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ آپ نے متعدد قرآن کریم کے نسخوں کو ضائع کر دیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے نسخہ کی نقول تیار کروائیں اور انہیں مختلف علاقوں میں پھیلا کر امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان کیا اس لئے کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسا نہ کرتے تو امت مسلمہ قرآن کریم کی تلاوت کے بارے میں اختلاف کا شکار ہو جاتی اس لئے کہ قرآن 7 قرأتوں پر نازل ہوا تھا۔

9 مصری وفد سے بدعہدی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر بنایا ابھی 2 سال ہی ہوئے تھے کہ مصریوں نے ان کے خلاف شکایات کیں جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں انہیں تنبیہ کی لیکن وہ اپنی روش پر قائم رہے اور جو مصری شکایت لے کر آئے تھے انہیں قتل کروا دیا۔ مصر سے ایک وفد اس گورنر کے اس ظلم کی شکایت لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مصر کا نیا گورنر بنا کر وفد کے ساتھ روانہ کر دیا۔ ابھی یہ وفد مدینہ سے 3 دن کی مسافت پر ہی پہنچا تھا کہ پیچھے سے ایک حبشی غلام تیزی سے اونٹ دوڑاتا ہوا ان کے

پاس سے گزرا۔ اس وفد نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور ضروری کام سے مصر کے گورنر کے پاس جا رہا ہوں۔ وفد نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مصر کے گورنر تو یہ ہیں۔ اس غلام نے کہا: نہیں وہ دوسرے ہیں۔ آخرکار اس سے تحقیق کی گئی تو اس نے بتایا کہ میں مصر کے گورنر کے پاس ایک خط لے کر جا رہا ہوں۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ خط نکالو۔ اس نے انکار کیا، تلاشی پر اس کے پاس سے خط برآمد ہوا جو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے نام امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں اشخاص آپ کے پاس آئیں تو ان کو قتل کر کے موجودہ فرمان کو کالعدم قرار دینا اور حسب سابق اپنا کام جاری رکھنا۔ یہ وفد وہیں سے مدینہ واپس آ گیا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ مخالفین کو جیسے ہی اس واقعہ کا علم ہوا انہوں نے یہ افواہ پھیلا دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصری وفد سے بدعہدی کی۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس قسم کا کوئی خط نہیں لکھا تھا۔ یہ خط آپ رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار اور سیکریٹری مروان نے لکھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مروان کو لوگوں کے حوالے اس لئے نہیں کیا کہ انہیں شبہ ہو گیا تھا کہ لوگ انہیں قتل کر دیں گے۔

خلافت عثمانی کے مخالفین کی کامیابی کی وجوہات

خلافت عثمانی کے مخالفین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے خلاف خوب پروپیگنڈہ کیا جس سے بہت سے عجمی لوگ ان کے ہم خیال بن گئے۔ اس تحریک کا مرکز سب سے پہلے بصرہ میں قائم ہوا جس کی بنیاد نام نہاد مسلمان عبداللہ بن سبا نے رکھی اور دن بہ دن ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ جب بصرہ کے گورنر کو اس سازش کا علم ہوا تو اس نے عبداللہ بن سبا کو بصرہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن سبا وہاں سے چلا تو گیا لیکن اپنے پیچھے ایک متحرک جماعت چھوڑ کر گیا۔ بصرہ چھوڑنے کے بعد یہ کوفہ آیا یہاں بھی اسے اپنے مشن میں خوب کامیابی ملی۔ کوفہ کے گورنر نے حالات کے پیش نظر اسے یہاں سے بھی نکل جانے کا حکم دیا لیکن یہ یہاں پر بھی ایک جماعت کو منظّم حالت میں چھوڑ کر گیا پھر یہ شام کے علاقہ میں گیا وہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت تھی وہاں اسے

کامیابی نہ ملی اس لئے کہ لوگ حکومت سے ڈرتے تھے۔ اس نے پھر مصر کا رخ کیا اور یہاں بیٹھ کر جن جن علاقوں میں اپنے ہم خیال لوگ چھوڑ کر آیا تھا ان سے رابطہ قائم کیا اور اسلامی حکومت کے خلاف لوگوں کو بھڑ کانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفین پر قابو پانے کی کوشش:

1 گورنروں سے مشورہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ مخالفین حالات کو بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے حالات پر قابو پانے کے لئے اپنے تمام گورنروں کا اجلاس منعقد کیا جس میں اس فتنہ کے خاتمہ کے لئے رائے طلب کی۔ کوفہ کے گورنر حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس تحریک کے سرغنوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا۔ یہ مشورہ تو معقول تھا لیکن اس کو عملی جامہ پہنانے میں تاخیر ہو چکی تھی۔ شروع میں ہی عبداللہ بن سبا کا خاتمہ کر دیا جاتا تو معاملہ درست ہوسکتا تھا لیکن اب مخالفین کی تعداد بہت بڑھ چکی تھی۔ عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے مخالفین کو کچھ دے دلا کر ان کے منہ بند کرنے کا مشورہ دیا۔ شام کے گورنر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہر گورنر کو اپنے صوبے میں امن و امان قائم کرنے کا ذمہ لینے کا مشورہ دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو جہاد میں مصروف کرنے کا مشورہ دیا۔ اس اجلاس کے کوئی خاطر خواہ نتائج سامنے نہ آئے آخرکار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ رضی اللہ عنہ میرے ساتھ شام چلیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں فوج کا ایک دستہ آپ رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لئے روانہ کرتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مدینہ کے لوگوں کو زحمت ہوگی پھر تمام گورنر اپنے اپنے علاقوں میں واپس چلے گئے۔

2 تحقیقاتی کمیٹی کا قیام:

گورنروں سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے 35 ہجری میں بڑے اصحاب رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی کہ وہ پورے ملک کا دورہ کر کے تحقیق کریں اور خلیفہ کو حالات سے آگاہ کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو کوفہ، حضرت اسامہ بن زید کو

بصرہ، حضرت عبداللہ بن عمرو کو شام اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو مصر روانہ کیا۔ ان سب نے ان علاقوں کی عوام سے مل کر حالات کا جائزہ لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ہم نے ان علاقوں میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں دیکھی وہاں کے لوگوں کو عمال کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے لیکن حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ باغی تحریک کے سرغنوں کی باتوں میں آ گئے جس پر ناراض ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کا وظیفہ بند کر دیا۔

③ گورنروں کی طلبی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام گورنروں کو یہ حکم دیا کہ حج کے موسم میں سب جمع ہوں اور عوام کو بھی یہ کہا کہ میں نے حکام کے لئے یہ حکم جاری کیا ہے کہ وہ ہر موسم حج میں مجھ سے ملاقات کریں لہٰذا جو تمہارے مطالبے ہوں وہ حکام کے سامنے پیش کریں۔ میری رعایا کے حقوق میرے اہل وعیال کے حقوق پر مقدم ہیں جو بھی کسی حق کا دعویدار ہو، وہ حج کے موسم میں آئے اور اپنا حق حاصل کرے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تمام گورنر حج کے موسم میں آئے عام لوگوں کو شکایت بیان کرنے کی اجازت دی گئی لیکن کسی نے بھی کسی گورنر کے خلاف شکایت نہیں کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ حکمت عملی بھی کارگر ثابت نہ ہوئی اور حالات ویسے کے ویسے ہی رہے۔

④ باغیوں کی مدینہ آمد:

کوفہ اور مصر کے سازشی لوگوں نے یہ طے کر رکھا تھا کہ وہ حج کے موسم میں حاجیوں کے بھیس میں مدینہ جائیں گے اور اسلامی حکومت کا تختہ الٹ دیں گے۔ حج کا موسم قریب آتے ہی انہوں نے مدینہ کا رخ کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خلافت سے دستبرداری کا مطالبہ

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو باغیوں کی مدینہ آمد کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مسجد نبوی میں طلب کیا اور ان سے ملک میں انتشار پھیلانے کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے خلافت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت سے

دستبردار ہونے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: جب تک میرے جسم میں جان ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے جو لباس پہنایا ہے، میں خود اسے نہیں اتاروں گا اور آپ ﷺ کی وصیت کے مطابق اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک صبر کروں گا۔ (طبقات ابن سعد)

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اے عثمان، ممکن ہے تمہیں اللہ تعالیٰ خلافت کا لباس پہنائے اگر لوگ تم سے خلافت چھیننے پر اصرار کریں تو آپ ہرگز نہ چھوڑنا۔ (ترمذی۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دستبردار نہ ہونے کا اعلان کیا تو خلفشار پھیلانے والوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور انہوں نے محاصرہ مزید سخت کر دیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ پر پانی بھی بند کر دیا۔اسی محاصرہ کی حالت میں آپ رضی اللہ عنہ نے جھانک کر باہر کی طرف دیکھا اور پوچھا: کیا تم لوگوں میں علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ پھر پوچھا: کیا سعد رضی اللہ عنہ ہیں ؟ جواب دیا گیا: نہیں۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی علی سے جا کر کہہ دے کہ وہ ہمیں پانی پلا دیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پانی کی بھری ہوئی 3 مشکیں لے کر آپ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور اس دوران انہیں اور ان کے غلاموں کو کئی زخم پہنچے۔ اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بھی کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی کوشش کی لیکن مخالفین نے بے ادبی کے ساتھ مزاحمت کرتے ہوئے انہیں واپس کر دیا۔ (طبری)

اصحاب رضی اللہ عنہم نے باغی لوگوں کو سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر انہوں نے کسی کی بات نہ سنی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلانے کی کوشش کی لیکن باغیوں نے انہیں بھی آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر نہ ہونے دیا آخر مجبور ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا عمامہ اتار کر اپنے قاصد کو دیا اور کہا کہ جو حالات ہیں وہ دیکھ لو اور جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

سے عرض کرو۔ حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم نے حالات پر قابو پانے کی بہت کوشش کی لیکن اس ہنگامہ آرائی میں کوئی بھی ان کی بات سننے کو تیار نہ تھا۔

حسنین اور دیگر افراد کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر حفاظتی پہرہ

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ باغی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے درپے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اپنی تلواریں لے جاؤ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہرہ دو، کسی باغی کو اندر جانے نہ دینا۔ حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے نوجوان بیٹوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا پہرہ دینے کی تلقین کی۔ یہ تمام دروازہ پر پہرہ دیتے رہے اور کوئی بھی دروازہ سے اندر داخل نہ ہو سکا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باغیوں کو سمجھانے کی کوشش

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محاصرہ کرنے والے باغیوں کو کئی مرتبہ سمجھانے کی کوشش کی اور ان کے سامنے بڑے مؤثر انداز میں گفتگو کی مگر ان لوگوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔

حضرت ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں سے خطاب کرنے کے لئے چھت پر چڑھے تو میں بھی موجود تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے ان 2 ساتھیوں کو میرے پاس لاؤ جنہوں نے تمہیں میرے خلاف بھڑکایا ہے۔ چنانچہ انہیں لایا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ میں بئر رومہ کے علاوہ میٹھا پانی نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اسے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دے گا اس کے لئے جنت کی بشارت ہے؟ چنانچہ میں نے اسے خالصتاً اپنے مال سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا تھا اور آج تم مجھے اس کنویں کا پانی پینے سے روک رہے ہو۔ کہنے لگے: جی ہاں، ہم جانتے ہیں پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مسجد نبوی چھوٹی پڑ گئی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جو فلاں لوگوں سے زمین خرید کر مسجد میں شامل کرے گا، اسے جنت کی بشارت ہے۔ میں نے اسے بھی خالصتاً اپنے مال سے خریدا، تم آج مجھے اس مسجد میں 2 رکعت نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے ہو۔ کہنے لگے: جی ہاں، ہم جانتے ہیں پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے غزوہ تبوک کا پورا لشکر اپنے مال سے تیار کیا تھا؟ کہنے لگے: جی ہاں، معلوم ہے پھر فرمایا میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم لوگوں کو علم نہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ اُحد پہاڑ پر چڑھے، میں (عثمان) حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ وہ پہاڑ لرزنے لگا یہاں تک کہ اسکے چند پتھر بھی نیچے گر گئے۔ آپ ﷺ نے اسے اپنے پاؤں سے ضرب لگائی اور فرمایا: اُحد، رک جا، تجھ پر نبی (ﷺ) صدیق (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) اور 2 شہید (عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما) ہیں۔ کہنے لگے: جی ہاں۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ جب لوگوں نے بھی گواہی دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم، میں شہید ہوں۔ یہ جملہ آپ رضی اللہ عنہ نے 3 مرتبہ دہرایا۔ (نسائی، ترمذی)

آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ حدیبیہ میں مجھے آپ ﷺ نے مکہ والوں کے پاس سفیر بنا کر بھیجا، کیا آپ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کو میرا ہاتھ نہیں کہا اور میری طرف سے بیعت نہیں کی؟ سب نے کہا: بالکل سچ ہے۔

(مسند احمد۔ عن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ)

آخر میں باغیوں نے آپس میں یہ گفتگو کی کہ حج کا موسم ختم ہونے والا ہے اور حج ختم ہوتے ہی لوگ مدینہ کا رخ کریں گے، موقع ہاتھ سے نکل جائے گا اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس سے پہلے پہلے قتل کر دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب ان کی یہ بات سنی تو مخاطب ہو کر فرمایا: بتاؤ تم مجھے کس جرم کے بدلہ میں قتل کر رہے ہو؟ اسلام میں کسی کو قتل کرنے کی صرف 3 ہی صورتیں ہیں: ① شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کا ارتکاب کرے ② کسی کو ناحق قتل کرے ③ مرتد ہو جائے۔ میں نے اسلام میں تو درکنار جاہلیت میں بھی بدکاری نہیں کی، میں نے کبھی کسی کو ناحق قتل نہیں کیا اور میں اسلام سے مرتد بھی نہیں

ہوا میں اب بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کے اتنے مؤثر انداز سے بھی باغی اپنے غلط عزائم سے باز نہ آئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع کی کوششیں

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ طول پکڑ گیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے دفاع کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے امیر المؤمنین، 3 باتوں میں سے کوئی ایک بات قبول فرما لیجئے: ① مدینہ کے اندر آپ کے جانثاروں کی ایک مضبوط جماعت موجود ہے آپ انہیں لے کر باغیوں کا مقابلہ کیجئے اور انہیں مدینہ سے باہر نکال دیجئے اس لئے کہ آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر اور لوگ یقیناً حق کا ساتھ دیں گے ② اگر یہ بات آپ رضی اللہ عنہ کو منظور نہیں تو پھر دیوار توڑ کر محاصرہ سے نکلئے اور مکہ مکرمہ چلے جائیے وہ حرم ہے وہاں باغی آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف کاروائی نہیں کر سکیں گے ③ اگر یہ بھی منظور نہیں تو آپ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام چلے جائیے جہاں آپ کے وفاداروں کی کثیر تعداد موجود ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کی پہلی تجویز کا جواب یہ ہے کہ میں پہلا وہ خلیفہ نہیں بننا چاہتا جو نبی اکرم ﷺ کی امت میں خونریزی کی ابتداء کرے۔دوسری تجویز کا جواب یہ ہے کہ اگر میں مکہ مکرمہ چلا بھی جاؤں تو یہ باغی لوگ پھر بھی اپنے برے عزائم سے باز نہیں آئیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حرم کی توہین کریں گے۔میں آپ ﷺ کے قول کے مطابق وہ آدمی نہیں بننا چاہتا جو مکہ جا کر اس کی بے حرمتی کا باعث ہو۔تیسری تجویز کا جواب یہ ہے کہ میں شام جا کر اپنے ہجرت کے گھر اور آپ ﷺ کے پڑوس کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ (مسند احمد۔عن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ)

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے امیر المؤمنین، اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کے باہر آپ رضی اللہ عنہ کے جانثاروں کی بڑی تعداد موجود ہے اگر اجازت ہو تو میں انہیں لے کر باغیوں سے جہاد کروں۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتے ہوئے کہتا ہوں کہ میری خاطر کوئی آدمی بھی اپنا خون نہ بہائے۔(طبقات ابن سعد)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین، انصار کی بڑی تعداد دروازہ پر آپ کی اجازت ملنے کی منتظر ہے اگر اجازت دیں تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کے دفاع کی کوشش کریں۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں انہیں جنگ کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا، اس وقت سب سے زیادہ میرا مددگار وہ ہے جو میرے دفاع میں تلوار نہ اُٹھائے۔(طبقات ابن سعد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی اجازت مانگی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم نے میری خاطر کسی ایک آدمی کو بھی قتل کر دیا تو گویا کہ سب کو قتل کر دیا۔ یہ سن کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ واپس لوٹ گئے۔(طبقات ابن سعد)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ سے اپنی شہادت کی بشارت سن چکے تھے انہیں مکمل یقین تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشین گوئی سچ ثابت ہو کر رہے گی۔ اس لئے آپ شہادت کے منتظر تھے۔جس دن آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت مقدر تھی، آپ رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے اور وہ جمعہ کا دن تھا (آپ رضی اللہ عنہ کچھ دیر کے لئے سو گئے) آپ رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما ہیں اور کہہ رہے ہیں: اے عثمان جلدی کرو، ہم تمہارا روزہ افطار کرنے کے منتظر ہیں۔ بیدار ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے یہ خواب اپنے جانثاروں کے سامنے ذکر کیا اور اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ اب میری شہادت کا وقت قریب آ چکا ہے۔ اہلیہ نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین، ایسا نہیں ہو سکتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں خواب میں دیکھ چکا ہوں پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پائیجامہ منگوا کر پہنا اور قرآن کریم کھول کر اس کی تلاوت میں مصروف ہو گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت

بروز جمعہ 18 ذوالحجہ 35 ہجری کو عصر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ روزہ کی حالت میں قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف تھے، آپ رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر حسن وحسین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم

کے بیٹے پہرہ دے رہے تھے۔ 4 باغی پچھلی دیوار پھلانگ کر آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے جن میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آگے آگے تھے (محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے مخالف اس لئے ہو گئے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی جگہ مصر کا نیا گورنر بنا کر بھیجا تھا، راستہ میں انہیں ایک غلام سے خط ملا جو مصر کے گورنر کے نام تحریر تھا کہ جیسے ہی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئیں انہیں قتل کر دیں)۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک پکڑ کر کھینچی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بھتیجے، اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے تو انہیں یہ تمہارا عمل قطعاً پسند نہ آتا اور انہیں بہت دکھ ہوتا۔ یہ سنتے ہی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ شرما کر پیچھے ہٹ گئے اور ایک شخص کنانہ بن بشر نے آگے بڑھ کر لوہے کی سلاخ اتنی زور سے ماری کہ آپ رضی اللہ عنہ پہلو کے بل گر پڑے اور آپ رضی اللہ عنہ کی زبان سے بِسۡمِ اللّٰهِ تَوَكَّلۡتُ عَلَى اللّٰهِ نکلا۔ سودان بن حمران نے آپ رضی اللہ عنہ کی دوسری جانب ضرب لگائی جس سے خون کا فوارہ جاری ہوا اور قرآن کریم کی اس آیت فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ ...... (پس آپ کو ان کی طرف سے اللہ ہی کافی ہے......) (البقرہ 2: آیت 15) پر خون کے قطرے گرے۔ اس کے بعد ایک سنگدل آدمی عمرو بن الحمق نے آپ رضی اللہ عنہ کے سینہ پر چڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کے جسم کے مختلف حصوں پر نیزے سے 9 زخم لگائے۔ ایک آدمی نے تلوار کا وار کیا آپ رضی اللہ عنہ کی وفادار بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے اس وار کو روکنے کی کوشش کی جس سے آپ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ کی 3 انگلیاں کٹ گئیں اور اس وار سے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی 2 بیٹیوں کے شوہر، شرم و حیا کے پیکر، اسلام کے تیسرے خلیفہ انتہائی مظلومیت کی حالت میں 82 سال کی عمر میں جام شہادت نوش فرما کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بروز منگل 4 محرم 24 ہجری کو خلافت کا منصب سنبھالا اور بروز جمعہ 18 ذی الحجہ 35 ہجری کو جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت 11 سال 11 ماہ اور 14 دن ہے۔

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حسن وحسین رضی اللہ عنہما پر برہمی

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کر دیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا مکان کی چھت پر چڑھیں اور فرمایا: اے لوگو، امیر المؤمنین ناحق شہید کر دیئے گئے۔ جب یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں (حسن وحسین) پر برہم ہوتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے دروازہ پر پہرہ دینے کے باوجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کس طرح شہید کر دیئے گئے۔ یہ کہتے ہوئے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو ایک ایک تھپڑ بھی مارا۔ حضرت طلحہ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر بھی بڑے غصہ کا اظہار کیا۔ (ابن عساکر۔عن زہری رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا غم

صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ وہم وگمان تک بھی نہ تھا کہ باغی اتنی گھٹیا حرکت کا ارتکاب کریں گے جب انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو بڑے غم زدہ ہوئے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو فرمایا: اے لوگو، تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو سلوک کیا اس کی وجہ سے اگر اُحد پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جاتا تو یہ بھی درست تھا۔ (بخاری۔عن سعید بن زید رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر فرمایا: اے اللہ، میں عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے بری ہوں۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے اسلام میں وہ رخنہ پڑا ہے جو قیامت تک بند نہیں ہوگا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر پوری مخلوق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہوتی تو قوم لوط کی طرح ان پر آسمان سے پتھر برستے۔ثمامہ بن عدی رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا: افسوس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی ختم ہوگئی۔حضرت ابوحمید سعدی رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ اب جب تک زندہ رہوں گا ہنسی کا منہ نہ دیکھوں گا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج عرب کی قوت کا خاتمہ ہوگیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم قتل کر دیئے گئے۔ اللہ کی قسم، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نامہ اعمال دُھلے ہوئے کپڑے کی طرح پاک ہوگیا۔حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی آنکھوں سے آنسوں کی لڑیاں جاری ہوگئیں۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اے اللہ، میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے بری ہوں ان کی شہادت کے دن میرے ہوش و ہواس اڑ گئے، مجھے قاتلین عثمان سے بیعت لیتے ہوئے بڑی شرم آئی۔ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے فوراً بعد میری بیعت کا اصرار کیا لیکن میں نے انکار کیا۔ آخر کار بڑے صبر و تحمل سے لوگوں سے بیعت لی اور جب لوگوں نے مجھے امیر المؤمنین کہا مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یاد نے بے چین کر دیا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کی مجھے طاقت عطا فرما تاکہ عثمان رضی اللہ عنہ مجھ سے راضی ہو جائیں۔ (مستدرک حاکم۔عن قیس بن عباد رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنو اُمیہ کا خیال ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو میں نے قتل کروایا۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے نہ انہیں قتل کروایا اور نہ ہی قتل کی سازش میں امداد کی بلکہ میں نے تو لوگوں کو اس سے روکا لیکن انہوں نے میرا کہنا نہ مانا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے لوگوں نے اسلام کے ایک مضبوط قلعہ میں ایک زبردست رخنہ ڈال دیا جو قیامت تک بند نہ ہو گا۔ خلافت اہل مدینہ کا حق تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے مدینہ والوں سے خلافت کا اس طرح خاتمہ کر دیا گیا کہ پھر مدینہ والوں کو خلافت نصیب نہ ہوئی۔ (ابن عساکر۔عن ابن خلدہ رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تکفین و تدفین

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہ مظلوم خلیفہ تھے کہ جن کے شہید ہونے کے بعد بھی ان کی لاش 2 دن تک بغیر کفن کے پڑی رہی۔ مدینہ میں باغیوں نے خوف و ہراس پھیلا رکھا تھا جس کی وجہ سے کسی کو بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ تیسرے دن رات کو چند لوگوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر آپ رضی اللہ عنہ کے تجہیز و تکفین کی ہمت کی اور آپ رضی اللہ عنہ کو غسل دیئے بغیر خون آلود کُرتے میں ہی جنازہ اُٹھایا۔ کابل سے مراکش تک کے حکمران کی نماز جنازہ 17 افراد نے ادا کی۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع کے پیچھے حش کوکب میں دفن کر دیا گیا جو اس وقت جنت البقیع میں شامل ہے۔ (مسند احمد)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالفین پر عذاب الٰہی

وہ تمام اشخاص جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں حصہ لیا (ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا) وہ پاگل ہو گئے۔ (ابن عساکر۔عن یزید بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ نہ کیا جاتا تو آسمان سے پتھر برستے۔ (ابن عساکر۔عن یزید بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور آخری فتنہ دجال ہو گا۔ اللہ کی قسم، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جس کے دل میں ذرا برابر بھی خوشی ہو گی وہ دجال کی پیروی کرے گا۔ (ابن عساکر۔عن یزید بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے نتائج

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بہت ہی برے نتائج سامنے آئے:

❶ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کا شیرازہ بکھر گیا اور وہ دوبارہ ایک مرکز پر جمع نہ ہو سکے۔

❷ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے دشمنان اسلام اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے جس سے مسلمانوں اور اسلام کو بہت نقصان پہنچا۔

❸ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمان کئی گروہوں اور فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

❹ آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں غیر مسلم حکمرانوں پر مسلمانوں کا رعب چھایا ہوا تھا آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب انہیں مسلمانوں کے اختلاف کا علم ہوا تو مسلمانوں کا رعب ان کے دلوں سے ختم ہو گیا۔

❺ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فتوحات کا سلسلہ رک گیا اور مسلمان آپس کی خانہ جنگیوں کا شکار ہو گئے جس میں مسلمانوں کی ہزاروں قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں۔

❻ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جس خانہ جنگی کا آغاز ہوا اس کا سلسلہ اب تک قائم ہے۔

(بیہقی۔عن ابی سہلہ رضی اللہ عنہ)

خلیفہ چہارم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام، کنیت اور لقب:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام علی (رضی اللہ عنہ)، کنیت ابو الحسن، ابو تراب اور لقب حیدر تھا۔

کنیت کی وجہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے کا نام حسن تھا جن کے نام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو الحسن رکھ دی اس کے بعد سے آپ رضی اللہ عنہ کو ابو الحسن کنیت سے پکارا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ وہ مجھ سے ناراض ہو کر کچھ بتائے بغیر باہر نکل گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ان کی تلاش میں بھیجا۔ اس آدمی نے آ کر بتایا کہ وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چادر اٹھا کر دیکھا تو ان کی پیٹھ پر مٹی نظر آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیٹھ سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا: اے ابو تراب (مٹی کے باپ) اٹھو (حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً اٹھ گئے) اس دن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کنیت (ابو تراب) سے مشہور ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کنیت بہت پسند تھی جب بھی کوئی آدمی آپ رضی اللہ عنہ کو اس کنیت سے پکارتا آپ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوتے تھے۔ (بخاری، مسلم۔ عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ)

لقب کی وجہ:

حیدر کا معنیٰ ہے: شیر۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑے بہادر انسان تھے، غزوہ خیبر اور دیگر مواقع پر آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری کو دیکھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیدر لقب سے سرفراز فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نسب:

علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری:

حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا ابو طالب (جنہوں نے بچپن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کی ذمہ داری لی تھی) کے بیٹے تھے اس اعتبار سے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت

حضرت علی رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے 30 سال بعد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے 10 سال پہلے پیدا ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد ابو طالب معاشی تنگی کا شکار تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کی معاشی تنگی دیکھ کر اپنے دوسرے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابو طالب کی معاشی تنگی میں ہمیں ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی کفالت اپنے ذمہ لے لی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کفالت کی ذمہ داری سنبھالی۔اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تربیت حاصل کی۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تربیت کتنی اچھی ہوئی ہوگی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر 10 سال تھی۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو عبادت میں مصروف دیکھ کر بڑے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا: آپ یہ کیا کر رہے تھے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا ہے اور توحید کی دعوت لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دوسرے دن ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیر کے دن نبوت عطا فرمائی گئی اور دوسرے دن (یعنی منگل کو) میں نے اسلام قبول کرلیا، اس وقت میری عمر 10 سال تھی۔ (ابویعلیٰ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بچپن

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بچپن گزارا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کی تربیت اتنی اچھی ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ کو بچپن ہی سے بت پرستی سے نفرت تھی۔ بچوں میں اسلام قبول کرنے میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے پہل کی اور اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھپ چھپ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی نخلہ میں عبادت میں مصروف تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد محترم ابو طالب نے دیکھ لیا۔ انہوں نے پوچھا: تم یہ کیا کر رہے ہو؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کو اپنے نبی بننے کی خوشخبری سنائی اور انہیں بھی اسلام کی دعوت پیش کی۔ ابوطالب نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں لیکن میں یہ عبادت نہیں کر سکتا۔ (اسد الغابہ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت (ترجمہ) ''اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔'' (الشعرآء 26: آیت214) نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں کی دعوت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دعوت کے انتظامات پر مامور کیا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر صرف 14 سال تھی۔ اس کم عمری کے باوجود بھی آپ رضی اللہ عنہ نے دعوت کا بڑا اچھا انتظام کیا۔ جب لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبدالمطلب کی اولاد، اللہ کی قسم، میں تمہارے سامنے دنیا اور آخرت کی بہترین نعمتیں پیش کر رہا ہوں، تم میں سے کون میرا ساتھ دینے اور معاون بننے کے لئے تیار ہے۔ تمام افراد خاموش رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر باآواز بلند کہا: اگرچہ میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں، مجھے آشوب چشم کی بیماری ہے، اس کے باوجود میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا بیٹھ جاؤ۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر وہی جملہ دہرایا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر وہی الفاظ دہرائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ بھی انہیں بٹھا دیا۔ تیسری مرتبہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی الفاظ دہرائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی کھڑے ہو کر وہی الفاظ دہرائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی، بیٹھ جاؤ۔ تم میرے بھائی اور میرے وارث ہو۔ (مسند احمد، تاریخ طبری۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

ہجرت نبوی کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کردار

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سچائی اور امانت داری کی وجہ سے اہل مکہ کے نزدیک صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ اہل مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی امانتیں رکھواتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا، اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی لوگوں کی امانتیں موجود تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ امانتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیں اور انہیں فرمایا کہ آج رات آپ میرے بستر پر سو جائیں اور صبح لوگوں کی امانتیں انہیں واپس کر دیں۔ اتفاقاً اسی رات مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور ہر قبیلہ کے ایک ایک آدمی کو تلوار دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کروا دیا تاکہ بنو ہاشم تمام قبائل کے خلاف کھڑے ہونے کی بجائے دیت پر راضی ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ یٰسین کی آیت 9 پڑھتے اور ان کی طرف مٹی پھینکتے ہوئے باحفاظت وہاں سے نکل گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بڑے سکون اور اطمینان سے سوتے رہے۔ مشرکین اس دھوکے میں رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں جیسے ہی صبح گھر سے باہر نکلیں گے ہم ان کا کام تمام کر دیں گے لیکن جب صبح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کی امانتیں ان تک پہنچائیں اور 3 دن تک مکہ میں قیام پذیر رہے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر صرف 22 سال تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے کے 3 دن بعد تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق معاملات نمٹانے کے لئے مکہ میں ٹھہرے رہے اور چوتھے دن مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب مدینہ پہنچے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہما کے مہمان تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہیں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہما کے مہمان بنے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں قیام کرنے

کے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھائی چارہ قائم کیا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی کا بھائی نہیں بنایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے دریافت فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میں نے تمہیں اپنا بھائی بنایا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مسجد نبوی کی تعمیر میں کردار

مدینہ آنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد نبوی کی تعمیر کا اہتمام کیا۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مسجد کی تعمیر کے لئے اینٹیں اور گارا لا رہے تھے اور ساتھ ساتھ زبان سے یہ کلمات ادا کر رہے تھے: (ترجمہ) جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتا ہے اور جو گرد و غبار کی وجہ سے اس کام سے جی چراتا ہے، یہ دونوں (اجر و ثواب میں) برابر نہیں ہو سکتے۔ (بیہقی، سیرت ابن ہشام۔ عن حسن رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیش آنے والے تمام غزوات میں حصہ لیا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب ہونے کا شرف بخشا۔ غزوہ بدر کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم **313** صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے کر میدان میں نکلے۔ عرب کے جنگی قواعد کے مطابق پہلے تنہا مقابلہ ہوا، سب سے پہلے قریش کے **3** نامی گرامی بہادر عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ میدان میں نکلے اور مسلمانوں کو مقابلہ کے لئے للکارا، **3** انصار صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ قریشیوں نے ان سے نام اور نسب پوچھا۔ جب انہوں نے نام اور نسب بتایا تو انہوں نے ان کے ساتھ مقابلہ کرنے سے انکار کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہمارے مقابلہ کے لئے ہماری قوم (مہاجرین) کے افراد بھیجیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کے **3** افراد حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حریف شیبہ کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے حریف ولید کو ایک ہی وار سے قتل کر دیا پھر

حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے ہوئے ان کے حریف عتبہ کو بھی قتل کر دیا اس کے بعد عام جنگ شروع ہوگئی۔ (سیرت ابن ہشام)

غزوہ احد میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی عَلَمْ (جھنڈا) سنبھالا اور بڑی بہادری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا۔ غزوہ خندق میں مشرکین کے ایک سردار عمرو بن عبدود نے مقابلہ کی دعوت دی جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قبول کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں وہ واصل جہنم ہوا۔ (سیرت ابن ہشام)

غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کردار بڑا نمایاں تھا۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ) خیبر والے دن فرمایا: کل میں جھنڈا اس آدمی کے حوالے کروں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائیں گے اور وہ آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرتا ہو گا اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے محبت کرتے ہوں گے۔ صبح کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب ہی امیدوار تھے کہ انہیں جھنڈا حاصل ہو گا لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلوایا اور ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا جس سے وہ بالکل صحت یاب ہو گئے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے ان کی آنکھوں میں کبھی درد تھا ہی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا عطا کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کیا میں دشمنوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں جب تک کہ وہ ہماری طرح مسلمان نہ بن جائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نرمی کرنا، جب ان کی زمین پر پہنچنا تو انہیں اسلام کی دعوت دینا اور انہیں بتانا کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے ان پر کون سے حقوق ہیں، اللہ کی قسم، اگر تمہارے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہے۔ (بخاری، مسلم)

اسی غزوہ خیبر میں یہودیوں کا ایک مغرور سردار مرحب بڑے فخر اور تکبر کا اظہار کرتے اور یہ اشعار پڑھتے ہوئے میدان میں نکلا: (ترجمہ) خیبر جانتا ہے کہ میں

مرحب ہوں، میں ہتھیار بند ہوں، بہادر ہوں، تجربہ کار ہوں جب لڑائی کی آگ بھڑکتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں یہ اشعار پڑھے: (ترجمہ) میں وہ آدمی ہوں جس کا لقب حیدر ہے، اس شیر کی طرح جو جنگل میں بہت خوفناک نظر آتا ہے، میں دشمن کو ایک صاع کے بدلے اس سے بڑا پیمانہ دیتا ہوں (یعنی اسے بہت جلدی سے قتل کر دیتا ہوں) یہ اشعار پڑھتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر ایک ایسا وار کیا کہ جس سے وہ ہلاک ہو گیا (اس کے بعد بھی جنگ جاری رہی یہاں تک کہ) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ (بخاری، مسلم۔عن سلمہ رضی اللہ عنہ)

اس کے علاوہ دیگر غزوات میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا۔

9 ہجری میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل و عیال (اور اہل مدینہ) کے لئے خلیفہ مقرر کیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تمہارا مقام میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا لیکن یاد رکھو، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (بخاری، مسلم۔عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح نامہ تحریر کرنا:

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین مکہ کے درمیان صلح کی شرائط پر اتفاق ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوا کر صلح نامہ تحریر کرواتے ہوئے فرمایا: ''لکھو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ '' اس پر سہیل نے کہا: ہم نہیں جانتے کہ رحمٰن کیا ہے؟ اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ لکھوائیں ''بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ '' (ترجمہ) ''اے اللہ، آپ کے نام سے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی لکھوا دیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا: یہ وہ شرائط ہیں جس پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صلح کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھا گیا تو سہیل نے دوبارہ کہا کہ اگر ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت ہی کا اقرار کر لیں تو پھر جھگڑا کس بات پر؟ اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں ''رسول اللہ'' کے بجائے ''محمد بن عبداللہ'' لکھوائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اگرچہ نہ مانو، میں تو اللہ کا رسول ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو محمد بن عبداللہ لکھنے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کا نام مٹانا گوارا نہ تھا اس لئے آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ''رسول اللہ'' کو مٹا دیا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پورا صلح نامہ لکھا جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔

(بخاری۔ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ہماری کتاب ''مختصر سیرت النبی ﷺ'')

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

احادیث رسول ﷺ:

❶ ''رسول اکرم ﷺ نے مجھے تاکید فرمائی کہ صرف مکمل ایمان والا آدمی ہی آپ (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرے گا اور منافق آپ (رضی اللہ عنہ) سے دشمنی رکھے گا۔'' (مسلم۔ عن علی رضی اللہ عنہ)

❷ ''ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ اپنی چادر اوڑھے تشریف فرما تھے، اتنے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ ﷺ نے سب کو اپنی چادر میں داخل کر لیا پھر فرمایا: اے گھر والو، اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کر دے اور تم کو اچھی طرح پاک صاف کر دے۔'' (مسلم۔ عائشہ رضی اللہ عنہا)

﴿ وضاحت: ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد بھی اہل بیت میں شامل ہیں ﴾

❸ ''بلاشبہ علی (رضی اللہ عنہ نسب کے لحاظ سے) مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) ہر مومن کا دوست ہے۔'' (ترمذی۔ عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ)

❹ ''جس آدمی کے ساتھ میں دوستی رکھتا ہوں، اس سے علی (رضی اللہ عنہ) بھی دوستی رکھتا ہے۔''

(ترمذی۔ عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)

❺ ''علی مجھ (میرے خاندان) سے ہے اور میں علی (کے خاندان) سے ہوں اور میری طرف سے (قرض وغیرہ کی) کوئی ادائیگی نہ کرے میں خود یا علی ہی ادا کریں گے۔''

(ترمذی۔ عن حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں

❶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ہم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بخاری۔عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

❷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لئے جن افراد کو نامزد کیا ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ (بخاری۔عن عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی نظر میں

حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے بارے میں جب اختلاف ہوا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لینے کے معاملہ میں تاخیر کرنے پر) برا بھلا کیوں نہیں کہتے؟ (وہ قصاص لینے میں تاخیر کر رہے ہیں) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے 3 احادیث سنی ہیں جن کی وجہ سے میں انہیں کبھی برا بھلا نہیں کہہ سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے ہارون (علیہ السلام)، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ غزوہ خیبر کے موقع پر فرمایا: میں کل اسلامی جھنڈا اس آدمی کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے محبت کرتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ جب مباہلہ والی آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا: اے اللہ، یہ (بھی) اہل (بیت) ہیں۔ (مسلم۔عن علی رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خصوصیات

حضرت علی رضی اللہ عنہ سنت کی پیروی کرنے کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حج کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ عمرہ اور حج کو نہ ملاؤ (یعنی حج قِران نہ کرو) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرہ اور حج دونوں کے لئے لبیک کہی اور فرمایا: میں کسی آدمی کے کہنے

پر سنت نبوی ﷺ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ (بخاری۔عن مروان بن حکم رضی اللہ عنہ)

ایک مرتبہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی اس کے بعد فرمایا: آپ رضی اللہ عنہ نے محمد ﷺ کی سنت کے مطابق نماز پڑھائی ہے۔ (بخاری۔عن مطرف رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: جب میں رسول اکرم ﷺ کی کوئی حدیث بیان کروں تو اس میں آپ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے مجھے زیادہ محبوب یہ ہے کہ میں آسمان سے گر پڑوں۔ (بخاری۔عن سوید رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کی باتوں پر یقین

جب رسول اکرم ﷺ نے اہل مکہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے اسے مخفی رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اسے مخفی رکھنے کی تعلیم دی (تاکہ اہل مکہ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے بھرپور تیاری نہ کریں اور حرم میں خون نہ بہے) ایک صحابی حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے ارادہ سے اہل مکہ کو آگاہ کرنا چاہا اور ایک عورت کے ذریعہ اہل مکہ کو ایک خط روانہ کیا۔ رسول اکرم ﷺ کو بذریعہ وحی اس بات کا علم ہو گیا آپ ﷺ نے حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت مقداد اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ روضہ خاخ پہنچو، وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی جس کے پاس ایک خط ہے، وہ خط لے آؤ۔ یہ چاروں افراد گھوڑوں پر سوار ہو کر روضہ خاخ پہنچے جہاں انہیں وہ عورت ملی۔ انہوں نے اس سے کہا کہ وہ خط نکالو۔ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں۔ انہوں نے سواری سے اتار کر اس کی تلاشی لی لیکن کچھ نہ ملا۔ آخرکار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں اس سے خط تو نہیں ملا لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ کبھی غلط بات نہیں کہتے اور پھر اس عورت سے مخاطب ہو کر فرمایا: خط نکال دو، ورنہ اللہ کی قسم، ہم تمہارے کپڑے اتار کر تلاشی لیں گے۔ اس عورت نے جب یہ سختی دیکھی تو اپنے سر کے بالوں کے اندر گندھا ہوا خط نکال کر ان کے حوالے کر دیا۔ (بخاری۔عن علی رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سخاوت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ دل کے بڑے غنی تھے، آپ رضی اللہ عنہ کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس کرنا

مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ کی زندگی میں ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے رات بھر باغ کو پانی دیا جس کے عوض آپ رضی اللہ عنہ کو تھوڑے سے جَو ملے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ جو پسوا کر حریرہ پکوانے کا انتظام کیا۔ جب حریرہ پک کر تیار ہو گیا تو ایک مسکین نے آواز دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ پورا کا پورا اٹھا کر اس مسکین کے حوالے کر دیا۔ پھر کچھ جو کا حریرہ دوسرے دن تیار کروایا جب پک کر تیار ہوا تو ایک یتیم نے سوال کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے اٹھا کر وہ سارا اس کے حوالے کر دیا۔ تیسرے دن بھی آپ رضی اللہ عنہ نے باقی جو کا حریرہ تیار کروایا ایک قیدی نے سوال کیا آپ رضی اللہ عنہ نے وہ سارا اس کے حوالے کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر خوش ہوتے ہوئے یہ آیت نازل فرما دی: (ترجمہ) ''وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں۔'' (الدھر 76: آیت 8۔ تفسیر رازی۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر 24 سال ہوئی، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی کے حوالے سے ان سے دریافت کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی کا پیغام لے کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جسے آپ ﷺ نے قبول فرماتے ہوئے اپنی پیاری صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دینے کی رضامندی ظاہر کی۔ نکاح کا پیغام بھیجنے کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: اے علی (رضی اللہ عنہ)، تمہارے پاس مہر ادا کرنے کے لئے کچھ ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، میرے پاس ذرہ موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ذرہ کو فروخت کر دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ ذرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ 480 درہم میں فروخت کر دی (جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو واپس کر دی اور اس کی رقم بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے واپس نہیں لی) اور وہ درہم لا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو خرید لاؤ۔ وہ خوشبو خرید لائے پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا

نکاح خود پڑھایا اور دونوں (میاں بیوی) پر وضو کا پانی چھڑک کر ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ (زرقانی)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی:

نکاح سے **11** ماہ بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی فرمائی، رخصتی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ایک مکان کرایہ پر لے لو، آپ رضی اللہ عنہ نے حارث بن نعمان سے مکان کرایہ پر لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کروا کر اس مکان میں لے آئے۔ (الاصابہ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو درہم لئے تھے اسی میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے ایک چارپائی، ایک بستر، ایک چادر، دو چکیاں اور ایک مشکیزہ خرید کر ان کے حوالے کیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تک زندہ رہیں، اسی سامان سے فائدہ اٹھاتی رہیں اس میں مزید کوئی اضافہ نہ ہو سکا۔

(نوٹ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیٹی کو جہیز نہیں دیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو چیزیں دیں وہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رقم لے کر خرید کر دیں۔ اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہی پرورش پا رہے تھے ان کی شادی کے انتظامات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہوئے تھے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تحفہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور ان کے پاس جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: انہیں (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو) کوئی چیز (بطور تحفہ) دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے پاس تو اس وقت کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری حطمی ذرہ کہاں ہے؟ وہی انہیں دے دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی ذرہ (بطور تحفہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دی پھر ان کے قریب گئے۔

(ابوداؤد، ترمذی۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

﴿ وضاحت: شادی کی پہلی رات بیوی کو تحفہ دینا مسنون عمل ہے ﴾

نکاح کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں رسول اکرم ﷺ کی آمد:

احادیث رسول ﷺ:

❶ ایک دن رسول اکرم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر پر موجود نہ تھے، آپ ﷺ باہر سے ہی واپس تشریف لے گئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا ذکر کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واپسی کی وجہ پوچھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس لئے واپس ہوا کہ میں نے دروازہ پر ریشمی پردہ دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی ناراضگی کی وجہ ذکر کی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اس پردہ کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں کے گھر بھیج دو وہ ضرورت مند ہے (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فوراً آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی)۔ (بخاری۔عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

❷ ایک رات رسول اکرم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا تم نماز (تہجد) کیوں نہیں پڑھتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، ہمارے نفس اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، جب وہ چاہتا ہے وہ ہمیں اٹھا دیتا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے اور آپ ﷺ اپنے ہاتھ اپنی ران پر مارتے ہوئے یہ آیت پڑھ رہے تھے: (ترجمہ) ''بلاشبہ انسان بڑا جھگڑالو پیدا ہوا ہے۔'' (الکہف 18: آیت 54)۔ (بخاری۔عن علی رضی اللہ عنہ)

❸ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تحفتاً ایک ریشمی حلہ (لباس) دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے پہن لیا آپ ﷺ نے دیکھ کر غصہ کا اظہار فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ پھاڑ کر گھر کی خواتین میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری۔عن علی رضی اللہ عنہ)

❹ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تاکہ اپنے لئے ایک خادم طلب کریں۔ آپ ﷺ اس وقت گھر میں موجود نہیں تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بات کا ذکر کیا اور واپس چلی گئیں۔ جب رسول اکرم ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بات کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر روانہ ہو گئے۔ آپ ﷺ نے دونوں (میاں بیوی)

سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو اس (غلام) سے بہتر ہے جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے۔ جب بستر پر سونے کے لئے جاؤ تو 34 مرتبہ اللہ اکبر 33 مرتبہ سبحان اللہ اور 33 مرتبہ الحمد للہ پڑھا کرو یہ تمہارے لئے خادم سے بہت بہتر ہے۔ (بخاری۔عن علی رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے کئی سال بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہا اپنے بچوں کو لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں اور صورتحال سے آگاہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما کر فرمایا: بے شک فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ اسے کوئی تکلیف پہنچے جو تکلیف اسے پہنچتی ہے، وہ مجھے پہنچتی ہے لہٰذا علی رضی اللہ عنہ (اگر ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہے) میری بیٹی کو طلاق دے دے پھر ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کر لے۔ اللہ کی قسم، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی اور اس کے دشمن کی بیٹی ایک آدمی کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا۔ (بخاری۔عن مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ)

﴿ وضاحت: یہ واقعہ مشرکہ عورتوں سے نکاح کی ممانعت سے پہلے کا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی تک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی تھی ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلا حج

9 ہجری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر مکہ روانہ فرمایا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے روانہ ہونے کے بعد سورۂ توبہ کی کچھ آیات کفار اور مشرکین سے کیے گئے معاہدوں کے متعلق نازل ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کے مطابق حج کے موقع پر اعلان کرنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مکہ روانہ فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پہنچائے۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر حاجیوں کے سامنے یہ اعلان فرما رہے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی بھی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور نہ ہی کوئی برہنہ ہو کر طواف کرے گا۔ (بخاری، مسلم۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بطور گورنر نامزدگی

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن جانے کا حکم دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ، مجھے ایسی قوم کی طرف بھیجا جا رہا ہے کہ جن میں مجھ سے زیادہ عمر اور تجربہ رکھنے والے لوگ موجود ہیں، ان کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنا میرے لئے بہت مشکل ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی: اے اللہ، ان کی زبان کو حق بیان کرنے والی بنا، ان کے دل کو ہدایت کے نور سے منور فرما، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور سیاہ علم (کالے رنگ کا جھنڈا) دے کر یمن کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وہاں پہنچ کر تبلیغ کرنے سے چند دنوں میں ہی بہت سے لوگ اسلام کے شیدائی بن گئے اور قبیلہ ہمدان پورا کا پورا مسلمان ہوگیا۔ (فتح الباری)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کے ایک علاقہ کا گورنر بنا کر بھیجا آپ رضی اللہ عنہ نے یمن سے ایک رنگے ہوئے چمڑے میں کچھ سونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحق افراد میں تقسیم فرما دیا۔ (بخاری، مسلم۔ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حجۃ الوداع میں شرکت

10 ہجری میں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے روانہ ہوئے تو مکہ پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو حکم دیا جو قربانی کا جانور ساتھ نہیں لائے تھے کہ عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دو (یعنی حج تمتع کرو)۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت یمن میں تھے آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے سیدھے مکہ معظّمہ پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ رضی اللہ عنہ نے حج کی کون سی قسم کا احرام باندھا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے تو یہ کہا تھا کہ اے اللہ، جس (حج) کا احرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے میں بھی اسی کا احرام باندھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ساتھ قربانی کا جانور ہے (اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ہے) لہٰذا تم احرام نہ کھولو (یعنی حج قِران کرو) اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی (عمرہ کرنے کے بعد) احرام کھول دیتا (یعنی

حج تمتع کرتا)۔ (بخاری، مسلم۔عن جابر رضی اللہ عنہ)

حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جانور قربان کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر 10 ذی الحجہ کو 63 اونٹ اپنے ہاتھوں سے نحر کیئے اور 37 اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نحر کرنے کا حکم دیا۔ ساتھ ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا کہ قربانی کے جانوروں کا گوشت کھال اور جول سب صدقہ کر دو، قصائی کو مزدوری کے عوض ان میں سے کوئی چیز نہ دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق عمل کیا۔ (بخاری۔عن ابن عباس وعلی رضی اللہ عنہما)

﴿ وضاحت: قربانی کے جانوروں کی کھال اور جول سب صدقہ کرنی چاہئیں قصائی کو مزدوری کے عوض دینا جائز نہیں مزدوری اپنے پاس سے دیں ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق وضاحت

حجۃ الوداع سے واپس آنے کے کچھ ماہ بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہو گئے اسی بیماری کے دوران ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کرنے کے بعد باہر آئے۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابو الحسن (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کنیت)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج کیسے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: الحمد للہ، آج مرض میں افاقہ ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اللہ کی قسم، (مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ) 3 دن کے بعد تم دوسروں کے محکوم بن جاؤ گے بلاشبہ (مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو جائیں گے لہٰذا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر یہ معلوم کر لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کسے ملے گی؟ اگر خلافت ہمیں ملے گی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر کسی اور کو ملے گی تو اس کا بھی پتہ چل جائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی وصیت کریں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم، اگر ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کے متعلق سوال کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا تو لوگ کبھی بھی ہمیں موقع نہیں دیں گے لہٰذا میں کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

اس بارے میں کوئی بات نہیں کروں گا۔ (بخاری۔عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

﴿ وضاحت: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ تو خلیفہ منتخب کیا اور نہ ہی ان کے لئے کوئی وصیت فرمائی۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی پر کوئی وصیت فرمائی ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کے دوران اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو مندرجہ بالا جواب ہرگز نہ دیتے ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے تیسرے دن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کا منصب سنبھالنے پر اصرار کیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اس خلافت کے منصب سے انکار کر دیا اور فرمایا: مجھے اس منصب کی ضرورت نہیں تم جسے چاہو اپنا خلیفہ منتخب کر لو میں اس کی اطاعت کروں گا لیکن لوگوں کا آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے پر اصرار رہا۔ آخرکار مہاجرین اور انصار کے بہت زیادہ اصرار پر آپ رضی اللہ عنہ بیعت خلافت لینے پر راضی ہو گئے۔ بروز اتوار 21 ذوالحجہ 35 ہجری کو آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہوئے اور لوگ جوق در جوق آ کر آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنے لگے۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد کے طور پر منصب خلافت پر فائز ہو گئے۔

خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلا خطاب

حمد و ثنا کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسی راہ نما کتاب (قرآن مجید) اتاری ہے کہ جس میں بھلائی اور برائی کو واضح کر دیا گیا ہے۔ پس تم بھلائی کو اختیار کرو اور برائی کو چھوڑ دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے وہ معلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی حرمت کو تمام حرمتوں پر فوقیت دی ہے۔ اخلاص اور توحید کو اختیار کرنا مسلمانوں کے حقوق میں شامل کر دیا ہے۔ حقیقی مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ کسی بھی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ بلا وجہ دوسرے مسلمان کو تکلیف پہنچائے۔ عام (نیک) کاموں میں جلدی کرو۔ خاص طور پر موت (کے بعد کی

زندگی) کے لئے اعمال کرو۔ بے شک لوگ تم سے پہلے جا چکے ہیں اور تمہارے پیچھے قیامت گھات لگائے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں کے بارے میں ڈرتے رہو بلاشبہ تم سے اس بارے میں پوچھ گچھ ہو گی یہاں تک کہ جانوروں کے بارے میں بھی۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو، اس کی نافرمانی نہ کرو، کوئی بھی بھلائی دیکھو تو اسے لے لو اور برائی دیکھو تو اسے چھوڑ دو۔ یاد رکھو، تم تعداد میں بہت کم اور زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے (اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہترین ٹھکانا دیا اور تمہاری نصرت و مدد فرمائی)۔ اے اللہ کے بندو، تمہیں کیا ہو گیا ہے، میں جب تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کو کہتا ہوں تو تم زمین کی طرف چمٹنے کی کوشش کرتے ہو۔ کیا تم نے آخرت کے بدلہ دنیا کی زندگی کو اور عزت کے بدلہ ذلت اور رسوائی کو پسند کر لیا ہے۔ یاد رکھو، تمہارے خلاف چالیں چلی جا رہی ہیں جبکہ تم تو تدبیر کرنے والے ہو، تمہیں اطراف سے کم (کر کے محدود) کیا جا رہا ہے اور تمہیں اس بات کا اس طرح خوف نہیں، جیسے ہونا چاہئے تھا جب کہ تم تو بے پرواہ ہو کر غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔ بے شک، عقلمند جنگجو لوگ بیدار رہتے ہیں، سست، ذلت و رسوائی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دوسروں کو ذلیل کرنے والے خود مغلوب اور کمزور کیئے جا چکے ہیں۔ بلاشبہ میرا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے بھی مجھ پر حقوق ہیں۔ تمہارے مجھ پر حقوق یہ ہیں کہ جب تک میں تم میں رہوں تمہاری خیر خواہی کرتا رہوں اور تمہیں خوب مال غنیمت دلواؤں اور تعلیم دیتا رہوں تاکہ تم جہالت میں نہ رہو، تمہیں ادب سکھاتا رہوں تاکہ تم ادب سیکھ جاؤ اور میرا حق تم پر یہ ہے کہ تم نے مجھ سے جو بیعت کی ہے اس سے وفا کرو، میری موجودگی اور عدم موجودگی میں میری خیر خواہی چاہو اور جب بھی میں تمہیں بلاؤں فوراً لبیک کہو اور جو بھی میں حکم دوں اس کی تعمیل کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے گا تو وہ ان تمام چیزوں سے ہمیں دور کر دے گا جو ناپسندیدہ ہیں اور تم ان چیزوں کی طرف آ جاؤ گے جو پسندیدہ ہیں۔ تم اپنے مطالبے اور مقصد کو پا لو گے اور اپنی امیدوں تک پہنچ جاؤ گے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے لوگو، اگر کسی بھی وقت تم مجھ سے بہتر آدمی کو خلیفہ بنانا چاہو تو میں اپنے عہدے سے الگ ہو جاؤں گا۔''

(البدایۃ والنہایۃ، النثر العربی۔ لعبدالکریم شاہ صالح)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ملکی نظم و نسق

حضرت علی رضی اللہ عنہ ملکی نظم و نسق میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلتے تھے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ نجران کے یہودیوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے اپنے پرانے وطن (خیبر) واپس آنے کی درخواست کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے صاف انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح رائے رکھنے والا کون ہوسکتا ہے جب انہوں نے جلا وطن کیا تو درست کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

1 حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اموال کی نگرانی کرنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب بھی کسی آدمی کو کوئی ذمہ داری سونپتے تو اسے مفید نصیحتوں سے نوازتے اور اس کے طرز عمل کی تحقیقات کرتے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن ابی مالک رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت فرمائی کہ تم اپنے ساتھیوں کا ایک گروہ لے کر عراق کے ہر ضلع میں جا کر اموال کی تحقیقات کرو۔ (کتاب الخراج۔ لابی یوسف)

2 حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رعایا کے ساتھ سلوک:

حضرت علی رضی اللہ عنہ رعایا کے ساتھ بہت ہی مہربان تھے، آپ رضی اللہ عنہ کے دروازے غربا و مساکین کے لئے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کئی بار بغاوتیں ہوئیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اس معاملے میں رحم سے کام لیا یہاں تک کہ ایرانی آپ رضی اللہ عنہ کی شفقت سے متاثر ہوکر کہنے لگے: اللہ کی قسم، اس عربی خلیفہ نے نوشیرواں (ایرانی حکمران) کی یاد تازہ کردی ہے۔

3 حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذہبی خدمات:

حضرت علی رضی اللہ عنہ مذہب کی اشاعت میں بہت زیادہ دلچسپی لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں سورۂ برات کی آیات کی تبلیغ و نصیحت کی ذمہ داری آپ رضی اللہ عنہ کے حوالے کی تھی۔ خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو جنگوں میں مصروف رہنے کی وجہ سے وقت نہیں ملتا تھا لیکن اس کے باوجود بھی آپ رضی اللہ عنہ مذہبی خدمات سرانجام دیتے۔ ایران اور آرمینیا کے بعض مسلمان مرتد ہو گئے تھے جن کے خلاف آپ رضی اللہ عنہ نے کارروائی کی اور وہ

توبہ کر کے دوبارہ مسلمان ہو گئے۔ خارجی دین اسلام کے خلاف سازشیں کر رہے تھے جن کے خاتمہ کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے مختلف سزائیں مقرر کیں۔

(4) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قوت فیصلہ سے نوازا تھا جس کا اقرار حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کیا کرتے تھے۔ جب اہل یمن مسلمان ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں اپنی نمائندگی کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا بھی فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فیصلوں کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا جب تم 2 آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو صرف ایک آدمی کا بیان سن کر فیصلہ نہ کرنا بلکہ دوسرے کا بیان بھی سن کر فیصلہ کرنا۔ (مسند احمد۔ عن علی رضی اللہ عنہ)

(5) علم نحو کی ایجاد:

علم نحو جو عربی زبان سیکھنے کے لئے بنیادی علم کی حیثیت رکھتا ہے اس کی ابتدا بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہوئی۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو قرآن غلط پڑھتے ہوئے سنا تو یہ سوچا کہ ایسے قوانین بنائیں جائیں جن کی وجہ سے اعراب میں غلطی نہ ہو پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ابو الاسد دوئلی رضی اللہ عنہ کو چند ابتدائی قواعد بتا کر اس فن کی تدوین کا حکم دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے بعد انہیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ منصب خلافت سنبھالتے ہی یہ مطالبہ زور پکڑ گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو گرفتار کر کے سزا دی جائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے پر بہت زیادہ اصرار کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یقین دلایا کہ حالات معمول پر آ جائیں تو میں ضرور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو سزا دوں گا۔ سنجیدہ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات مان لی لیکن سبائی (عبداللہ بن سبا کے) گروہ کے شرپسندوں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا یہ افواہ پھیلا دی کہ خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو سزا دینے سے گریز کر رہے ہیں۔ حقیقت میں یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے ہی کے لئے مسلمانوں کی صفوں میں داخل ہوئے تھے اور ان کی

چاہت تھی کہ ملکی حالات معمول پر نہ آنے پائیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں دشواری:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر چشم دید گواہ موجود نہیں تھے کہ جو یہ بتا سکیں کہ فلاں فلاں آدمی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے۔ اس لئے کہ شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی ایک بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں جو بڑھاپے اور نظر کی کمزوری کی وجہ سے قاتلوں کو پہچان نہ پائیں۔ وہ اس کے سوا کچھ نہ بتا سکیں کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ چند آدمیوں کے ساتھ اندر آئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے تفتیش کی تو انہوں نے قسم کھا کر اپنی برأت کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ قتل کے ارادہ سے گھر میں داخل ضرور ہوئے تھے لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں شرم دلائی تو وہ پیچھے ہٹ گئے اور انہوں نے قتل میں حصہ نہیں لیا۔ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے بھی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بیان کی تصدیق کی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی بجائے دوسرے لوگ تھے۔ دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ وہ گروہ جس کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں ہاتھ تھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکا تھا۔ ادھر مملکت کے اکثر علاقوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ زور پکڑتا جا رہا تھا اور اس حق وانصاف کے حصول کی مہم میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی پیش پیش تھے اس طرح حالات بڑی نازک صورت اختیار کر چکے تھے۔

گورنروں کی معزولی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلافت کا منصب سنبھالنے کے فوراً بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور کے گورنروں کو معزول کر کے ان کی جگہ نئے گورنر نامزد کر دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو بصرہ، حضرت عمارہ بن حسان رضی اللہ عنہ کو کوفہ، حضرت عبیدہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یمن، حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو مصر اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر نامزد کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے نامزد گورنر حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ شام روانہ ہوئے۔ تبوک کے قریب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (شام کے گورنر) کی ان سے ملاقات ہوئی انہوں نے

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کو وہیں سے مدینہ واپس جانے کا مشورہ دیا۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ مدینہ واپس آ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام لکھا کہ مہاجرین اور انصار نے بالاتفاق میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اس لئے تم بھی میری اطاعت قبول کرلو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے خاص قاصد کی معرفت اس خط کا جواب لکھا کہ خلیفۃ المسلمین کی حیثیت سے آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص لیں اور شام کے لوگوں کا بھی یہی مطالبہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سفر عراق

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مصلحت کے تحت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو گرفتار کرنے میں تاخیر سے مملکت میں ہر طرف بدنظمی پیدا ہو گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل عراق کو ہم خیال بنانے کے لئے عراق جانے کا فیصلہ کر لیا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کو عراق جانے سے روکا مگر آپ رضی اللہ عنہ اپنے فیصلہ پر قائم رہے اور مدینہ میں اعلان کروا دیا کہ لوگ عراق سفر کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ اکثر ان کے ہم رکاب ہو گئے۔

دارالخلافہ کی کوفہ منتقلی

عہد نبوی کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک پوری ملت اسلامیہ کا دارالخلافہ مدینہ رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب خلافت کا منصب سنبھالا تو آپ رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ میری حمایت کرنے والے اکثر افراد کوفہ میں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سفر عراق کے دوران چند دن بصرہ میں ٹھہرے پھر کوفہ کا رخ کیا۔ بروز اتوار 12 رجب 36 ہجری کو کوفہ میں داخل ہوئے، اہل کوفہ نے قصر امارت میں آپ رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی کا انتظام کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ ان عالی شان محلات کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا، مجھے بھی محل کی کوئی حاجت نہیں پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک میدان میں قیام فرمایا اور جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے پرہیزگاری اور وفا شعاری کا درس دیا اور وہیں پر مستقل اقامت اختیار کی۔ اس طرح اسلامی دارالحکومت حجاز سے عراق منتقل ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں قیام فرما کر ملک

کے نظم ونسق کو ازسرنو قائم کیا اور مختلف گورنروں کا تقرر کیا۔ خبسہ بن کاس کو خراساں کا گورنر اور جزیرہ، موصل اور شام سے ملحقہ علاقوں پر اشتر نخعی کو گورنر مقرر کیا۔

خارجی فرقہ کی بنیاد

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں سے ہی ایک گروہ آپ رضی اللہ عنہ کے بعض فیصلوں پر تنقید کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی جماعت سے قرآن سے یہ دلیل پیش کرتے ہوئے الگ ہوگیا۔

(ترجمہ) ''حکم تو صرف اللہ کے لئے ہے۔'' (الانعام 6: آیت 57)

یہی گروہ خارجی فرقہ کہلایا۔ یعنی انہوں نے یہ مؤقف اپنایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کو فیصلہ کرنے والا نہیں بنایا جا سکتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کی دلیل سن کر فرمایا: یہ کلمہ (قرآنی آیت) تو برحق ہے لیکن اس سے باطل مراد لیا گیا ہے، یعنی غلط مفہوم مراد لیا گیا ہے۔ خوارج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ دھمکی بھی دی کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف جہاد کریں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا سختی سے جواب دیا۔ کچھ عرصہ کے لئے یہ جماعت دب گئی لیکن بعد میں انہوں نے عبداللہ بن وہب کو اپنا لیڈر منتخب کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت شروع کر دی۔ عبداللہ بن سبا کے فرقہ کے لوگ بھی اس جماعت میں شامل ہو گئے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بصرہ، کوفہ، مدائن اور عراق میں خوب پروپیگنڈے کئے اور بہت سے لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو خوارج کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دیا، انتقام کے طور پر خوارج نے نہروان میں جمع ہو کر مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا۔

جنگ نہروان:

خوارج کی انتقامی کارروائی کو دیکھتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کو تنبیہ کی کہ وہ اپنا رویہ درست کر لیں لیکن وہ کسی طرح نہ مانے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ امان کا جھنڈا لے کر میدان میں اعلان کریں کہ جو آدمی بھی اس جھنڈے کے نیچے آئے گا اسے امان دی جائے گی۔ خوارج میں سے اکثر لوگ اس جھنڈے کے نیچے آ گئے اور انہیں امان دے دی گئی لیکن 4 ہزار افراد اس جھنڈے کے نیچے نہ آئے۔

آخر کار ان کے خلاف اعلان جنگ کر دیا گیا۔ عبداللہ بن وہب خارجی لیڈر اپنے ہمرایوں کو لے کر میدان میں آیا اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج پر بھرپور حملہ کیا شروع میں ایسا لگ رہا تھا کہ خوارج کامیاب ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت و مدد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج نے انہیں شکست فاش دی اس کے باوجود خوارج کا مکمل خاتمہ نہ ہو سکا۔ اس جنگ میں کامیابی کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ واپس لوٹ آئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ازواج

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلا نکاح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ دوسرا نکاح اُم البنین بنت حزام رضی اللہ عنہا ، تیسرا نکاح لیلیٰ بنت مسعود رضی اللہ عنہا ، چوتھا نکاح اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، پانچواں نکاح صہبا یا اُم حبیب بنت ربیعہ رضی اللہ عنہا، چھٹا نکاح امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا، ساتواں نکاح خولہ بنت جعفر رضی اللہ عنہا ، آٹھواں نکاح اُم سعید بنت عروہ رضی اللہ عنہا، نواں نکاح محیاۃ بنت امراء القیس رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں آپ رضی اللہ عنہ نے کوئی اور نکاح نہیں کیا۔ البتہ ان کے بعد ایک وقت میں 4 بیویاں آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ رضی اللہ عنہ کے 3 بیٹے حسن، حسین، محسن رضی اللہ عنہم اور 2 بیٹیاں زینب کبریٰ اور اُم کلثوم کبریٰ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ حضرت محسن رضی اللہ عنہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ اُم البنین رضی اللہ عنہا سے 4 بیٹے عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ عباس رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ تینوں بیٹے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ لیلیٰ بنت مسعود رضی اللہ عنہا سے 2 بیٹے عبداللہ اور ابوبکر رحمۃ اللہ علیہما پیدا ہوئے اور یہ بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے 2 بیٹے یحییٰ اور محمد رحمۃ اللہ علیہما پیدا ہوئے۔ صہبا یا اُمّ حبیب رضی اللہ عنہا سے عمر اور رقیہ رحمۃ اللہ علیہا پیدا ہوئے جنہوں نے لمبی عمر پائی۔ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا سے محمد سرط رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ خولہ بنت جعفر رضی اللہ عنہا سے محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ اُم سعید بنت عروہ رضی اللہ عنہا سے ایک بیٹا حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ایک بیٹی اُم رملہ رحمۃ اللہ علیہا پیدا ہوئی۔ محیاۃ بنت امراء القیس رضی اللہ عنہا سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جو بچپن میں ہی فوت ہوگئی۔ اس کے علاوہ آپ کی کئی لونڈیوں میں سے

اُم ہانی، میمونہ، زینب صغریٰ، رملہ صغریٰ، اُم کلثوم صغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، اُم الکرام، اُم سلمہ، اُم جعفر، جمانہ اور نفیسہ رحمۃ اللہ علیہن پیدا ہوئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے 4 سے ان کی نسل کا سلسلہ جاری رہا، حسن، حسین رضی اللہ عنہما، محمد بن حنیفہ اور عمر رحمۃ اللہ علیہما۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہادت کی بشارت:

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے ساتھ حرا پہاڑ پر چڑھے، پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حرا، ٹھہر جا، تیرے اوپر نبی، صدیق اور شہید ہیں۔

(مسلم۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

جنگ نہروان کے بعد چند خارجیوں نے حج کے موقع پر جمع ہو کر اس بات پر اتفاق کیا کہ 3 اشخاص حضرت علی، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو بیک وقت قتل کر دیا جائے۔ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، نزال نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور عبداللہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی ذمہ داری لی۔ ان تینوں نے یہ طے کیا کہ جب حضرت علی، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم فجر کی نماز پڑھانے نکلیں گے تو رات کے اندھیرے میں ان پر وار کر کے ان کو شہید کر دیا جائے گا۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ 17 رمضان 40 ہجری کو جب بیدار ہوئے تو اپنے بیٹوں سے فرمایا: رات میں نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ آپ کی امت نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اور مجھے جھگڑوں میں مصروف رکھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی: اے اللہ، مجھے برے لوگوں سے نکال کر اچھے لوگوں میں شامل فرما دیجیے۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ مؤذن نے آپ رضی اللہ عنہ کو نماز کی اطلاع دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے گھر سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں عبدالرحمٰن بن ملجم نے تلوار کا ایسا زوردار وار کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ (بھیجے) پر جا کر ٹھہری۔ لوگوں نے قاتل کو گرفتار کر لیا اور آپ رضی اللہ عنہ

کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس کاری ضرب کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ 4 دن زندہ رہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بھی وار کیا گیا لیکن وہ بچ گئے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اتفاقی طور پر اس دن امامت کے لئے آئے ہی نہیں اور ان کی جگہ ایک اور آدمی نے نماز پڑھائی۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے شبہ میں اس آدمی کو قتل کر دیا گیا۔ ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کے بارے میں فرمایا: اگر میں مر جاؤں تو اسے قصاصاً قتل کر دینا اور اگر میں زندہ رہا تو میں خود ہی اسے مناسب سزا دوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ شدید زخمی تھے، زندگی کی کوئی امید نہیں تھی اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو بلا کر چند نصیحتیں کیں اور انہیں محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر المومنین، آپ کے بعد ہم حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں، آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہنا چاہتا تم خود ہی طے کر لینا۔ آخرکار زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ 21 رمضان 40 ہجری کو اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے 2 دن بعد بروز اتوار 21 ذی الحجہ 35 ہجری کو خلافت کا منصب سنبھالا اور بروز پیر 21 رمضان 40 ہجری کو جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت 4 سال 9 ماہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں حضرت حسن اور حضرت حسین اور ایک بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو غسل دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور رات کے اندھیرے میں آپ رضی اللہ عنہ کو عزیٰ نامی کوفہ کے ایک قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کو زمین کے برابر کر دیا گیا تاکہ خارجی آپ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کی بے حرمتی نہ کریں۔

اس صدقۂ جاریہ میں حصّہ لینے کے طریقے

❶ تاریخ گواہ ہے کہ کوئی قوم ہلاکت سے محفوظ نہیں جب تک وہ خود بھی نیک عمل کرے اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کی بھی کوشش کرے۔

﴿مزید تفصیل کے لئے پڑھئے تفسیر (المائدہ 5: آیات 78 تا 80)﴾

❷ ان کتب کو خرید کر اپنے دوستوں اور مساجد میں فی سبیل اللہ تقسیم کریں۔ یہ کتابیں بہترین تحفہ بھی ہیں۔

❸ جب آپ کو اس کتاب سے استفادہ کی بدولت علمی فائدہ ہو تو چند کتابیں فی سبیل اللہ ضرور تقسیم کریں تاکہ دوسروں کو بھی آپکی ذات و مال سے فائدہ ہو اور یہ عمل آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہو جائے اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب منقطع ہو جاتا ہے۔ لیکن تین اعمال کا ثواب اسے مسلسل ملتا رہتا ہے:

① صدقہ جاریہ ﴿مثلاً کنواں بنوانا، مسجد و مدرسہ تعمیر کروانا﴾

② فائدہ مند علم ﴿دین پڑھنا پڑھانا، علم آگے پہنچانا مثلاً قرآن و حدیث کی کتب فی سبیل اللہ تقسیم کرنا﴾

③ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔'' (مسلم)

نہایت اہم

کتب درکار ہوں تو رجسٹرڈ پارسل طلب کریں جس کیلئے رقم بذریعہ منی آرڈر پیشگی ارسال کریں۔ ڈاک خرچ بہ ذمہ خریدار ہے۔ کتب کی قیمت یا زرِ تعاون کے لئے نقد رقم ہرگز ہرگز بذریعہ ڈاک یا کوریئر (Courier) روانہ نہیں کریں۔ راستہ سے غائب ہو جاتی ہے جس کیلئے ادارہ ذمہ دار نہیں ہے۔ صرف اور صرف بذریعہ منی آرڈر رقم ارسال کریں یا خود تشریف لائیں۔ (ادارہ)

گھر بیٹھے اسلام سیکھئے

❶ بذریعہ خط وکتابت کورس (انگلش یا اردو) ❷ قرآن کریم عربی (چھوٹا، بڑا سائز) ❸ قرآن کریم مترجم اردو (چھوٹا، بڑا سائز) ❹ قرآن کریم کا لفظی و بامحاورہ آسان اردو ترجمہ ❺ قرآن کریم مترجم فارسی ❻ 40 دن میں گھر بیٹھے قرآن اور نماز پڑھنا سیکھئے ❼ عربی سیکھئے (قرآن کریم و نماز کی دعاؤں سے) ❽ مختصر تفسیر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ❾ مختصر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ❿ ایک ہزار منتخب احادیث ماخوذ از بخاری شریف ⓫ ایک ہزار منتخب احادیث ماخوذ از مسلم شریف ⓬ ایک ہزار منتخب احادیث ماخوذ از مشکوٰۃ شریف ⓭ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیل ونہار ⓮ بیماریاں اور ان کا علاج مع طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ⓯ سہل وآسان حج وعمرہ ⓰ دنیاوی تفکرات اور آخرت میں کامیابی کیلئے ⓱ اولاد کی تعلیم وتربیت ⓲ عورتوں کے مسائل اور ان کا حل ⓳ مریض کی نماز ⓴ قصص الانبیاء علیہم السلام ㉑ مختصر سیرت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ㉒ بڑے گناہوں سے بچاؤ کیسے؟ ㉓ غم نہ کریں ㉔ عدت کے مسائل ㉕ نماز پڑھنا سیکھئے ㉖ قربانی کے مسائل ㉗ زکوٰۃ کی فرضیت، وعید اور نصاب ㉘ وقت کا بہترین استعمال ㉙ اولیاء اللہ کی کرامات ㉚ مختلف پمفلٹس واسٹیکرز

الاعلام الاسلامی
ISLAMIC COMMUNICATION TRUST
Spreading the Word of Allah Worldwide

ملنے کے پتے:

کراچی
کمرہ نمبر 10، دوسری منزل، گلشن ٹیرس (بلڈنگ)، نزد جامع کلاتھ مارکیٹ
ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فون: 32210209 / 32627369

دفتری اوقات: صبح 11 بجے تا شام 7 بجے تک (تعطیل: بروز اتوار)

e-mail : islamisforall@hotmail.com

Visit our Website : www.islamisforall.com
For all our Books and Correspondence Course

لاہور
F/1، رحمان پلازہ۔4، فاطمہ جناح روڈ، لاہور
فون: 36367338 / 36366207

اسلام آباد
المسعود اسلامی بکس، دکان نمبر 10-B، بلاک 4-B
مرکز F-8، اسلام آباد فون: 2261356